فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح البخاری

۲۵-۲۶-۲۷

مکتبہ اصحاب الحدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❋❋❋ تنبیہ ❋❋❋

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور

www.KitaboSunnat.com

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۵

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد نہم

مصنف .... علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

دوسرا ایڈیشن .... اگست 2009ء

ناشر .... مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت کامل سیٹ 10000

کمپوزنگ و ڈیزائننگ .... حافظ عبداللہ صاحب 0321-416-22-60

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12، مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823, 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا﴾.

باب ہے بیچ بیان اس آیت کے اور جو شفاعت کرے شفاعت نیک تو ہوتا ہے واسطے اس کے حصہ اس سے مقیتا تک۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ اس باب کے پیچھے وہ حدیث لایا ہے جو پہلے مذکور ہے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ سفارش پر ثواب ملنا نہیں ہے عموم پر بلکہ وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے اس میں سفارش اور وہ نیک شفاعت ہے یعنی ہر شفاعت پر ثواب نہیں ملتا بلکہ ثواب فقط اسی سفارش میں ملتا ہے جس میں شرعا سفارش کرنا جائز ہو اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ شفاعت حسنہ وہ چیز ہے جس میں شرع نے اجازت دی ہے نہ وہ جس کی شرع نے اجازت نہیں دی جیسے کہ دلالت کی اس پر آیت نے اور البتہ روایت کی طبری نے ساتھ سند صحیح کے مجاہد سے کہ یہ آیت بیچ شفاعت بعض کے واسطے بعض کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو نیک کام میں کسی کے واسطے سفارش کرے اس کو ثواب سے حصہ ملتا ہے اور جو کسی کے واسطے باطل میں سفارش کرے اس کو اس سے گناہ کا حصہ ملتا ہے اور بعض نے کہا کہ شفاعت حسنہ دعا کرنا ہے واسطے ایمان دار کے اور سفارش بری بددعا کرنا ہے اوپر اس کے۔ (فتح)

﴿كِفْلٌ﴾ نَصِيبٌ

کفل کے معنی ہیں حصہ

فائدہ: یہ تفسیر ابوعبیدہ کی ہے اور کہا حسن اور قتادہ نے کہ کفل کے معنی ہیں وزر یعنی گناہ اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ کبھی کفل سے مراد حصہ ہوتا ہے اور کبھی اجر اور یہ کہ نساء کی آیت میں ساتھ معنی جزا کے ہے اور حدید کی آیت میں ساتھ معنی اجر کے۔

قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى ﴿كِفْلَيْنِ﴾ أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ.

اور کہا ابو موسیٰ نے یعنی بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے ﴿یؤتکم کفلین من رحمتہ﴾ کہ مراد کفلین سے دوہرا اجر ہے حبش کی زبان میں۔

٥٥٦٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ

٥٥٦٨۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل یا محتاج آپ کے پاس آتا تو فرماتے سفارش کرو اجر پاؤ گے اور حکم کرتا ہے اللہ

كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّآئِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهِ مَا شَآءَ.

اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہتا ہے۔

بَابُ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا

یعنی نہ تھے حضرت ﷺ گالی بکنے والے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے

فائدہ: فحش اس بات کو کہتے ہیں جو اپنے مقدار سے نکلے یہاں تک کہ قبیح معلوم ہو اور داخل ہوتا ہے فعل میں اور قول میں اور متفحش وہ ہے جو اس کا قصد کرے اور بکنے میں تکلف کرے اور زیادہ کہے۔ (فتح)

۵۵۶۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ أَبَا وَآئِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا.

۵۵۶۹۔ حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر داخل ہوئے جب کہ وہ معاویہ کے ساتھ کوفے میں آیا اور اس نے حضرت ﷺ کو ذکر کیا سو کہا کہ نہ تھے حضرت ﷺ گالی بکنے والے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے اور کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں میں بہتر وہ آدمی ہے جو زیادہ تر نیک خو ہو۔

۵۵۷۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ يَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَالَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ

۵۵۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی حضرت ﷺ کے پاس آئے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے السلام علیکم کے بدلے السام علیکم کہا یعنی تم پر موت پڑے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر موت اور اللہ کی لعنت اور اس کا غضب پڑے سو حضرت ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر اور بچ سختی اور بدگوئی سے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا آپ نے سنا جو انہوں نے کہا؟ حضرت ﷺ نے

وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا جو میں نے کہا: میں نے ان کو اس کا جواب دیا یعنی میں نے کہا کہ تم پر بھی موت پڑے سو میری بد دعا ان کے حق میں قبول ہوتی ہے اور ان کی بد دعا میرے حق میں قبول نہیں ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۵۷۱۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ يَحْيٰى هُوَ فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُوْلُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ.

۵۵۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت گالی دینے والے اور نہ بد گو اور نہ بہت لعنت کرنے والے ہم میں سے کسی کو عتاب اور جھڑکنے کے وقت کہتے کیا ہے اس کو اس کا چہرہ خاک میں ملے۔

۵۵۷۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَهِدْتِنِيْ فَحَّاشًا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ

۵۵۷۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت مانگی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا برا بھائی ہے اپنی قوم میں اور برا بیٹا ہے اپنے قبیلے میں یعنی اپنی قوم میں برا آدمی ہے (اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی) پھر جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے روبرو کشادہ پیشانی ظاہر کی اور اس کو خوش خلقی اور خوش مزاجی سے پیش آئے سو جب وہ مرد چلا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا: یا حضرت! جب آپ نے اس مرد کو دیکھا تو اس کو ایسا یعنی برا کہا تھا پھر آپ نے اس کے روبرو کشادہ پیشانی ظاہر کی اور اس کو خوش مزاجی سے پیش آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے مجھ کو بد گو اور فحش بکنے والا کب پایا تھا بیشک سب آدمیوں سے بدتر اللہ کے نزدیک مرتبے

مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ. | میں قیامت کے دن وہ آدمی ہے جس کا لوگ ملنا چھوڑ دیں اس کی زبان درازی اور گالی کے ڈر سے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ جمع کیا ہے اس حدیث نے علم اور ادب کو اور حضرت ﷺ نے جو بعض مکروہ اور برے کاموں کو اپنی امت کی طرف منسوب کیا ہے اور ان کے ساتھ ان کا نام رکھا ہے تو یہ غیبت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غیبت بعض سے بعض کے حق میں ہوتی ہے بلکہ واجب ہے حضرت ﷺ پر کہ اس کو بیان کریں اور اس کا حال لوگوں کو معلوم کروا دیں اس واسطے کہ یہ باب نصیحت اور شفقت سے ہے اپنی امت پر لیکن چونکہ حسن خلق حضرت ﷺ کی پیدائشی صفت تھی اس واسطے اس کو خوش خلقی سے پیش آئے اور اس کو برا جواب نہ دیا تا کہ حضرت ﷺ کی امت اس میں حضرت ﷺ کی پیروی کرے اور جو ایسا ہو اس سے بچے میں کہتا ہوں اور ظاہر اس کی کلام کا یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ کا خاصہ ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ حکم عام ہے کہ جو کسی شخص کے حال سے کسی چیز پر خبردار ہو اور ڈرے کہ کوئی غیر آدمی اس کی ظاہری خوبی پر مغرور ہو کر واقع ہو کسی گناہ میں تو اس پر لازم ہے کہ اس کو اطلاع دے اس چیز پر کہ اس سے ڈرے اس کی خیر خواہی کی نیت سے اور کہا قرطبی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے غیبت اس شخص کی کہ ظاہر کرنے والا ہو فسق یا فحش کو یا مانند اس کی کو جیسے حاکم ظالم یا بدعت کی طرف بلانے والا باوجود اس کے کہ جائز ہے صلح کرنی ان سے ان کی بدی کے ڈر سے جب تک کہ نہ پہنچائے یہ نوبت مداہنت کی دین میں اور فرق درمیان مدارات اور مداہنت کے یہ ہے کہ مدارات خرچ کرنا دنیا کا ہے واسطے صلاح دنیا اور دین دونوں کے یا ایک کے اور یہ مباح ہے اور کبھی مستحب ہوتی ہے اور مداہنت ترک کرنا دین کا ہے واسطے بہتری دنیا کے اور حضرت ﷺ نے خرچ کی اس کے واسطے دنیا سے خوشی یعنی خوش خلقی سے اس کے پیش آئے اور کشادہ پیشانی سے اس سے کلام کیا اور باوجود اس کے زبان سے اس کی تعریف کی سو حضرت ﷺ کا قول اور فعل اس میں متناقض نہ ہوگا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کا قول اس کے حق میں قول حق ہے اور فعل حضرت ﷺ کا ساتھ اس کے خوش خلقی ہے پس زائل ہوگا ساتھ اس کے اشکال اور وہ مرد عیینہ تھا اور کہا عیاض نے کہ عیینہ اس وقت مسلمان نہ ہوا تھا سو اس کی عیب جوئی کرنی غیبت نہ ہوگی یا اسلام لایا ہوا تھا لیکن اس کا اسلام خالص نہ تھا سو حضرت ﷺ نے چاہا کہ اس کو بیان کریں تا کہ نہ مغرور ہو ساتھ اس کے جو اس کے حال سے واقف نہ ہو اور حضرت ﷺ کی زندگی میں اور آپ کے بعد اس سے ایسے کام صادر ہوئے جو دلالت کرتے ہیں اس کے ایمان کے ضعیف ہونے پر سو جس چیز کے ساتھ حضرت ﷺ نے اس کو موصوف کیا وہ حضرت ﷺ کی پیغمبری کی علامتوں سے ہوگی اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی سے کلام کیا تو یہ بطور تالیف قلوب کی ہے اور یہ حدیث اصل ہے بیچ مدارات اور صلح کرنے کے اور یہ کہ جائز ہے غیبت کرنا اہل کفر اور فسق کی اور جو ان کی مانند ہیں۔ (فتح)

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ہے بیچ بیان خوش خلقی اور سخاوت کے اور جو مکروہ ہے بخل سے

فائدہ: جمع کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس ترجمہ میں تین امروں کو اس واسطے کہ سخاوت بھی منجملہ خوش خلقی کے ہے بلکہ وہ اس کا ایک بڑا فرد ہے اور بخل اس کی ضد ہے اور سر حسن سو وہ عبارت ہے ہر چیز مرغوب فیہ سے خواہ عقل کی جہت سے ہو یا عرض کی جہت سے یا حسن کی جہت سے اور اکثر عرف عام میں اس چیز کو کہتے ہیں جو آنکھ سے پائی جائے اور اکثر جو شرع میں آئی ہے وہ چیز ہے کہ عقل اور دانائی سے معلوم ہو اور خلق فتح کے ساتھ ہیئت اور صورت کو کہتے ہیں جو آنکھ سے دیکھی جائے اور ضمہ کے ساتھ قوتیں اور خصلتیں ہیں جو عقل اور دانائی سے معلوم کی جاتی ہیں اور البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ الٰہی! جیسا تو نے مجھ کو خوب صورت پیدا کیا ویسا میری خلق کو نیک کر دے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ اخلاق آدمی کے اوصاف ہیں کہ معاملہ کرتا ہے اس سے آدمی ساتھ غیر اپنے کے اور وہ دو قسم ہیں محمود اور مذموم، سو اوصاف محمودہ مجمل طور سے یہ ہیں کہ تو اپنے غیر کے ساتھ اپنے نفس پر غالب ہو اس کے واسطے اپنے نفس سے انصاف لے اور اپنے واسطے اس سے انصاف نہ کرے اور مفصل طور سے عفو ہے اور حلم اور جود اور جبر اور اٹھانا ایذا کا اور رحمت اور شفقت اور لوگوں کی حاجت روائی کرنی اور باہم دوستی رکھنی اور نرم جانب ہونا اور مانند اس کے اور مذموم اس کی ضد ہے اور سخا خرچ کرنا اس چیز کا ہے کہ حاصل کی جائے بغیر عوض کے اور بخل منع کرنا اس چیز کا ہے کہ طلب کی جائے اس چیز سے کہ حاصل کی جائے اور روکنا اس چیز کا کہ اس کا طالب مستحق ہو خاص کر جب کہ ہو غیر مال مسئول کے سے اور یہ جو کہا کہ من البخل تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بخل مذموم نہیں ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں زیادہ تر سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں سب وقتوں سے زیادہ تر سخاوت کرتے تھے یعنی جب کہ جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے۔

فائدہ: اسی حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان سبب کا ہے بیچ اکثر ہونے سخاوت آپ کی کا رمضان میں۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيْهِ ارْكَبْ إِلٰى هٰذَا الْوَادِيْ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ فَرَجَعَ فَقَالَ رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ.

اور کہا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جب کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری کی خبر پہنچی یعنی ابو ذر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی سے کہا کہ اس نالے یعنی مکے کی طرف سوار ہو جا اور اس کی بات سن کیا کہتا ہے سو وہ پھرا سو اس نے کہا کہ میں نے

اس کو یعنی حضرت ﷺ کو دیکھا کہ حکم کرتا ہے خوش خلقی اور نیک عادتوں کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مبعث نبوی میں گزر چکی اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حکم کرتا ہے نیک عادتوں کا اور مکارم جمع ہے مکرمہ کی اور وہ اسم ہے اخلاق کا اور اسی طرح افعال محمودہ اور چونکہ سب کاموں میں اکرم فعل ہے کہ قصد کیا جائے ساتھ اس کے اشرف وجوہ کو اور اشرف وجہ وہ ہے کہ اس سے اللہ کی رضا مندی مقصود ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتا ہے یہ فعل متقی سے اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ﴾ یعنی سب لوگوں میں بزرگ تر اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو تم میں زیادہ تر پرہیز گار ہو۔ (فتح)

٥٥٧٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَنْ تُرَاعُوْا لَنْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِأَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

۵۵۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تر خوش خلق اور زیادہ تر سخی اور زیادہ تر دلاور تھے اور البتہ ایک رات اہل مدینہ میں ہول پڑی یعنی انہوں نے ایک آواز ہولناک سنی سو وہ ڈرے کہ دشمن ان پر آ پڑے سو لوگ آواز کی طرف چلے تو حضرت ﷺ ان کو آگے سے آ ملے، البتہ آواز کی طرف لوگوں سے آگے بڑھ گئے تھے یعنی تا کہ حال دریافت کریں سو حضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ کچھ نہ تھا تو پلٹ کر لوگوں کو آگے آ ملے اور حالانکہ کہتے تھے مت ڈرو، مت ڈرو، اور حضرت ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے جو ننگا تھا اس پر زین نہ تھی حضرت ﷺ کی گردن میں تلوار لٹکی تھی سو فرمایا کہ البتہ ہم نے تو اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یا فرمایا کہ بیشک وہ دریا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الھبہ میں گزر چکی ہے اور یہ جو انس رضی اللہ عنہ نے فقط انہیں تین اوصاف کو ذکر کیا اور کسی وصف کو ذکر نہ کیا تو اس واسطے کہ یہ تینوں اوصاف ماں ہیں سب اخلاق کی اس واسطے کہ ہر آدمی میں تین قوتیں ہیں ایک غضبی قوت ہے اور اس کا کمال شجاعت ہے اور ایک شہوانی قوت ہے اور اس کا کمال جود ہے اور ایک عقلی قوت ہے اور اس کا کمال بولنا ہے ساتھ حکمت کے اور اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ اپنے قول احسن الناس کے اس واسطے کہ حسن شامل ہے قول اور فعل دونوں کو۔ (فتح)

٥٥٧٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا

۵۵۷۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے

سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا.

حضرت ﷺ سے کبھی کچھ نہیں مانگا سو کہا ہو کہ نہ۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں طلب کی گئی حضرت ﷺ سے کوئی چیز کبھی دنیا کے امر سے پھر حضرت ﷺ نے اس کو نہ دی ہو میں کہتا ہوں اور نہیں ہے مراد یہ کہ دیتے تھے حضرت ﷺ جو چیز کہ طلب کی جاتی آپس سے جزمًا بلکہ مراد یہ ہے کہ نہیں بولتے تھے ساتھ رد کے بلکہ اگر حضرت ﷺ کے پاس وہ چیز ہوتی تو دیتے ورنہ چپ رہتے اور البتہ وارد ہوا ہے بیان اس کا ایک حدیث میں جس کو ابن سعد نے روایت کیا ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب سوال کیے جاتے کسی چیز سے اور اس کے کرنے کا ارادہ نہ ہوتا تو چپ رہتے اور اس کی نظیر یہ حدیث ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی کسی طعام کو عیب نہیں کیا اگر بھوک ہوتی تو کھا لیتے ورنہ نہ کھاتے اور سمجھا ہے بعض نے عدم قول لا سے اثبات نعم کا اور مرتب کیا اس پر کہ لازم آتا ہے اس سے حرام ہونا بخل کا اس واسطے کہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ جب حضرت ﷺ کسی چیز پر ہمیشگی کریں تو ہوتی ہے یہ علامت اس کے وجوب کی اور ترجمہ تقاضا کرتا ہے کہ بخل مکروہ ہے اور جواب دیا گیا ہے یہ کہ جب یہ بحث تمام ہو تو محمول ہوگی کراہت تحریم پر لیکن وہ تمام نہیں اس واسطے کہ بخل حرام وہ ہے جو واجب کو منع کرے ہم نے مانا کہ وہ وجوب پر دلالت کرتی ہے لیکن اس پر جو پیغمبری کے مقام میں ہو اس واسطے کہ اس کے مقابل میں نقص ہے جس سے پیغمبر لوگ پاک ہیں پس خاص ہوگا وجوب ساتھ حضرت ﷺ کے اور ترجمہ شامل ہے اس کو کہ بعض بخل مکروہ ہے اور مقابل اس کا یہ ہے کہ بعض بخل حرام ہے جیسا کہ اس میں مباح بلکہ مستحب بھی ہے بلکہ اور واجب بھی پس اسی واسطے اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے مکروہ۔ (فتح)

۵۵۷۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا.

۵۵۷۵۔ حضرت مسروق سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے ہم سے حدیث بیان کرتا تھا کہ اچانک اس نے کہا کہ نہ حضرت ﷺ گالی دینے والے تھے اور نہ گالی کا جواب زیادہ کر کے دینے والے اور یہ کہ حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ تم لوگوں میں بہت بہتر وہ شخص ہے جو زیادہ تر خوش خلق ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور روایت کی ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ مسلمانوں میں زیادہ تر کامل ایمان دار وہ آدمی ہے جو ان میں زیادہ تر خوش خلق ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! سب بندوں میں اللہ کے نزدیک بہت پیارا بندہ کون ہے حضرت ﷺ نے فرمایا جو زیادہ خوش خلق ہو

اور صحیح حدیثوں سے جو خوش خلقی میں وارد ہوئی ہیں حدیث نواس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نیکی خوش خلقی ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی چیز زیادہ تر بھاری میزان میں خوش خلقی سے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا چیز ہے جو لوگوں کو زیادہ بہشت میں لے جائے گی، فرمایا اللہ سے ڈرنا اور خوش خلقی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک تم ہرگز وسیع نہیں ہوسکو گے لوگوں کو اپنے مالوں سے لیکن احاطہ کرتی ہے ان کو تم سے کشادہ پیشانی اور خوش خلقی اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں۔ (فتح)

۵۵۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ الشَّمْلَةُ فَقَالَ سَهْلٌ هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْسُوْكَ هٰذِهٖ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَحْسَنَ هٰذِهٖ فَاكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامَهٗ أَصْحَابُهٗ قَالُوْا مَا أَحْسَنْتَ حِيْنَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهٗ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهٗ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهٗ فَقَالَ رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلِّيْ أُكَفَّنُ فِيْهَا.

۵۵۷۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بردہ لائی تو سہل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ بھلا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ؟ لوگوں نے کہا وہ چادر ہے کہا سہل رضی اللہ عنہ نے وہ چادر ہے کہ اس کا حاشیہ اس میں بنا ہوا ہوتا ہے تو اس عورت نے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کو یہ پہناتی ہوں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر سو اس کو پہنا تو ایک صحابی نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دیکھا تو اس نے کہا: یا حضرت! یہ چادر کیا خوب ہے، سو یہ مجھ کو پہنایئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو اصحاب نے اس کو ملامت کی کہا تو نے خوب نہیں کیا جب تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر پھر تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سوال کیا اور البتہ تو جانتا ہے جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگے آپ اس کو دے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں اس کی برکت کا امید وار ہوں جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا میں امید رکھتا ہوں کہ اس میں کفنایا جاؤں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ لوگوں نے اس سے کہا کہ تو

نے حضرت ﷺ سے اس کا سوال کیا اور البتہ تو جانتا ہے کہ حضرت ﷺ سائل کو نہیں پھیرتے۔ (فتح)

۵۵۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

۵۵۷۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریب ہو جائے گا زمانہ اور کم ہو جائے گا علم اور لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی یعنی زکوٰۃ اور خیرات موقوف ہو جائے گی اور کثرت سے ہرج ہو گا، اصحاب نے کہا یا حضرت! ہرج کیا چیز ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قتل قتل یعنی خونریزی کثرت سے ہو گی۔

فائدہ: قیامت کی نشانیاں اس حدیث میں ارشاد فرمائیں اور یہ جو فرمایا کہ زمانہ قریب ہو جائے گا یعنی قیامت کا زمانہ متصل ہو جائے گا یا یہ مطلب کہ رات اور دن چھوٹے معلوم ہوں گے اور اس حدیث کی شرح کتاب فتن میں آئے گی اور اس حدیث میں ہے کہ لوگوں پر بخیلی ڈالی جائے گی تو یہی ہے مقصود باب کا اور وہ خاص تر ہے بخل سے اس واسطے کہ وہ بخل ہے ساتھ حرص کے اور یہ جو کہا یلقی یعنی بخیلی دلوں میں ڈالی جائے گی۔ (فتح)

۵۵۷۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْكِيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ.

۵۵۷۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی سو حضرت ﷺ نے مجھ کو کبھی اف نہیں کہا اور نہ یہ کہا کہ تو نے کیوں کیا اور نہ یہ کہ تو نے کیوں نہ کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں فرمایا حضرت ﷺ نے واسطے کسی چیز کے جس کو میں نے کیا ہو کہ تو نے اس کو اس طرح کیوں کیا اور نہ واسطے کسی چیز کے کہ میں نے اس کو نہ کیا کہ تو نے اس کو اس طرح کیوں نہ کیا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے ترک کرنا عتاب کا اس چیز پر کہ فوت ہوا اس واسطے کہ اس جگہ فائدہ ہے پاک کرنے زبان کے کا زجر اور ذم سے اور الفت چاہنا خاطر خادم کا ساتھ ترک کرنے عتاب اس کے کے اور یہ سب حکم اُن امروں میں ہے کہ متعلق ہیں ساتھ خط زبان کے اور بہر حال جو امر کہ لازم ہیں شرعا تو نہ نرمی کی جائے ان میں اس واسطے کہ وہ باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يَكُوْنُ الرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهِ

کس طرح ہو مرد اپنے گھر والوں میں؟

۵۵۷۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ

۵۵۷۹۔ حضرت اسود سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت ﷺ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے

الْأَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِيْ أَهْلِهِ قَالَتْ كَانَ فِيْ مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ.

تھے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں ہوتے تھے سو جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کی طرف کھڑے ہوتے۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری حدیث میں عروہ سے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضرت ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ کہا کہ اپنا کپڑا سیتے تھے اور اپنا جوتا گانٹھتے تھے اور کرتے تھے جو لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی بکری دوہتے اور اپنی جان کی خدمت کرتے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے شمائل میں اور ابن سعد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ تھے حضرت ﷺ نرم تر سب لوگوں میں اور اکرم سب لوگوں میں اور ایک مرد تھے تمہارے مردوں میں سے کہا ابن بطال نے کہ پیغمبروں کے اخلاق اور عادات سے ہے تواضع کرنا اور دور رہنا چین کرنے سے اور ذلیل کرنا نفس کو تاکہ پیروی کی جائے ان کی اور تاکہ نہ پڑیں آسودگی میں جو مذموم ہے اور البتہ اشارہ کیا گیا ہے طرف مذمت اس کی کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا﴾۔

بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى

محبت اللہ کی طرف سے ہے یعنی ابتدا اس کا اللہ کی طرف سے ہے

فائدہ: اور یہ ترجمہ لفظ زیادتی کا ہے کہ واقع ہوئی ہے بیچ مثل حدیث باب کے اس کے بعض طریقوں میں لیکن وہ بخاری کی شرط پر نہیں ہے سو اشارہ کیا ترجمہ میں اس کی طرف موافق عادت اپنی کے روایت کیا ہے اس کو احمد اور طبرانی وغیرہ نے ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ محبت اللہ کی طرف سے ہے اور صیت یعنی ذکر خیر آسمان سے ہے سو جب اللہ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے، الحدیث اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کوئی بندہ ایسا نہیں مگر کہ اس کے واسطے آسمان میں صیت ہے سو اگر نیک ہو تو رکھا جاتا ہے زمین میں اور اگر بد ہو تو رکھا جاتا ہے زمین میں اور مراد ساتھ صیت کے ذکر جمیل ہے۔ (فتح)

۵۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا

۵۵۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو پکارتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں یعنی فرشتوں میں پکار دیتا

فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ.

ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے کو دوست رکھا سو تم بھی اس کو دوست رکھو سو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اللہ جس بندے سے محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کو آسمان اور زمین میں مشہور کر دیتا ہے تا کہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے دعا خیر کریں اس سے محبت رکھیں اور واقع ہوا ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں بیان سبب اس محبت کا اور مراد اس ہی کا سو ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ بیشک بندہ اللہ کی رضا مندی تلاش کرتا ہے سو ہمیشہ رہتا ہے تلاش کرتا یہاں تک کہ اللہ کہتا ہے اے جبریل! بیشک فلانا بندہ میری رضا مندی چاہتا ہے خبردار ہو اور بیشک میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی اور شاہد ہے اس کے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو رقاق میں آئے گی کہ میرا بندہ ہمیشہ میری نزدیکی نفل عبادتوں کے واسطے سے چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور یہ جو کہا کہ پھر زمین میں اس کی قبولیت اُتاری جاتی ہے تو ایک روایت میں ہے پھر حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ اور طبرانی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بیشک بندہ عمل کرتا ہے ساتھ غضب اللہ کے تو اللہ فرماتا ہے اے جبریل! فلانا میرا غضب چاہتا ہے سو بیان کیا اس کو جیسے محبت کو بیان کیا اور اس میں ہے سو جبریل علیہ السلام کہتا ہے کہ بیشک اللہ نے فلانے پر غصہ کیا اور کہا ابن بطال نے کہ اس زیادتی میں رد ہے قدریہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ شر بندے کا فعل ہے اللہ کی پیدائش سے نہیں اور مراد ساتھ قبول کے باب کی حدیث میں قبول کرنا دلوں کا ہے اس کو ساتھ محبت کے یعنی لوگ اس سے راضی ہوتے ہیں اور محبت رکھتے ہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ لوگوں کی محبت اللہ کی محبت کی نشانی ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو جنازے میں گزر چکی ہے کہ تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں اور مراد اللہ کی محبت سے ارادہ خیر کا ہے واسطے بندے کے یعنی اللہ تعالیٰ بندے کے واسطے ارادہ خیر کرتا ہے اور اس کے واسطے ثواب حاصل ہوتا ہے اور فرشتوں کی محبت سے مراد یہ ہے کہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں اس کے لیے خیر دارین کا اور دلوں سے اس کی طرف مائل رکھتے ہیں واسطے ہونے اس کے مطیع اللہ کا اور محب اس کا اور مراد بندوں کی محبت سے یہ ہے کہ اس کو نیک جانتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے بدی کو اس سے دور کرتے ہیں اور حقیقت محبت کی نزدیک اہل معرفت کے ان معلومات میں سے ہے جن کی کوئی حد نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پہچانتا ہے اس کو جو قائم ہو محبت ساتھ اس کے وجدان میں نہیں ممکن ہے تعبیر کرنا اس سے اور محبت تین قسم ہے ایک حب الٰہی اور ایک روحانی اور ایک طبعی اور باب کی حدیث تینوں قسموں کو شامل ہے سو اللہ کی محبت بندے سے حب الٰہی ہے اور محبت

جبریل علیہ السلام اور فرشتوں کی حب روحانی ہے اور حب بندوں کی اس کے واسطے حب طبعی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

اللہ کے واسطے محبت رکھنا

۵۵۸۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ وَحَتّٰى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ وَحَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

۵۵۸۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی ایمان کی شیرینی کا مزہ نہیں پاتا یہاں تک کہ آدمی سے محبت رکھے اس طرح کہ نہ محبت رکھتا ہو اس سے مگر اللہ ہی کے واسطے یعنی محبت میں دنیا کا کچھ لگاؤ نہ ہو اور یہاں تک کہ آگ میں ڈالا جانا اس کو محبوب تر ہو کفر کی طرف پلٹ جانے سے اس کے بعد کہ اللہ نے اس کو کفر سے نکالا اور یہاں تک کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے زیادہ تر محبوب ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور بیان اس کا کہ یہ ترجمہ اول حدیث کا ہے کہ روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اللہ ہی کے واسطے محبت رکھنی اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی رکھنی ایمان سے ہے اور یہ جو کہا کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول تمام عالم سے محبوب تر ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ایمان کو کامل کرے تو وہ جان لیتا ہے کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مؤکد تر ہے اس پر اس کے باپ اور اس کی ماں اور اولاد اور بیوی اور تمام لوگوں کے حق سے اس واسطے کہ گمراہی سے ہدایت پانا آگ سے خلاص ہونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اور اس کی محبت کی نشانیوں سے ہے اس کے دین کی مدد کرنی قول سے اور فعل سے اور ہٹانا اس کی شریعت سے نقص اور عیب کو اور آراستہ ہونا اس کے اخلاق سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو! نہ ٹھٹھا کرے کوئی قوم کسی قوم سے شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔

۵۵۸۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۵۸۲۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ ہنسے آدمی لوگوں کے گوز سے اور فرمایا کہ کس سبب سے مارتا ہے کوئی اپنی عورت کو جیسے

أَنْ يَّضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفُسِ وَقَالَ بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ أَوِ الْعَبْدِ ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَوُهَيْبٌ وَّأَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ جَلْدَ الْعَبْدِ.

حیوان کو مارتا ہے پھر شاید اس کو بغل میں لے یعنی اس سے صحبت کرے اور کہا ثوری وغیرہ نے ہشام سے جیسے غلام کو مارتا ہے۔

فائدہ: اور یہ جو کہا لا یسخر تو یہ نہی ہے مسخرہ پن کرنے سے اور یہ فعل ساخر کا ہے اور ساخر وہ ہے جو اس سے ٹھٹھا کرے اور سحر یہ خاص تسخیر کا نام ہے اور سحر یہ روانہ کرنا چیز کا ہے طرف غرض کی کہ خاص کی گئی ہے ساتھ اس کے قہر سے سو وارد ہوئی تھی ٹھٹھا کرنے سے ساتھ ایک دوسرے کے واسطے حقیر جاننے اس کے کے باوجود اس احتمال کے کہ وہ واقع میں اس سے بہتر ہو اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے درمیان ہے کہ کافی ہے مرد کے واسطے یہ برائی کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے۔ (فتح)

۵۵۸۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا.

۵۵۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا یعنی حجۃ الوداع کے دن بھلا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، فرمایا کہ بیشک یہ دن حرام ہے پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ اور اس رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شہر حرام ہے پھر فرمایا بھلا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، فرمایا یہ مہینہ حرام ہے، فرمایا کہ بیشک اللہ نے تمہارے خونوں اور تمہارے مالوں اور تمہاری آبروؤں کو تم پر حرام کیا ہے جیسے اس تمہارے دن کی حرمت ہے اس تمہارے مہینے میں اس تمہاری بستی میں۔

فائدہ: یعنی جیسے مکے میں اور ذی الحجہ کے مہینے میں عرفے کا دن حرام ہے اس میں کسی طرح کی زیادتی درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کو حرام جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق جان مارنا اور مال چھیننا اور بے عزت کرنا درست نہیں اور غرض اس سے یہاں بیان حرام کرنے عزت کا ہے اور یہ ہی جگہ مدح اور ذم کی شخص

سے عام تر ہے اس سے کہ اس کی جان میں ہو یا نسب میں ہو یا حسب میں اور روایت کی ہے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور مال اور اس کی عزت۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ جو منع ہے گالی دینے اور لعنت کرنے سے

فائدہ: اور سباب محتمل ہے کہ تفاعل سے ہو اور احتمال ہے کہ ہو ساتھ معنی سب کے اور وہ نسبت کرنا ہے آدمی کو طرف کسی عیب کے اور پہلے احتمال پر پس حکم اس کا یہ ہے کہ گناہ اس پر ہے جو پہلے گالی دینے والے شیطان ہیں آپس میں جھوٹ بولتے ہیں۔ (فتح)

٥٥٨٤ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ تَابَعَهٗ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۵۵۸۴۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے متابعت کی ہے اس کی شعبہ نے غندر سے۔

٥٥٨٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيَّ حَدَّثَهٗ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُهٗ كَذٰلِكَ.

۵۵۸۵۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کو فاسق یا کافر نہیں کہتا مگر کہ وہ فسق یا کفر قائل پر الٹ پڑتا ہے اگر اس کا ساتھی اس طرح نہ ہو۔

فائدہ: اس کا ساتھی یعنی جس کو فاسق یا کافر کہا گیا اگر اس کا مستحق نہ ہو تو کہنے والے پر الٹ پڑتا ہے اور یہ تقاضا کرتا ہے کہ جو دوسرے کو فاسق یا کافر کہے سو اگر وہ ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا تو ہوتا ہے قائل اس کا وہی مستحق ساتھ وصف مذکور کے اور اگر ہو وہ اسی طرح جیسا اس نے کہا تو نہیں الٹ پڑتی ہے اس پر کوئی چیز واسطے ہونے اس کے سچا اپنے قول میں اور اگرچہ وہ اس فاسق یا کافر کہنے میں خود فاسق یا کافر نہیں ہوتا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نہ ہو گنہگار اس صورت میں کہ کہے اے فاسق! بلکہ اسی صورت میں تفصیل ہے اگر اس کی خیر خواہی یا اس کے غیر کی خواہی مقصود ہو اس کا حال بیان کرنے سے تو جائز ہے اور اگر اس کو عیب کرنا اور مشہور کرنا اور اس کی محض ایذا مقصود ہو تو

نہیں جائز ہے اس واسطے کہ اس کو حکم ہے اس کی پردہ پوشی کا اور اس کے سکھلانے کا اور اس کے وعظ کرنے کا ساتھ اچھی طرح کے سو جہاں تک کہ ممکن ہو اس کو یہ ساتھ نرمی کے نہیں جائز ہے اس کے واسطے یہ کہ کرے اس کو ساتھ سختی کے اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے یہ سبب واسطے اصرار کرنے اس کے کے اس فعل پر جیسے کہ اکثر لوگوں میں عار پیدا ہوگئی ہے خاص کر جب کہ حکم کرنے والا مامور سے مرتبے میں کم ہو اور مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ واقع ہوا ہے کہ جو کسی مرد کو کافر یا عدو اللہ کہے اور حالانکہ وہ اس طرح نہ ہو تو وہ کہنے والے پر الٹ پڑتا ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اختلاف ہے اس الٹ پڑنے کی تاویل میں سو بعض نے کہا کہ اُلٹ پڑتا ہے اس پر کفر اگر اس کو حلال جانتا اور یہ بعید ہے حدیث کے سیاق سے اور بعض نے کہا کہ محمول ہے خارجیوں پر اس واسطے کہ وہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ صحیح اکثر کے نزدیک یہ ہے کہ خارجیوں کو ان کی بدعت کے سبب سے کافر نہیں کہا جاتا میں کہتا ہوں اور یہ قول مالک سے منقول ہے اور اس کے واسطے ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض ان میں سے بہت اصحاب کو کافر کہتے ہیں جن کے حق میں حضرت ﷺ نے بہشت اور ایمان کی گواہی دی سو ان کو کافر کہنا اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے گواہی مذکور کی تکذیب کی نہ اس وجہ سے کہ ان سے یہ تکفیر صادر ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ حدیث بیان کی گئی ہے واسطے روکنے اور جھڑکنے مسلمان کے اس سے کہ اپنے بھائی کو ایسا کہے اور یہ خوارج وغیرھم کے وجود سے پہلے ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ الٹ پڑتا ہے اس پر نقص اس کا یا گناہ اس کی تکفیر کا اور اس کا کچھ ڈر نہیں اور بعض نے کہا کہ اس پر خوف ہے کہ اس کا انجام کفر ہو جیسے کہ کہا گیا کہ گناہ ایلچی ہیں کفر کے سو جو ان پر ہمیشگی کرے اور اصرار کرے اس پر خوف ہے کہ اس کا خاتمہ بد ہو اور راجح تر سب سے یہ ہے کہ جو کہے یہ بات کہے واسطے جس سے اسلام کو پہچانتا ہو اور نہ قائم ہو اس کے لیے کوئی شبہ اس کے زعم میں کہ وہ کافر ہے تو تکفیر کیا جاتا ہے اس کہنے کے سبب سے تو معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اس کی تکفیر اس پر الٹ پڑتی ہے سو الٹ پڑنے والی تکفیر ہے نہ کفر سو گویا کہ اس نے اپنے نفس کی تکفیر کی اس واسطے کہ اس نے کافر کہا اس کو جو اس کی مثل ہے اور جس کو نہیں کافر کہتا مگر کافر جو دین اسلام کے بطلان کا معتقد ہے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ واجب ہوا کفر ایک پر اور کہا قرطبی نے کہ جس جگہ آیا ہے کفر بیچ زبان شرع کے تو وہ انکار اس چیز کا ہے جو معلوم ہے دین اسلام سے ساتھ ضرورت شرعیہ کے اور البتہ وارد ہوا ہے کفر بیچ شرع کے ساتھ معنی انکار نعمتوں کے اور ترک شکر منعم کے اور قیام کے ساتھ حقوق اس کے کے جیسے کہ اس کی تقریر کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ **یکفرن الاحسان ویکفرن العشیر** یعنی ناشکری کرتے ہیں احسان کی اور ناشکری کرتی ہیں خاوند کی اور یہ جو کہا **بار بھا احدھما** یعنی پھر آیا ساتھ گناہ اس کے ایک دونوں سے اور لازم اس کے اور حاصل یہ ہے کہ اگر مقول لہ یعنی جس کے حق میں کہا گیا کافر شرعی ہو تو کہنے والا سچا ہے اور مقول لہ اس کو لے جاتا ہے اور اگر کافر شرعی نہ ہو تو

الٹ پڑتا ہے طرف قائل کے گناہ اس قول کا اور اقتصار کیا ہے اس نے اس تاویل پر اور یہ جواب قریب تر ہے طرف انصاف کے اور البتہ روایت کی ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہ جب بندہ کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے آسمان کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اس کے چڑھنے سے پہلے پھر زمین کی طرف اترتی ہے سو دائیں بائیں دوڑتی ہے سو اگر کوئی راہ نہ پائے تو رجوع کرتی ہے اس کی طرف جو لعنت کیا گیا اگر اس کے لائق ہو ورنہ لعنت کرنے والے پر الٹ پڑتی ہے۔ (فتح)

۵۵۸۶ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ.

۵۵۸۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فحش بکنے والے اور نہ بہت لعنت کرنے والے اور نہ بہت گالی دینے والے اور عتاب کے وقت کہتے کیا ہے اس کو اس کا ماتھا خاک آلود ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

۵۵۸۷ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

۵۵۸۷۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا اور نہیں واجب ہے آدمی پر نذر اس کی جس کا وہ مالک نہیں اور جو دنیا میں اپنی جان کو کسی چیز سے مارے گا تو قیامت کے دن اس کے ساتھ اس کو عذاب ہوگا اور جس نے کسی مسلمان کو لعنت کی تو وہ ویسے ہے جیسے اس کو قتل کیا اور جو عیب کرے کسی ایمان دار پر کفر کا تو وہ ویسے ہے جیسے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور لیا جاتا ہے حکم اس چیز کا کہ متعلق ہے ساتھ تکفیر اس کی کے جو ایمان دار کو کافر کہے اس چیز سے کہ پہلے گزری اور یہ جو کہا کہ مسلمان کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے یعنی اس واسطے کہ جب اس نے اس کو لعنت کی تو گویا کہ اس نے بد دعا دی اس کو

ساتھ ہلاک کے۔ (فتح)

۵۵۸۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِيْ يَجِدُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتُرٰى بِيْ بَأْسٌ أَمَجْنُوْنٌ أَنَا اذْهَبْ.

۵۵۸۸۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو مرد آپس میں لڑے تو ان میں سے ایک سخت غصہ ہوا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں ایک بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس کا غصہ جاتا رہتا تو ایک مرد اس کی طرف چلا اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے خبر دی اور فرمایا کہ اللہ کی پناہ مانگ شیطان سے یعنی کہہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے تو اس نے کہا کیا تو گمان کرتا ہے کہ مجھ کو کوئی بیماری ہے یا میں دیوانہ ہوں چلا جا۔

فائدہ: یہ خطاب ہے اس مرد سے جس کو غصہ آیا تھا اس مرد کے واسطے جس نے اس کو پناہ مانگنے کا حکم کیا تھا یعنی چلا جا اپنے شغل میں اور بجا لا اس مامور کو اور وہ مرد کافر تھا یا منافق یا اس پر غصہ غالب ہوا یہاں تک کہ نکالا اس کو اعتدال سے اس طور سے کہ جھڑکا اس نے نصیحت کرنے والے کو ساتھ اس بد جواب کے اور بعض نے کہا کہ وہ گنوار تھا سخت مزاج والا اور گمان کیا اس نے کہ نہیں پناہ مانگتا شیطان سے مگر جس کو جنون ہو اور نہ جانا اس نے کہ غصہ شیطان کے شر سے ہے اسی واسطے نکالتا ہے اس کو اپنی صورت سے اور اچھا کر دکھلاتا ہے اس کے مال کے فاسد کرنے کو مانند کاٹنے کپڑے اس کے کے اور توڑ ڈالنے اس کے برتنوں کے یا بڑھنا اس پر جس نے اس کو غصہ دلایا اور مانند اس کی اس قسم سے کہ کرتا ہے اس کو جو حد اعتدال سے نکل جائے۔ (فتح)

۵۵۸۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ

۵۵۸۹۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تا کہ لوگوں کو شب قدر کی خبر دیں سو دو مسلمان مردوں نے آپس میں جھگڑا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکلا تھا تا کہ تم شب قدر کی خبر دوں یعنی اس کی تعیین کی کہ فلانی رات ہے سو فلانے اور فلانے مرد نے آپس

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحَی فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسٰی أَنْ یَّكُوْنَ خَیْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِی التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.

میں جھگڑا کیا اور البتہ شب قدر اٹھائی گئی یعنی میں اس کی تعیین کو بھول گیا ہوں اور امید ہے کہ یہ تمہارے واسطے بہتر ہو سو تلاش کرو اس کو نویں رات میں اور ساتویں میں اور پانچویں یعنی بعد بیس راتوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں قول حضرت ﷺ کا ہے کہ دو مردوں نے آپس میں تنازع کیا اور تنازع اکثر اوقات پہنچاتا ہے طرف گالی دینے کی آپس میں۔ (فتح)

۵۵۹۰۔ حَدَّثَنِیْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ هُوَ ابْنُ سُوَیْدٍ عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ قَالَ رَأَیْتُ عَلَیْهِ بُرْدًا وَعَلٰی غُلَامِهٖ بُرْدًا فَقُلْتُ لَوْ أَخَذْتَ هٰذَا فَلَبِسْتَهٗ كَانَتْ حُلَّةً وَّأَعْطَیْتَهٗ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ كَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَّكَانَتْ أُمُّهٗ أَعْجَمِیَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِیْ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِیْ أَسَابَبْتَ فُلَانًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهٖ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ قُلْتُ عَلٰی حِیْنِ سَاعَتِیْ هٰذِهٖ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ قَالَ نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰہُ تَحْتَ أَیْدِیْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰہُ أَخَاهُ تَحْتَ یَدِهٖ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَأْكُلُ وَلْیُلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا یُكَلِّفُهٗ مِنَ الْعَمَلِ مَا یَغْلِبُهٗ فَإِنْ كَلَّفَهٗ مَا یَغْلِبُهٗ فَلْیُعِنْهُ عَلَیْهِ.

۵۵۹۰۔ حضرت معرور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ پر چادر دیکھی اور ان کے غلام پر بھی چادر دیکھی تو میں نے کہا کہ اگر تو اس کو لے کر پہنے تو جوڑا ہو جائے اور اس کو اور کپڑا دے تو ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے اور ایک مرد یعنی بلال رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی اور اس کی ماں عجمی تھی یعنی غیر عربی سو میں نے اس کو ماں کی گالی دی یعنی میں نے اس سے کہا لونڈی کا جنا سو اس نے مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس ذکر کیا حضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تو نے فلانے کو گالی دی؟ میں نے کہا: ہاں، فرمایا کیا تو نے اس کی ماں کی اہانت کی؟ میں نے کہا: ہاں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تو ایسا مرد ہے کہ تجھ میں جاہلیت کی خو بو ہے میں نے کہا میری اس گھڑی میں بڑھاپے سے یعنی کیا مجھ میں جہالت ہے اور حالانکہ میں بہت بوڑھا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور تمہارے خدمت گار ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ کے نیچے ڈالا ہے یعنی ان کا مالک کیا ہے سو جس کا بھائی اللہ نے اس کے زیر دست کیا ہو تو چاہیے کہ اس کو کھلائے جو آپ کھاتا ہو اور چاہیے کہ اس کو پہنائے جو آپ پہنتا ہو اور اس کو ایسا بھاری کام نہ بتلائے جو اس کو دبا ڈالے اور اگر اس کو ایسا

کام بتلائے جو اس کو دبا ڈالے تو خود بھی اس کی مدد کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور یہ کہ مرد مذکور وہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں جو مؤذن تھے اور جاہلیت سے وہ زمانہ مراد ہے جو اسلام سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ مراد اس کی اس جگہ جہالت ہو یعنی تجھ میں جہالت ہے اور مراد عبید سے غلام ہیں یا خادم تا کہ داخل ہو اس میں جو نہیں ہے غلامی میں ان میں سے اور لیا جاتا ہے اس سے مبالغہ بیچ ذم سب اور لعن کے اس واسطے کہ اس میں حقارت ہے مسلمان کی اور البتہ وارد ہوئی ہے شرع کہ مسلمان لوگ بڑے بڑے احکام میں سب برابر ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تفاضل حقیقی یعنی ایک دوسرے سے بزرگ ہونا ان کے درمیان ساتھ تقویٰ اور پرہیزگاری کے ہے سو شریف نسب والے کو نسب فائدہ نہیں دیتا جب کہ نہ ہو اہل تقویٰ سے اور نفع پاتا ہے خسیس نسب والا ساتھ تقویٰ کے جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ﴾ کہ تم لوگوں میں بڑا بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہو۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ الطَّوِيْلُ وَالْقَصِيْرُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ وَمَا لَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے ذکر لوگوں کے سے یعنی ان کی اوصاف سے جیسے کہتے ہیں دراز قد والا اور پست قد والا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہتا ہے ذوالیدین یعنی دو ہاتھ والا اور بیان اس چیز کا کہ نہیں ارادہ کیا جاتا اس سے عیب اور نقص مرد کا۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے واسطے بیان حکم القاب کے اور بیان اس چیز کے کہ نہیں چاہتا مرد یہ کہ موصوف کیا جائے ساتھ اس کے اس چیز سے کہ وہ اس میں ہے اور حاصل یہ ہے کہ اگر لقب پسند ہو اس کو جس کا وہ لقب ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہ ہو جو شرع میں منع ہے تو وہ لقب جائز ہے یا مستحب اور اگر وہ اس قسم سے ہو کہ اس کو خوش نہ لگتا ہو تو وہ حرام ہے یا مکروہ مگر یہ کہ معین ہو راہ طرف تعریف کرنے کے ساتھ اس کے جس جگہ اس کے ساتھ مشہور ہو اس کے اور اس کے سوائے اپنے غیر سے جدا نہ ہوتا ہو اسی واسطے بہت ذکر کیا ہے راویوں نے اعمش اور اعرج وغیرہ کو اور عارم اور غندر وغیرہ کو اور اصل اس میں قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب کہ آپ نے ظہر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام کیا تو فرمایا کہ کیا ایسا ہی ہے، جیسا ذوالیدین کہتا ہے؟ اور البتہ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے باب میں اور نہیں ذکر کیا اس زیادتی کو اور جو بخاری رحمہ اللہ نے اس میں تفصیل کی ہے یہی مذہب ہے جمہور کا اور ایک قوم جدا ہوئی ہے سو انہوں نے اس میں تشدید کی یہاں تک کہ حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ قول ہمارا حمید الطویل غیبت اس کی اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف جس جگہ ذکر کیا قصہ ذوالیدین کا اور اس میں ہے کہ ایک مرد تھا اس کے ہاتھ میں درازی تھی اور کہا ابن منیر نے یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ ایسے لقب کا

ذکر کرنا اگر بیان اور تمیز کے واسطے ہو تو جائز ہے اور اگر اس کی تنقیص کے واسطے ہو تو نہیں ہے جائز۔ (فتح)

۵۵۹۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا قَصُرَتِ الصَّلَاةُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَنَسِيْتَ أَمْ قَصُرَتْ فَقَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ قَالُوْا بَلْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ وَكَبَّرَ.

۵۵۹۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر سلام کیا پھر ایک لکڑی کی طرف اُٹھ کھڑے ہوئے جو مسجد کی اگلی طرف میں پڑی تھی اور اس دن لوگوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے سو دونوں ڈرے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کریں اور جلد باز لوگ مسجد سے نکلے سو انہوں نے کہا کہ کیا نماز چھوٹی کی گئی اور قوم میں ایک مرد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ذوالیدین بلاتے تھے سو اس نے کہا یا حضرت! کیا آپ بھول گئے یا نماز چھوٹی ہوگئی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا نہ نماز چھوٹی ہوئی اس نے کہا بلکہ آپ بھول گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے یعنی اور لوگوں نے کہا ہاں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام کیا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدے اپنے کے یا اس سے درازتر پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر سجدہ کیا مثل سجدے اپنے کے یا درازتر اس سے پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

بَابُ الْغِيْبَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾

باب ہے بیچ بیان غیبت کے اور اللہ نے فرمایا اور نہ غیبت کرے کوئی تم میں سے کسی کی، رحیم تک۔

فائدہ: اسی طرح اکتفا کیا ہے ساتھ ذکر کرنے آیت کے جو تصریح کرنے والی ہے ساتھ نہی کے غیبت سے اور نہیں ذکر کیا حکم اس کا جیسا کہ ذکر کیا ہے حکم چغلی کا بعد دو بابوں کے جہاں جزم کیا ہے اس نے کہ چغلی کبیرہ گناہ ہے اور البتہ اختلاف ہے غیبت کی تعریف میں اور اس کے حکم میں بہرحال تعریف اس کی سو کہا راغب نے کہ غیبت یہ ہے کہ آدمی دوسرے کا عیب ظاہر کرے بغیر حاجت کے طرف ذکر کرنے اس کے کے اور کہا غزالی نے کہ حد غیبت کی یہ

ہے کہ تو اپنے بھائی کو یاد کرے ساتھ اس طور کے کہ اس کو برا معلوم ہو اگر اس کو پہنچے اور کہا ابن اثیر نے غیبت یہ ہے کہ تو کسی آدمی کو اس کی پس پشت بدی سے یاد کرے اور اگرچہ وہ بدی اس میں موجود ہو اور کہا نووی رحمہ اللہ نے غیبت ذکر کرنا آدمی کا ہے غیر کو ساتھ اس چیز کے جو اس کو بری لگے برابر ہے کہ ہو یہ آدمی کے بدن میں یا اس کے دین میں یا اس کی دنیا میں یا اس کی جان میں یا اس کی پیدائش میں یا اس کی خو میں یا اس کی اولاد میں یا اس کی بیوی میں یا اس کے خادم میں یا اس کے کپڑے میں یا اس کی حرکت میں یا اس کی کشادہ پیشانی میں یا اس کی تنگ پیشانی میں یا سوائے اس کے جو متعلق ہے ساتھ اس کے اور برابر ہے کہ ذکر کیا ہو اس کو ساتھ لفظ کے یا اشارہ اور رمز کے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور استعمال کیا ہے بہت فقہاء نے تعریض کو تصنیفوں میں مثل قول ان کے بعض آدمی جو علم کا دعویٰ کرتا ہے یا نیکوکاری کی طرف منسوب ہے اور مانند اس کی اس قسم سے کہ سامع اس کی مراد کو سمجھتا ہے تو یہ سب غیبت ہے اور تمسک کیا اس نے جس نے کہا کہ نہیں شرط ہے غیبت میں غیب ہونا شخص کا ساتھ حدیث مشہور کے جو مسلم وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم جانتے ہو کیا ہے غیبت؟ اصحاب نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی مسلمان کو یاد کرے جو اس کو برا لگے، اسی کا نام غیبت ہے، لوگوں نے کہا: بھلا فرمایئے تو اگر اس میں سچ مچ وہی بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیرے بھائی میں فی الحقیقت وہی بات ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہیں جو تو نے کہی تو تو نے اس پر بہتان باندھا سو اس میں یہ قید نہیں کہ وہ حاضر نہ ہو جس کی تو نے غیبت کی سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے فرق اس میں کہ یہ اس کے روبرو کہے یا اس کی پس پشت اور راجح تر خاص ہونا اس کا یہ ساتھ نہ موجود ہونے اس کے کے واسطے رعایت اشتقاق کے اور حکم کتابت اور اشارت کا ساتھ نیت کے اسی طرح ہے اور حدیث بیان کی گئی ہے واسطے بیان کرنے صفت اس کی کے اور کفایت کرنے کے ساتھ اسم اس کے کے اوپر ذکر کرنے اس کے محل کے ہاں روبرو ایسا کرنا حرام ہے اس واسطے کہ وہ داخل ہے سب اور شتم میں اور بہر حال حکم اس کا سو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ غیبت یعنی گلہ کرنا اور چغلی دونوں حرام ہیں ساتھ اجماع مسلمانوں کے اور دلالت کی ہے حدیثوں نے اوپر اس کے اور ذکر کیا گیا ہے روضہ میں پیروی رافعی کے کہ غیبت صغیرے گناہوں میں سے ہے اور تعقب کیا ہے اس کا ایک جماعت نے اور نقل کیا ہے قرطبی نے اپنی تفسیر میں اجماع کو اس کے کبیرہ ہونے پر اس واسطے کہ تعریف کبیرے کی صادق ہے اس واسطے کہ کبیرہ وہ ہے کہ اس میں وعید شدید ثابت ہوئی ہو اور اس میں وعید ثابت ہو چکی ہے اور جب اس میں اجماع ثابت نہ ہوا تو اس میں تفصیل ہے سو جو ولی کی غیبت کرے یا کسی عالم کی تو وہ ویسا نہیں جس نے مجہول العدالۃ کی غیبت کی اور اُن حدیثوں سے جو غیبت کی حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوع کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھ کو معراج ہوئی تو میں ایک قوم پر گزرا کہ ان کے

ناخن تانبے کے تھے ان سے اپنے منہ کو چھیلتے ہیں میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا یہ لوگ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبرو میں زبان درازی کرتے ہیں، روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ بہت برا بیاج زبان درازی کرنی ہے مسلمان کی آبرو میں ناحق روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور ایک حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کا گوشت دنیا میں کھائے تو اس کو قیامت میں قریب کیا جائے گا اور اس کو کہا جائے گا کہ اس کی لاش کو کھا جیسے تو نے اس کو دنیا میں زندہ کھایا سو اس کو کھائے گا اور تنگ ہوگا اور چیخ مارے گا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ آدمی کی غیبت سخت تر ہے مردار کے کھانے سے اور اسی طرح اور بھی بہت حدیثیں ہیں اور یہ وعید ان حدیثوں میں دلالت کرتی ہے کہ غیبت کبیرے گناہوں سے ہے لیکن قید کرنا اس کا بعض طریقوں میں ساتھ ناحق کے خارج کرتا ہے اس غیبت کو جو باحق ہو واسطے اس کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ غیبت ذکر کرنا آدمی کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے یعنی جو باحق ہو وہ غیبت نہیں۔ (فتح)

۵۵۹۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِعَسِيْبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهٗ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهٗ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

۵۵۹۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے سو فرمایا کہ بیشک دونوں قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے اور ان پر کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا یہ تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور بہرحال یہ سو چغلی کے ساتھ آمد ورفت کیا کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تازہ چھڑی منگوائی اور اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا سو ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑا اور ایک دوسری پر پھر فرمایا امید ہے کہ دونوں سے عذاب کی تخفیف ہو جب تک کہ یہ دونوں خشک نہ ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کسی مشکل کام میں یعنی چغل خوری سے اور پیشاب سے بچنا ایسے کام نہیں جو آدمی پر مشکل ہو اس سے بچنا دشوار ہو اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور نہیں ہے اس میں ذکر غیبت کا بلکہ اس میں ہے کہ وہ چغلی کے ساتھ چلتا تھا اور کہا ابن تین نے کہ باب باندھا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ غیبت کے اور ذکر کیا ہے چغلی کو اس واسطے کہ جامع دونوں کے درمیان ذکر کرنا اس چیز کا ہے جو مقول فیہ کو برا لگے پس پشت اور کہا کرمانی نے کہ غیبت ایک قسم ہے چغلی کی اس واسطے کہ اگر سنے منقول عنہ جو اس سے منقول ہوا تو البتہ غمگین کرے اس کو میں کہتا ہوں کہ چغلی کی بعض صورتوں میں غیبت بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ذکر کرے اس کو پس پشت اس کے ساتھ

اس چیز کے کہ اس میں ہے جو اس کو بری لگے مقصود اس کا ساتھ اس کے افساد ہو سو احتمال ہے کہ ہو قصہ اس کا جس کو قبر میں عذاب ہوتا تھا اسی طرح اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو طرف اس چیز کی کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں ساتھ لفظ غیبت کے صریح روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر آئے پس ذکر کی حدیث مانند حدیث باب کی اور اس میں ہے کہ ایک تو لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا اور روایت کی ہے احمد اور طبرانی نے ساتھ سند صحیح کے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر گزرے سو فرمایا کہ بیشک ان دونوں پر عذاب ہوتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور نہیں عذاب ہوتا ہے ان کو مگر غیبت اور پیشاب میں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر گزرے جس کو عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا پھر ایک تازہ چھڑی منگوائی، الحدیث، اور لوگوں کا گوشت کھانا صادق آتا ہے چغلی اور غیبت پر۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ انصار کے محلوں میں بہتر محلّہ

٥٥٩٣۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ.

٥٥٩٣۔ حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب انصار کے محلوں سے نجار کی اولاد کا محلّہ بہتر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث مناقب میں گزر چکی ہے اور بیچ وارد کرنے اس ترجمہ کے اس جگہ اشکال ہے اس واسطے کہ یہ بالکل غیبت نہیں مگر یہ کہ لیا جائے اس سے کہ برا جانتے ہیں اس کو جن پر فضیلت دی گئی سو مستثنیٰ ہوگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عموم قول سے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر کرے جو اس کو برا لگے اور ہوگا محل زجر کا جب کہ نہ مرتب ہو اس پر کوئی حکم شرعی اور بہر حال جس پر حکم شرعی مرتب ہو وہ غیبت میں داخل نہیں ہے اگرچہ برا جانے اس کو وہ جو جس سے بات کی گئی اور داخل ہے اس میں جو ذکر کیا جائے واسطے قصد نصیحت کے بیان غلطی اس شخص کے سے کہ ڈر ہو کہ اس کی تقلید کی جائے یا مغرور ہو ساتھ اس کے کوئی کسی امر میں سو نہیں داخل ہے ذکر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ برا جانے اس سے غیبت حرام میں اور اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے جو باب باندھا ہے ساتھ اس کے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد اور کہا ابن تین نے کہ ابو اُسید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دلیل ہے اوپر جواز متفاضلہ کے درمیان لوگوں کے یعنی ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی جائز ہے واسطے اس کے جو ان کے احوال کو جانتا ہوتا کہ تنبیہ کرے اوپر فضیلت فاضل کے اور جو نہیں ملحق ہے ساتھ درجے اس کے کی فضیلت میں پس بجا لائے حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اتارو لوگوں کو اپنی اپنی جگہوں میں

یعنی جس درجے کا آدمی ہو اسی کے موافق اس کی خاطر داری چاہیے اور نہیں ہے یہ غیبت۔(فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

جو جائز ہے غیبت کرنا فساد اور تہمت والوں کی

٥٥٩٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ أَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ الَّذِيْ قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَآءَ فُحْشِهٖ.

۵۵۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دو برا بھائی ہے اپنی قوم کا یا فرمایا کہ برا بیٹا ہے اپنی قوم کا سو جب وہ اندر آیا تو حضرت ﷺ نے اس سے نرم کلام کیا یعنی حضرت ﷺ نے اس سے خوش خلقی کی میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کے حق میں کہا جو کہا پھر آپ نے اس سے نرم کلام کیا فرمایا: اے عائشہ! بدترین خلق سے اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے کہ لوگ اس کا ملنا چھوڑ دیں اس کی بدگوئی اور زبان درازی کے سبب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے، اور البتہ نزاع کی گئی ہے اس کی غیبت ہونے میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نصیحت ہے تاکہ ڈرے سننے والا اور حضرت ﷺ نے یہ بات اس کے روبرو نہ کہی واسطے خوش خلقی اپنی کے اور اگر یہ اس کے روبرو کہتے تو البتہ خوب ہوتا لیکن حاصل ہوا قصہ بغیر روبرو ہونے کے اور جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ صورت غیبت کی اس میں موجود ہے اگرچہ نہیں شامل ہے اس غیبت کو جو شرع میں مذموم ہے اور اس کی غایت یہ ہے کہ تعریف غیبت کی جو اول مذکور ہے وہ لغوی ہے اور جب مستثنیٰ کیا جائے اس سے جو مذکور ہوا تو یہ اس کی شرعی تعریف ہوگی اور یہ جو فرمایا کہ بیشک بدتر لوگوں میں الخ تو یہ از سرنو کلام ہے مانند تعلیل کے واسطے ترک مواجہت اس کی کے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے پس پشت ذکر کی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ جو کوئی فسق اور شر کو کھلم کھلا کرنے والا ہو اس کی غیبت کرنا مذموم نہیں جو ذکر کیا جائے اس سے اس کے پیچھے سے کہا علماء نے کہ جائز ہے غیبت کرنا ہر غرض میں جو صحیح ہو شرعا جس جگہ کہ متعین ہو راہ پہنچنے کی طرف اس کے ساتھ اس کی مانند ظلم ہونے کے اور مدد چاہنے کے اوپر تغیر کرنے منکر کے اور استفتاء کے اور محاکمہ کے اور ڈرانے کے بدی سے اور داخل ہے اس میں جرح کرنا راویوں اور شاہدوں کا اور خبردار کرنا بادشاہ کو ساتھ خصلت اس شخص کے کہ اس کے ہاتھ کے نیچے ہو اور مانند جواب مشورہ لینے کے نکاح میں یا کسی عقد میں عقود سے اور اسی طرح جو دیکھے کسی طالب علم کو کہ کسی بدعتی یا

فاسق عالم کی طرف آتا جاتا ہو اور اس پر خوف ہو کہ یہ بھی اس کی پیروی کرے گا تو اس کو اس کی غیبت کرنا جائز ہے تا کہ وہ اس کے پاس نہ جائے اور جن لوگوں کی غیبت جائز ہے ان میں سے ہے وہ شخص جو کھلم کھلا فسق اور ظلم اور بدعت کرتا ہو اور جو غیبت کی تعریف میں داخل ہے اور غیبت نہیں وہ چیز ہے جو باب ما یجوز من ذکر الناس میں گزر چکی ہے سو وہ بھی اس سے مستثنیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّمِيمَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

چغلی کرنا کبیرے گناہوں سے ہے

٥٥٩٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا فَقَالَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا وَكِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا.

٥٥٩٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے کسی باغ سے نکلے سو دو آدمیوں کی آواز سنی جن کو قبر میں عذاب ہوتا تھا سو فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہوتا ہے اور ان کو کسی مشکل کام میں عذاب نہیں ہوتا اور البتہ وہ کبیرہ گناہ ہے ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغلی کے ساتھ آمد و رفت کیا کرتا تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹہنی منگوائی سو اس کو چیر کر دو ٹکڑے کیا سو ایک ٹکڑا ایک قبر پر گاڑا اور ایک ٹکڑا دوسری قبر پر اور فرمایا امید ہے کہ ان سے عذاب کی تخفیف ہو جب تک یہ خشک نہ ہوں۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے سیاق میں کہ البتہ وہ کبیرہ ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ساتھ اس لفظ کے اور دوسرا لوگوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتا تھا اور ان کے درمیان چغلی کے ساتھ آمد و رفت کیا کرتا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

جو مکروہ ہے چغلی سے

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ اس ترجمہ کے اس کی طرف کہ بعض قول جو منقول ہوا اوپر جہت فساد کے جائز ہے جب کہ ہو مقول فیہ کافر مثلا جیسے کہ جائز ہے جاسوسی کرنی کفار کے شہروں میں اور نقل کرنا اس چیز کا جو ان کو ضرر کرے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيْبُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہماز چغلی کے ساتھ آمد و رفت کرنے والا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خرابی ہے واسطے

وَاحِدٌ.
ہر چغل خور عیب جو کے۔

فائدہ: اور نقل کیا ہے ابن تین نے کہ لمز عیب کرنا ہے روبرو اور ہمز کے معنی ہیں عیب کرنا پس پشت اور یلمز کے معنی ہیں عیب کرتا ہے۔

۵۵۹٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ.

۵۵۹٦۔ حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو کسی نے ان سے کہا کہ ایک مرد کلام کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف پہنچاتا ہے یعنی ان کی چغلی کرتا ہے یا لوگوں کی بات ان کے آگے ذکر کرتا ہے سو کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں جائے گا بہشت میں چغل خور۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ نمام وہ ہے جو بات کو دیکھ کر نقل کرے اور قتات وہ ہے جو سن کر کرے اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لائق ہے اس کے واسطے جس کی طرف چغلی اٹھائی جائے یہ کہ چغل خور کی بات کو سچ نہ مانے اور جس کی چغلی کی گئی اس پر اس بات کا گمان نہ کرے جو اس سے چغل خور نے نقل کی کہ یہ بات اس نے کہی ہو اور اس کی تحقیق کے درپے نہ ہو اور یہ کہ اس کو چغلی سے منع کرے اور اس کے فعل کو برا جانے اور اس سے عداوت رکھے اگر وہ اس سے باز نہ آئے اور نہ راضی ہو واسطے نفس اپنے کے جس سے چغل خور کو منع کیا اس نے سو چغلی پر چغلی کرے اور چغل خور ہو جائے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اور یہ سب حکم اس وقت ہے جب کہ نہ ہو نقل میں کوئی مصلحت شرعی نہیں تو مستحب ہے یا واجب جیسے کہ کسی شخص کو کسی کے حال پر اطلاع ہو یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ کسی پر ظلم کرے سو اس کو ڈرائے یعنی کہے کہ فلانا شخص تجھ کو ایذا دینے کا ارادہ کرتا ہے اور اسی طرح جو خبر دے امام کو یا بادشاہ کو مثلا اس کے نائب کی خصلت سے سو یہ منع نہیں اور کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نمیمہ اصل میں نقل کرنا قول کا ہے طرف مقول فیہ کی اور نہیں اختصاص ہے اس کے واسطے ساتھ اس کے بلکہ ضابطہ اس کا یہ ہے کہ وہ کشف کرنا ہے اس چیز کا جس کا کشف کرنا برا ہے برابر ہے کہ برا جانے اس کو منقول عنہ یا منقول الیہ یا غیر ان کا اور برابر ہے کہ منقول قول ہو یا فعل اور برابر ہے کہ عیب ہو یا نہ اور اختلاف ہے چغلی اور غیبت میں کہ دونوں ایک ہیں یا جدا یا جدا راجح یہ ہے کہ دونوں جدا جدا ہیں اور ان کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ چغلی نقل کرنا حال کسی شخص کا ہے واسطے غیر اس کے کے بطور فساد اور فتنہ انگیزی کے بغیر اس کی رضا مندی کے برابر ہے کہ وہ اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور غیبت ذکر کرنا اس کا ہے پس پشت اس کے ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس سے راضی نہ ہو یعنی چغلی میں فتنہ انگیزی کا قصد ہوتا ہے اور غیبت میں یہ شرط نہیں سو دونوں جدا جدا ہو گئیں اور بعض علماء نے غیبت میں یہ شرط

کی ہے کہ مقول فیہ غائب ہو، واللہ اعلم۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بچو جھوٹی بات سے

فائدہ: اور غرض اس ترجمہ سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ جو بات منقول ہے چغلی میں جب کہ عام ہے جھوٹ اور سچ کو تو جھوٹ اس میں قبیح تر ہے۔

۵۵۹۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ قَالَ أَحْمَدُ أَفْهَمَنِيْ رَجُلٌ إِسْنَادَهٗ.

۵۵۹۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو روزے میں جھوٹی بات کہنا اور کرنا اور جہالت نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے کھانے پینے چھوڑنے کی کچھ حاجت نہیں، کہا احمد نے کہ ایک مرد نے مجھ کو اس کی سند سمجھائی۔

فائدہ: یعنی روزہ رکھنے سے غرض یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر اور باطن پاک ہو جب واہی تباہی قول و فعل کرتا رہا تو کھانے پینے کے چھوڑ دینے سے وہ غرض حاصل نہ ہوگی اور جہالت یعنی لوگوں کے ساتھ جھگڑنا اور بیہودہ گوئی کرنا کہا ابن تین نے کہ ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو روزے میں غیبت کرے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مذہب ہے بعض سلف کا اور جمہور کے نزدیک اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن حدیث کے معنی یہ ہیں کہ غیبت کبیرے گناہوں سے ہے اور یہ کہ اس کا گناہ نہیں پورا ہونے دیتا اس کے روزے کے اجر کو، میں نے کہا اور اس کے کلام میں مناقشہ ہے اس واسطے کہ باب کی حدیث میں غیبت کا ذکر نہیں اور اس میں تو فقط قول زور ہے لیکن حکم اور تاویل اس سب میں وہ ہے جو اشارہ کیا ہے اس نے طرف اس کی اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں تو یہ مجاز ہے نہ قبول ہونے سے یعنی اس کا روزہ قبول نہیں ہوتا اور یہ جو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک مرد نے مجھ کو اس کی سند سمجھائی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس نے ابن ابی ذئب سے حدیث سنی تو نہ یقین ہوا اس کو اس کی سند کا اپنے شیخ کے لفظ سے یعنی جس طرح اس نے اس حدیث کی سند ابن ابی ذئب سے سنی تھی سو ہو بہو اس کی سند اس کو یاد نہ رہی کچھ شک پڑا سو ایک مرد نے اس کو اس کی سند سمجھائی جو اس کے ساتھ اس مجلس میں حاضر تھا۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ ذِي الْوَجْهَيْنِ

جو چیز دو منہ والے کے حق میں آئی ہے

۵۵۹۸۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ

۵۵۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پاؤ گے سب لوگوں میں بدتر اللہ

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ.

کے نزدیک قیامت میں دو منہ والے کو جو آئے ان لوگوں کے پاس ایک منہ لے کر اور جائے ان لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر۔

فائدہ: ایک روایت میں من کا حرف زیادہ ہے یعنی بدتر لوگوں میں سے ہے دو منہ والا اور جو روایت مطلق ہے وہ اس پر مقید ہے کہا قرطبی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دو منہ والا سب لوگوں سے بدتر ہے اس واسطے کہ اس کا حال منافق کا سا ہے اس واسطے کہ وہ آراستہ کرنے والا ہے اپنے آپ کو ساتھ باطل اور کذب کے داخل کرنے والا ہے فساد کو لوگوں میں کہا نووی رحمہ اللہ نے دو منہ والا وہ شخص ہے جو ہر گروہ کے پاس ان کی سی بات کہے جس سے وہ راضی ہوں اور ظاہر کرے کہ وہ انہیں میں سے ہے اور ان کے موافق ہے اور ان کے مخالفوں کے مخالف ہے اور اس کا فعل نفاق ہے اور محض کذب اور دغا اور حیلہ جوئی تا کہ دونوں گروہ کے راز پر واقف ہو اور یہ مداہنت ہے حرام اور بہر حال جس کا مقصود یہ ہو کہ دونوں گروہ کے درمیان صلح کرے تو یہ محمود اور خوب ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اس حدیث میں مذمت اس شخص کی ہے جو آراستہ کرے ہر گروہ کے واسطے عمل ان کا اور بد بیان کرے اس کو نزدیک دوسرے گروہ کے اور مذمت کرے ہر گروہ کے نزدیک دوسرے کی اور محمود اور بہتر یہ ہے کہ ہر گروہ کے پاس ایسی بات کرے جس میں دوسرے کی صلاح ہو اور عذر کرے ہر ایک کے واسطے دوسرے کی طرف سے اور نقل کرے اس کی طرف جو ہو سکے خوبی سے اور چھپائے بد بات کو اور تائید کرتی ہے اس فرق کی جو روایت کی اسماعیلی نے کہ دو منہ والا وہ شخص ہے جو ان لوگوں کے پاس ان کی بات لائے اور ان کے پاس ان کی بات لے جائے کہا ابن عبدالبر نے کہ حمل کیا ہے اس کو ایک جماعت نے ظاہر پر اور یہ اولیٰ ہے اور تاویل کی ہے اس کی ایک قوم نے کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جو اپنا عمل لوگوں کو دکھلائے سو لوگوں کو خشوع اور عاجزی دکھلائے اور ان کو وہم دلائے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے تا کہ اس کی تعظیم کریں اور وہ باطن میں اس کے برخلاف ہو اور اس کا یہی احتمال ہے اگر اقتصار کیا جائے حدیث کی ابتداء پر لیکن باقی حدیث اس تاویل کو رد کرتی ہے اور وہ قول اس کا ہے یاتی هؤلاء بوجه وهؤلا بوجه اور روایت کی ابوداؤد نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دنیا میں دو منہ ہوں اس کے واسطے قیامت کے دن دو زبانیں ہوں گی آگ سے اور یہ لفظ شامل ہے اس کو جس کو ابن عبدالبر نے حکایت کیا ہے برخلاف حدیث باب کے کہ وہ تفسیر کرتی ہے کہ مراد وہ شخص ہے کہ دو گروہ کے درمیان آمد و رفت کرے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ باب ہے جو خبر دے اپنے ساتھی کو ساتھ اس چیز کے جو

اس کے حق میں کہی جائے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی کہ مذموم خبر کے ناقلوں سے وہ شخص ہے جو فتنہ انگیزی کا ارادہ کرتا ہو اور بہرحال جو قصد کرتا ہو خیر خواہی کا اور کوشش کرتا ہو سچ کی اور پرہیز کرتا ہو ایذا سے تو وہ مذموم نہیں اور کم ہیں وہ لوگ جو فرق کرتے ہیں دونوں بابوں میں اور جو ڈرے کہ چغلی مباح اور غیر مباح کو نہیں پہچان سکے گا تو اس کے واسطے راہ سلامتی کی یہ ہے کہ اپنی زبان کو اس سے بند رکھے اور مطلق کسی کی چغلی نہ کرے۔ (فتح)

٥٥٩٩۔ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

٥٥٩٩۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال بانٹا تو ایک انصاری مرد نے (جس کا نام ذوالخویصرہ تھا) کہا قسم ہے اللہ کی! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں یعنی اس میں انصاف نہیں ہوا سب کو برابر حصہ نہیں دیا سو میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوا اور فرمایا کہ اللہ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر وہ تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا سو اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ، اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی اس ترجمہ سے یہ ہے کہ جائز ہے نقل کرنا یعنی چغلی کرنا بطور خیر خواہی کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اس کی نقل کرنے میں انکار نہ کیا بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقول عنہ سے غضبناک ہوئے پھر حلیمی کی اس سے اور صبر کیا اس کی ایذا پر واسطے پیروی کرنے کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اور واسطے بجا لانے حکم اللہ تعالیٰ کے ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ یعنی اگلے پیغمبروں کی راہ کی پیروی کر۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

جو مکروہ ہے مدح اور تعریف سے

فائدہ: یہ تفاعل ہے مدح سے یعنی مبالغہ کرنا مدح میں اور ممادحت مدح کرنی ایک کے واسطے دوسرے کی اور شاید اس نے باب باندھا ہے ساتھ بعض اس چیز کے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث صورتوں سے اس واسطے کہ وہ عام تر ہے اس سے کہ دونوں جانب سے ہو یا ایک جانب سے اور احتمال ہے کہ مراد تفاعل نہ ہو۔ (فتح)

٥٦٠٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ

٥٦٠٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو سنا ایک مرد کی تعریف کرتا ہے اور اس کی تعریف میں زیادتی کرتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ

مُوْسٰی عَنْ أَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُثْنِیْ عَلٰی رَجُلٍ وَیُطْرِیْهِ فِی الْمِدْحَةِ فَقَالَ أَهْلَکْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ.

تم نے ہلاک کر ڈالا یا یوں فرمایا کہ تم نے اس مرد کی پیٹھ کاٹ ڈالی۔

فائدہ: یعنی دوسرے شخص کے روبرو بے حد تعریف کرنا نہایت بد بات ہے کہ آدمی اپنی تعریف سن کر گھمنڈ میں آتا ہے اور آپ کو بہتر سمجھ کے تحصیل کمالات سے محروم رہتا ہے۔

۵٦۰۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَکْرَةَ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّ رَجُلًا ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنٰی عَلَیْهِ رَجُلٌ خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ یَقُوْلُهٗ مِرَارًا إِنْ کَانَ أَحَدُکُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْیَقُلْ أَحْسِبُ کَذَا وَکَذَا إِنْ کَانَ یُرٰی أَنَّهٗ کَذٰلِكَ وَحَسِیْبُهُ اللّٰهُ وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰهِ أَحَدًا قَالَ وُهَیْبٌ عَنْ خَالِدٍ وَیْلَكَ.

۵٦۰۱۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس ایک مرد کا ذکر ہوا تو ایک شخص نے اس کی نیک تعریف کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی یہ حضرت ﷺ نے کئی بار فرمایا اگر کوئی اپنے بھائی مسلمان کی ضرور تعریف کرنا چاہے تو یوں کہے کہ میں فلانے کو گمان کرتا ہوں ایسا ہے اور ایسا اگر گمان کرتا ہو کہ وہ سچ مچ اسی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے حساب لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے روبرو کسی کے بے عیب نہ کہے اور کہا وہیب نے خالد سے ویلک بدلے ویحک کے۔

فائدہ: یہ جو کہا اللہ اس سے حساب لینے والا ہے یعنی کافی ہے اس کے حساب لینے میں اور احتمال ہے کہ فعیل ہو حساب سے یعنی حساب کرنے والا ہے اس کے عمل پر کہ اس کی حقیقت کو جانتا ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ چاہیے کہ کہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلانا ایسا ہے اگر گمان کرتا ہوں کہ سچ مچ ویسا ہے اور اللہ اس کے بھید کو جانتا ہے اس واسطے کہ وہی اس کو بدلا دے گا اور یہ نہ کہے کہ میں یقین کرتا ہوں، کہا ابن بطال نے حاصل نہی کا یہ ہے کہ جو کسی کی بے حد تعریف کرے جو اس میں نہ ہو تو ممدوح اپنی تعریف سن کر خود پسندی اور غرور میں آ کر اپنے آپ کو بہتر جانے گا، پس اکثر اوقات اپنے عمل کو ضائع کرے گا اور اس پر بھروسہ کر کے زیادہ نیکی کرنے اور تحصیل کمالات سے محروم رہے گا اور اسی واسطے علماء نے دوسری حدیث میں تاویل کی ہے کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو کہ مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کے روبرو جھوٹی تعریف کرے اور کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ مدح ذبح کرنا ہے اور بہر حال جو تعریف کرے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہو تو نہیں داخل ہے نہی میں سو حضرت ﷺ مدح کیے گئے شعر اور خطبے اور

مخاطبت میں اور تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی نہ ڈالی اور بہر حال جس حدیث کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے یعنی مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو تو روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور علماء کے واسطے اس کی تاویل میں پانچ قول ہیں ایک حمل کرنا اس کا اس کے ظاہر پر ہے یعنی اس کے منہ میں سچ مچ مٹی ڈالنا اور دوسرا ناامید اور خالی ہاتھ پھرنا، تیسرا یہ کہ اس سے کہو کہ تیرے منہ میں خاک اور عرب کے لوگ استعمال کرتے ہیں اس لفظ کو اس کے واسطے جس کی بات کو برا جانیں، چوتھا یہ کہ یہ ممدوح کے ساتھ متعلق ہے کہ خاک لے کر اپنے آگے ڈالی کہ اس کے ساتھ یاد کرے کہ اس کا ٹھکانہ اس کی طرف ہے سو نہ گھمنڈ کرے ساتھ اس مدح کے جو اس نے سنی، پانچواں مراد مٹی ڈالنے سے مادح کے منہ میں یہ ہے کہ اس کو دے جو اس نے مانگا اس واسطے کہ جو چیز کہ مٹی پر ہے وہ سب مٹی ہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے بیضاوی رحمہ اللہ نے اور بہر حال اثر عمر کا سو روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور احمد نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ بچو باہم مدح کرنے سے اس واسطے کہ وہ ذبح کرنا ہے اور اس روایت کی طرف رمز کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ میں اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے اور بہر حال وہ چیز کہ مدح کی جائے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی سو ارشاد کیا مادح کو طرف اس چیز کی کہ اس سے جائز ہے ساتھ قول اپنے کے کہ تم میری بے حد تعریف نہ کیا کرو جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بے حد تعریف کی اور اس کا بیان احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے اور البتہ ضبط کیا ہے علماء نے مبالغہ جائز کو مبالغہ منع سے ساتھ اس کے کہ جائز مبالغہ کے ساتھ شرط ہوتی ہے یا تقریب اور جو اس کے برخلاف ہے وہ منع ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے جو آیا ہے نبی معصوم سے کہ وہ نہیں محتاج ہے طرف کسی قید کی مانند ان الفاظ کے کہ وصف کیا ساتھ ان کے حضرت ﷺ نے بعض اصحاب کو جیسے حضرت ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا کہ خوب بندہ ہے عبداللہ اور سوائے اس کے اور کہا غزالی رحمہ اللہ نے احیاء میں کہ آفت مدح کی مادح میں یہ ہے کہ کبھی وہ جھوٹ بولتا ہے اور دکھلاتا ہے ممدوح کو ساتھ مدح اس کی کے خاص کر جب کہ ہو ممدوح فاسق یا ظالم سو البتہ آیا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ جب فاسق کی مدح کی جائے تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے روایت کیا ہے اس کو ابو یعلیٰ نے اور اس کی سند میں ضعف ہے اور کبھی کہتا ہے جو اس کے نزدیک نہیں اس قسم سے کہ نہیں ہے راہ طرف اطلاع پانے کی اوپر اس کے اسی واسطے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ فلانا ایسا ہے اور یہ مانند قول اس کے ہے کہ وہ متقی ہے زاہد ہے برخلاف اس کے کہ کہے کہ میں نے اس کو دیکھا نماز پڑھتے یا حج کرتے یا زکوٰۃ دیتے اس واسطے کہ اس پر اطلاع ممکن ہے لیکن بچے آفت سے ممدوح پر اس واسطے کہ نہیں امن میں ہے اس سے کہ پیدا کرے اس میں مدح گھمنڈ اور خود پسندی کو یا اس پر تکیہ کر کے عمل چھوڑ دے اس واسطے کہ عمل پر ہمیشہ وہی شخص قائم رہتا ہے جو اپنے آپ کو قصور وار گنے سو اگر سالم ہو مدح ان امروں سے تو نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور اکثر اوقات مستحب ہوتی ہے

اور کہا ابن عیینہ نے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس کو مدح ضرر نہیں کرتی اور کہا بعض سلف نے کہ جب کسی کی روبرو تعریف کی جائے تو چاہیے کہ کہے الٰہی! مجھ کو بخش دے جو نہیں جانتے اور نہ مؤاخذہ کر مجھ پر اس چیز کا جو کہتے ہیں اور کر مجھ کو بہتر اس سے جو کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَثْنٰی عَلٰی أَخِيْهِ بِمَا يَعْلَمُ — جو تعریف کرے کسی شخص کی ساتھ اس چیز کے کہ جانتا ہو

فائدہ: یعنی پس وہ جائز ہے اور مستثنیٰ ہے پہلے تعریف سے جو گزرے اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ ہو مدح میں زیادتی اور ممدوح پر خود پسندی اور تکبر کا ڈر جیسا کہ پہلے گزرا۔

وَقَالَ سَعْدٌ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهٗ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

یعنی اور کہا سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کسی کے واسطے کہا ہو جو زمین پر چلتا ہو کہ وہ بہشتیوں میں سے ہے مگر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے واسطے۔

فائدہ: یہ حدیث مناقب میں گزر چکی ہے۔

۵۶۰۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ إِزَارِيْ يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ.

۵۶۰۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تہ بند کو جو ذکر کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرا تہ بند ایک طرف گر پڑتا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو ازراہِ تکبر کے چھوڑتے ہیں اور یہ قول منجملہ مدح کے ہے لیکن چونکہ وہ محض سچ تھا اور ممدوح پر خود پسندی اور تکبر کا خوف نہ تھا تو مدح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے اور نہیں داخل ہے یہ منع میں اور منجملہ اس کے ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ شیطان تجھ کو کسی راہ میں نہیں ملا مگر کہ وہ راہ چھوڑ کر اور راہ میں چلا گیا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ — اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور احسان کے

فائدہ: اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت جو جامع ہو حلال اور حرام کو اور امر اور نہی کو اس آیت سے کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے ساتھ عدل اور احسان کے اور دینے

قرابت والوں کے۔(فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تمہاری سرکشی تمہاری جان پر ہے

فائدہ: یعنی سرکشی کا گناہ سرکشی کرنے والے پر ہے یا دنیا میں اس کو اس کی سزا ملے گی یا آخرت میں۔

﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس پر سرکشی کی جائے اس کو اللہ تعالیٰ مدد کرے گا

فائدہ: اصل تلاوت ثم بغی علیہ ہے کہا راغب نے اصل بغی بڑھ جانا ہے حد متوسط سے سو اس میں سے بعض قسم محمود ہے اور بعض مذموم ہے پس محمود بڑھ جانا ہے عدل میں کہ وہ لانا ہے مامور کو بغیر زیادتی اور نقصان اور اس میں سے ہے احسان اور وہ زیادتی ہے اوپر اس کے اور اس میں ہے زیادتی فرض پر ساتھ نفل کے جس کی اجازت دی گئی ہے اور مذموم بڑھ جانا ہے عدل سے طرف ظلم کی اور حق سے طرف باطل کی اور مباح سے طرف شبہ کی اور باوجود اس کے پس اکثر اطلاق بغی کا مذموم پر آتا ہے۔(فتح)

وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلٰى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ

اور ترک کرنا فتنہ انگیزی کا اوپر مسلمان اور کافر کے

٥٦٠٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ يَعْنِي مَسْحُورًا قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ وَفِيمَ قَالَ فِي جُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ

٥٦٠٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایسا ایسا یعنی چند روز ٹھہرے آپ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ اپنے گھر والوں سے صحبت کرتے ہیں اور حالانکہ صحبت نہیں کرتے تھے تو ایک دن حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم چاہا یعنی میری دعا قبول ہوئی اور جادو کا حال بتلا دیا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پیر کے پاس سو کہا اس نے جو میرے پیر کے پاس تھا اس سے جو میرے سر کے پاس تھا کیا حال ہے اس مرد کا؟ یعنی حضرت ﷺ کا، اس نے جواب دیا کہ اس پر جادو کا اثر ہے اس نے کہا کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے کیا ہے، اس نے کہا کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ نر کھجور کے بالی

فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا كَأَنَّ رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ وَكَأَنَّ مَآئَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَهَلَّا تَعْنِيْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا اللهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا قَالَتْ وَلَبِيْدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ.

کے غلاف میں کنگھی اور السی کی تاروں میں رعوفہ کے نیچے ذی اروان کے کنویں میں سو حضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہی ہے وہ کنواں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اس کی کھجور کے درختوں کے سر جیسے شیطانوں کے سر اور اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے اس کے نکالنے کا سو نکالا گیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا یا حضرت! آپ نے ظاہر کیوں نہ کیا یعنی تا کہ وہ جادوگر لوگوں میں رسوا ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تو شفا دی سو میں برا جانتا ہوں کہ لوگوں میں فساد اٹھاؤں اور ان میں فتنہ انگیزی کروں، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور لبید ایک مرد تھا قبیلے بنی زریق سے ہم قسم یہود کا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ وجہ مطابقت آیات اور حدیث کے ساتھ ترجمہ باب کے یہ ہے کہ جب اللہ نے سرکشی سے منع کیا اور بتلا دیا کہ سرکشی کا ضرر باغی کی طرف راجع ہے اور ضامن ہوا مدد کا واسطے مظلوم کے تو مظلوم پر حق ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے جو اس نے اس کے ساتھ احسان کیا یعنی ظالم سے معاف کرنے اس سے بدلہ نہ لے سو حضرت ﷺ اس کو بجا لائے اور جس نے حضرت ﷺ پر جادو کیا تھا اس کو سزا نہ دی باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ اس پر قادر تھے اور احتمال ہے کہ ہو مطابقت آیات اور حدیث کی ساتھ ترجمہ کے یہ کہ حضرت ﷺ نے جادو کو کنویں سے نہ نکالا واسطے خوف فتنہ انگیزی کے لوگوں میں سو چلے حضرت ﷺ راہ عدل کے اس میں کہ نہ حاصل ہو واسطے اس کے جس نے جادو کو استعمال نہ کیا ہو اثر ضرر کے سے جو پیدا ہونے والا ہے سحر سے فتنہ فساد اور پہلے حضرت ﷺ راہِ احسان کے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سزا نہ دی اور اختلاف کیا ہے سلف نے کہ عدل اور احسان سے آیت میں کیا مراد ہے؟ سو بعض نے کہا کہ مراد عدل سے لا الہ الا اللہ ہے اور احسان سے مراد فرائض ہیں اور بعض نے کہا کہ عدل لا الہ الا اللہ ہے اور احسان سے مراد اخلاص ہے اور بعض نے کہا کہ مراد عدل سے فرائض ہیں اور مراد احسان سے نوافل اور بعض نے کہا کہ عدل سے مراد انصاف ہے اور احسان سے انعام اور بعض نے کہا کہ عدل بجا لانا مامورات کا ہے اور احسان پرہیز کرنا ہے منع چیزوں سے اور بعض نے کہا کہ عدل خرچ کرنا حق کا ہے اور احسان ترک کرنا ظلم کا اور بعض نے کہا کہ عدل افعال میں ہے اور احسان اقوال میں اور کہا قاضی ابوبکر بن عربی نے کہ عدل بندے اور رب کے درمیان یہ ہے کہ اس کے حکموں کو بجا لائے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے بچے اور بندے اور اس کے نفس کے

درمیان یہ ہے کہ زیادہ بندگی کرے اور شہوات سے بچے اور اس کے اور غیر کے درمیان انصاف ہے اور کہا راغب نے کہ عدل مساوات ہے بدلے میں نیکی میں ہو یا بدی میں اور احسان مقابلہ کرنا خیر کا ساتھ اکثر کے اس سے اور مقابلہ کرنا شر کا ہے ساتھ ترک کرنے کے اسے یا کمتر کے اس سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾.

جو منع ہے باہم حسد کرنے اور پشت دینے سے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ پناہ مانگتا ہوں حاسد کی بدی سے جب حسد کرے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ ذکر کرنے اس آیت کے طرف اس کی کہ نہی باہم حسد کرنے سے نہیں ہے بند درمیان واقع ہونے اس کے درمیان دو کے کے یا زیادہ کے بلکہ حسد مذموم ہے اور منع ہے اگرچہ ایک جانب سے واقع ہو اس واسطے کہ جب وہ مذموم ہے باوجود واقع ہونے اس کے کے ساتھ بدلے کے تو وہ باوجود افراد کے بطریق اولیٰ منع ہوگا۔ (فتح)

٥٦٠٤ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

۵۶۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کی عیب جوئی نہ کرو اور آپس میں حسد نہ کرو اور آپس میں بغض اور عداوت نہ رکھو اور ایک دوسرے کو پشت دے کر نہ بیٹھو اور آپس میں بھائی بن جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بچو ظن سے تو کہا خطابی نے کہ نہیں مراد ہے ترک کرنا عمل کا ساتھ ظن کے کہ متعلق ہیں ساتھ اس کے احکام غالبًا بلکہ مراد یہ ہے کہ ظن کو تحقیق نہ کرو جو مظنون بہ کو ضرر کرے اور اسی طرح جو واقع ہو دل میں بغیر دلیل کے اور یہ اس واسطے ہے کہ اوائل ظنون سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطرے ہیں نہیں ممکن ہے دفع کرنا ان کا اور اس کی تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کیا ہے میری امت کو جو ان کے دل میں خطرہ گزرے اور کہا قرطبی نے کہ مراد ساتھ ظن کے اس جگہ تہمت ہے جس کا کوئی سبب نہ ہو جیسے کوئی شخص کسی کو بدکاری کی تہمت دے بغیر اس کے کہ ظاہر ہو اس پر جو اس کا تقاضا کرے اسی واسطے عطف کیا اس پر اس قول کو کہ لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھو اور یہ اس واسطے کہ ایک شخص کو تہمت کا خطرہ گزر چکا ہے سو ارادہ کرتا ہے کہ اس کی تحقیق کرے اور اس کی بحث اور جستجو کرے اور سنے سو منع کیا گیا اس سے اور یہ حدیث موافق ہے اس آیت کے کہ بچو بہت ظن سے کہ بعض ظن گناہ ہے

اور نہ لوگوں کی عیب جوئی کرو اور نہ غیبت کرے کوئی کسی کی سو دلالت کی سیاق آیت نے اوپر امر کے ساتھ نگاہ رکھنے آبرو مسلمان کے نہایت نگاہ رکھنا واسطے مقدم ہونے نہی کے اس میں کریدنے سے ساتھ گمان کے سو اگر کہے گمان کرنے والا کہ میں بحث کرتا ہوں تا کہ تحقیق کروں تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نہ عیب جوئی کرو اور اگر کہے کہ میں نے تحقیق کیا ہے بغیر جستجو کے تو اس سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ غیبت کرے کوئی کسی کی کہا عیاض نے کہ استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے ایک قوم نے اس پر کہ اجتہاد اور قیاس کے ساتھ احکام میں عمل کرنا منع ہے اور حمل کیا ہے اس کو محققین نے اس ظن پر جو دلیل سے خالی ہو اور نہ مبنی ہو کسی اصول پر اور نہ تحقیق نظر پر اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ استدلال ضعیف ہے یا باطل، میں کہتا ہوں کہ یہ باطل نہیں ہے اس واسطے کہ لفظ اس کی صلاحیت رکھتا ہے اور یہ جو کہا کہ ظن بڑی جھوٹی بات ہے باوجود اس کے کہ جھوٹ بولنا جان بوجھ کر جو بالکل کسی ظن کی طرف مستند نہ ہو سخت تر ہے اس کام سے کہ گمان کی طرف مستند ہو سو واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ ظن منہی عنہ وہی ہے جو نہ مستند ہو طرف کسی چیز کی کہ جائز ہو اعتماد کرنا اوپر اس کے پس اعتماد کیا جائے اوپر اس کے اور ٹھہرایا جائے اصل اور جزم کیا جائے ساتھ اس کے ساتھ جزم کرنے والا کاذب ہوگا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کاذب سے اشر ہو گیا اس واسطے کہ کذب اصل میں قبیح جانا گیا ہے استغنا کیا گیا ہے اس کے ذمہ سے برخلاف اس کے کہ اس کا صاحب اپنے زعم میں استشہاد کرنے والا ہے طرف ایک چیز کی سو وصف کیا گیا ساتھ ہونے اس کے اشد کذب میں واسطے مبالغہ کے اس کے فہم میں اور نفرت دلانے کے اس سے اور واسطے اشارہ کرنے کی طرف اس کی کہ مغرور ہونا اس کے ساتھ اکثر ہے محض جھوٹ سے واسطے پوشیدہ ہونے اس کے غالبًا اور واضح ہونے کذب محض کے اور تحسس اور تجسس دونوں کے ایک معنی ہیں اور بعض نے کہا کہ جیم کے ساتھ بحث ہے ان کے پردے کی باتوں سے اور ح کے ساتھ دوسرے کی بات کو کان لگا کر سننا اور بعض نے کہا کہ جیم کے ساتھ بحث کرنا ہے باطن امروں سے اور اکثر استعمال اس کا شر میں ہوتا ہے اور ساتھ ح کے بحث کرنا ہے اس چیز سے کہ پائی جائے ساتھ حاسہ آنکھ اور کان کے اور مستثنیٰ ہے اس نہی سے جو متعین ہو طریق طرف چھوڑانے کسی جان کے ہلاک سے جیسے مثلاً ثقہ خبر دے کہ فلانا فلانے کے ساتھ تنہا ہوا ہے تا کہ اس کو قتل کرے یا کسی عورت کے ساتھ کہ اس سے حرام کاری کرے تو جائز ہے اس صورت میں جستجو کرنا اور تحقیق کرنا واسطے اس خوف کے کہ پھر اس کا تدارک نہ ہو سکے اور یہ جو کہا کہ حسد نہ کرو تو حسد یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت نہ دیکھ سکے اور چاہے کہ وہ نعمت اس کے مستحق سے جاتی رہے برابر ہے کہ اس میں کوشش کرے یا نہ سو اگر اس میں کوشش کرے تو باغی ہوگا اور اگر اس میں سعی نہ کی ورنہ اس کو ظاہر کیا اور نہ کوئی سبب پیدا کیا بیچ تاکید اسباب کراہت کے جس سے مسلمان منع کیا گیا ہے دوسرے مسلمان کے حق میں تو نظر کی جائے سو اگر اس کو اس سے عجز مانع ہو اس طور پر کہ اگر قادر ہو تو کرے تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کو اس سے تقویٰ مانع

ہوتو معذور ہے اس واسطے کہ نہیں قادر ہے اوپر دفع کرنے خطروں کے جو دل میں گزرتے ہیں تو کفایت کرتا ہے اس کو اس کے مجاہدے میں یہ کہ نہ عمل کرے ساتھ ان خطروں کے اور نہ قصد کرے ان کے عمل پر اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ کوئی مسلمان ان سے نہیں بچتا شگون بد لینا ار گمان اور حسد کہا گیا اور کیا ہے صورت رہائی کی یا حضرت! فرمایا کہ جب تو شگون بد لے تو نہ پھر آ اور جب تو کچھ گمان کرے تو نہ تحقیق کر اور جب حسد کرے تو لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھ اور یہ جو کہا کہ ایک دسرے کو پشت نہ دو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایک دوسرے سے ملاقات اور سلام کلام ترک نہ کرو اور یہ جو کہا نہ بغض رکھو یعنی نہ استعمال کرو بغض کے اسباب کو اس واسطے کہ بغض نہیں کمایا جاتا ہے ابتدا میں اور بعض نے کہا کہ مراد نہی سے جو گمراہ کرنے والے ہیں چاہنے والے ہیں باہم بغض کو، میں کہتا ہوں بلکہ وہ عام تر ہے اس واسطے کہ استعمال کرنا خواہشوں کا ایک قسم اس سے اور درحقیقت تباغض کی یہ ہے کہ واقع ہو دو شخصوں میں اور کبھی اس کو بھی کہتے ہیں جو ایک جانب سے ہو اور مذموم اس سے وہ ہے جو ہو غیر اللہ میں اور اللہ تعالیٰ کے واسطے واجب ہے اور اس کے فاعل کو ثواب ملتا ہے واسطے تعظیم حق اللہ کے اگرچہ دونوں یا ایک اللہ کے نزدیک اہل سلامت سے ہوں جیسے کہ پہنچائے کسی کو اجتہاد طرف ایسے اعتقاد کے کہ آخرت کے مخالف ہو سو اس بنا پر اس سے بغض رکھے اور وہ اللہ کے نزدیک معذور ہے اور یہ جو کہا کہ باہم بھائی ہو جاؤ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! تو یہ جملہ مانند تعلیل کے ہے واسطے اس چیز کے کہ پہلے گزری یعنی جب تم ان منع کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دو گے تو آپس میں بھائی ہو جاؤ گے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم ان کو نہ چھوڑو گے تو باہم دشمن ہو جاؤ گے، اور کونوا اخوانا کے یہ معنی ہیں کہ کسب کرو وہ چیز ساتھ تم بھائی ہو جاؤ اس چیز سے کہ گزری اور سوائے اس کے کچھ اور امروں سے جو تقاضا کرتی ہیں نفی سے یا اثبات سے اور یہ جو کہا اے اللہ کے بندو! تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ تم اللہ کے بندے ہو سو تمہارا حق ہے کہ تم آپس میں بھائی ہو جاؤ اور کہا قرطبی نے معنی یہ ہیں کہ ہو جاؤ سگے بھائیوں کی طرح شفقت اور رحمت اور محبت اور سلوک اور باہم مدد کرنے میں اور خیر خواہی کرنے میں اور شاید قول اس کا دوسری روایت میں کما امر کم اللّٰہ یعنی ساتھ ان کاموں کے جو پہلے مذکور ہیں کہ وہ جامع ہیں بھائی ہونے کے معانی کو اور نسبت ان کی طرف رسول کے اس واسطے ہے کہ وہ پہنچانے والے ہیں اللہ کی طرف سے کہا ابن عبدالبر نے کہ حدیث شامل ہے اس کو کہ حرام ہے بغض اور عداوت رکھنا مسلمان سے اور اعراض کرنا اس سے اور توڑنا اس کا بعد چھوڑنے کے اس سے بغیر گناہ شرعی کے اور یہ کہ حرام ہے حسد کرنا اس سے اوپر اس چیز کے کہ انعام کیا ہے اللہ نے ساتھ اس کے اس پر اور یہ کہ معاملہ کرے اس سے جیسے نسبی بھائی سے معاملہ کرتا ہے اور نہ سوا رخ لے جائے اس کے عیبوں کی طرف اور نہیں فرق ہے اس میں درمیان حاضر اور غائب کے اور کبھی مردہ بھی زندہ کے ساتھ اکثر ان کاموں میں شریک ہوتا ہے۔

تَنۡبِیۡه: ایک روایت میں اس حدیث کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مسلمان بھائی ہے دوسرے مسلمان کا نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے اور نہ اس کو حقیر جانے کفایت کرتا ہے مسلمان کو بدی سے یہ کہ دوسرے مسلمان کو حقیر جانے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے اس کا خون اور مال اور اس کی آبرو اور تقویٰ کا مقام یہ ہے یعنی سینہ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اللہ تمہارے بدنوں کو نہیں دیکھتا اور نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے لیکن تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ (فتح)

٥٦٠٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

۵۶۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں بغض اور دشمنی نہ رکھو اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ تعالیٰ کے بندو اور نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے ملاقات اور سلام کلام چھوڑے تین دن سے زیادہ۔

بَابُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا﴾.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! بچو بہت بدگمانی سے کہ بعض گمان گناہ ہے۔

٥٦٠٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.

۵۶۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بچو بدگمانی سے اس واسطے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ڈھونڈھو اور نہ دم دے کر قیمت بڑھاؤ اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ آپس میں بغض عداوت رکھو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دے کر بیٹھو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ کے بندو!۔

فائدہ: نجش یہ ہے کہ ایک چیز بکتی ہے ایک قیمت معین پر دوسرا آکر قیمت زیادہ لگائے اور اس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہوتا کہ دوسرا اس کو خریدے۔

بَابُ مَا يَكُونُ مِنَ الظَّنِّ

جو جائز ہے گمان سے

٥٦٠٧۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا قَالَ اللَّيْثُ كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ.

٥٦٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ فلانا اور فلانا پہچانتے ہوں ہمارے اس دین سے کچھ چیز یعنی جس پر ہم ہیں، کہا لیث نے کہ وہ دونوں مرد منافق تھے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهٰذَا وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ دِيْنَنَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن میرے پاس اندر تشریف لائے سو فرمایا اے عائشہ! میں نہیں گمان کرتا کہ فلانا فلان ہمارے اس دین کو پہچانتے ہوں جس پر ہم ہیں۔

فائدہ: کہا داؤدی نے کہ تاویل لیث کی بعید ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں پہچانتے تھے تمام منافقوں کو اور اس کے غیر نے کہا کہ حدیث ترجمہ کے موافق نہیں اس واسطے کہ ترجمہ میں ثابت کرنا گمان کا ہے اور حدیث میں گمان کی نفی ہے اور جواب یہ ہے کہ نفی حدیث میں واسطے گمان نفی کے ہے نہ واسطے نفی گمان کے سو نہیں مخالفت ہے درمیان اس کے اور درمیان ترجمہ کے اور حاصل ترجمہ کا یہ ہے کہ ایسا گمان جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے یہ اس گمان کی قسم سے نہیں جو منع ہے اس واسطے کہ وہ بیچ مقام تحذیر کے ہے ایسے شخص سے جس کا حال ان دونوں مرد کی طرح ہو اور نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بدگمانی سے ہے ساتھ مسلمان کے جو اپنے دین اور اپنی آبرو میں سالم ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم کسی مرد کو عشاء کی نماز میں نہ پاتے تو اس کے ساتھ بدگمانی کرتے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ غیب ہوتا وہ مگر کسی بری چیز کے واسطے یا اس کے بدن میں یا اس کے دین میں۔ (فتح)

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ

پردہ پوشی کرنا ایمان دار کا اپنی جان پر یعنی اپنے عیب اور گناہ کو چھپانا

٥٦٠٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

٥٦٠٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری سب امت کے گناہ معاف ہوں گے مگر ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے جو اپنے چھپے گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں اور البتہ یہ بات بھی اظہار میں داخل ہے کہ بندہ رات کو کوئی کام کرے پھر اس کو صبح اس حالت میں

كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ أَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلَ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ.

ہو کہ اس کے رب نے اس کے گناہ کو چھپا ڈالا سو وہ شخص خود یوں کہے کہ اے فلانے میں نے تو رات کو ایسا ایسا کام کیا اس کے رب نے رات کو اس کے گناہ پر پردہ ڈالا اور وہ صبح کے وقت اللہ کے پردے کو کھولتا ہے۔

فائدہ: مجاہرون مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی جو اپنے چھپے گناہ کو ظاہر کرتے ہیں ان کے گناہ معاف نہیں ہوں گے اور کہا کرمانی نے حاصل کلام کا یہ ہے کہ ہر ایک آدمی کا امت سے گناہ معاف ہوگا مگر فاسق معلن کا یعنی جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے اور مجاہر وہ شخص ہے جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے اور کھولے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی سو بیان کرے اس کو آگے لوگوں کے اور البتہ ذکر کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جو ظاہر کرے اپنے فسق یا بدعت کو تو جائز ہے ذکر اس کا ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر کیا اس نے اس کو سوائے اس چیز کے کہ نہ ظاہر کیا اس کو اور مجاہر اس حدیث میں تفاعل ہے اور جائز ہے کہ ایک جانب سے ہو اور احتمال ہے کہ مفاعلہ اپنے ظاہر پر ہو اور مراد وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے آگے اپنے گناہ بیان کرتے ہیں اور باقی حدیث پہلے احتمال کی تاکید کرتی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے پردہ پوشی کے امر میں حدیث جو بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہیں ہے اور وہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے مرفوع کہ بچو ان مکروہ چیزوں سے جس سے اللہ نے منع کیا ہے یعنی اللہ کی منع کردہ چیزوں سے اور گناہوں سے سو جو آلودہ ہو ساتھ کسی چیز کے ان سے تو چاہیے کہ پردہ پوشی کرے ساتھ پردے اللہ کے روایت کیا ہے اس کو حاکم نے کہا ابن بطال نے کہ گناہ کے ظاہر کرنے میں خفیف جاننا ہے اللہ کے اور اس کے رسول کے حق کو اور نیک مسلمانوں کے حق کو اور اس میں ایک قسم عداوت ہے ان کے واسطے اور پردہ کرنے میں سلامتی ہے ہلکا ہونے سے اس واسطے کہ گناہ گاروں کو ان کے گناہ ذلیل کرتے ہیں اور سلامتی ہے حد سے اگر اس میں جدا ہو اور تعزیر ہے اگر اس میں حد واجب نہ ہو اور جب محض اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہو تو وہ اکرم الاکرمین ہے اور اس کی رحمت اس کے غضب سے آگے بڑھ گئی ہے اور اسی واسطے جب اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کی پردہ پوشی کی تو آخرت میں بھی اس کو رسوا نہ کرے گا اور جو گناہ کو ظاہر کرتا ہے فوت ہوتے ہیں اس سے یہ سب امر اور ساتھ اس کے پہچانا جاتا ہے موقع وارد کرنے حدیث سرگوشی کا پیچھے اس حدیث کے اور البتہ مشکل جانی گئی ہے مطابقت اس کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے کہ وہ عقد کیا گیا واسطے پردہ پوشی کرنے ایماندار کے اپنی جان پر اور حدیث میں پردہ پوشی اللہ کی ہے ایماندار پر اور جواب یہ ہے کہ حدیث تصریح کرنے والی ہے ساتھ مذمت اس شخص کے جو اپنے گناہ کو ظاہر کرے پس یہ مستلزم ہے اس کی مدح کو جو پردہ پوشی کرے اور نیز اللہ کا پردہ کرنا مستلزم ہے واسطے پردہ پوشی ایمان دار کے اپنی جان پر سو جو قصد کرے گناہ کے ظاہر کرنے کا تو اس نے

اپنے رب کو غصہ دلایا سو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی نہیں کرتا اور جس نے قصد کیا ان کے چھپانے کا واسطے حیا کرنے کے اپنے رب سے اور لوگوں سے سو اللہ تعالیٰ اس پر احسان کرتا ہے کہ اس کا پردہ ڈھانکتا ہے اور بعض نے کہا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ذکر کرنے اس حدیث کے اس ترجمہ میں طرف تقویت مذہب اپنے کے کہ افعال بندوں کے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ (فتح)

٥٦٠٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهٖ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهٗ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ وَيَقُوْلُ عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَرِّرُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ.

٥٦٠٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے سرگوشی میں کہا کہ کوئی تم میں سے اپنے رب سے قریب ہوگا یعنی قیامت میں یہاں تک کہ اللہ اس پر اپنی رحمت کا پردہ ڈالے گا سو فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا گناہ کیا تھا؟ دو بار فرمائے گا بندہ مسلمان کہے گا ہاں! پھر فرمائے گا کہ تو نے فلانا فلانا گناہ کیا تھا؟ مسلمان کہے گا کہ ہاں کیا تھا یہاں تک کہ اس سے ان کے گناہ قبول کرائے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ بیشک ہم نے تیرے گناہ دنیا میں چھپائے اور آج بھی ان کو تیرے لیے بخشتے ہیں۔

فائدہ: نجویٰ وہ ہے کہ کلام کرے ساتھ اس کے آدمی اپنے جی میں اس طور سے کہ فقط آپ ہی سنے کوئی غیر نہ سن سکے یا سنائے غیر کو پوشیدہ سوائے اس کے پاس والے کے اور مراد اس جگہ وہ سرگوشی ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کے ساتھ واقع ہوگی اور اس کو سرگوشی کہا واسطے مقابلے مخاطبہ کفار کے سامنے گواہوں کے اس جگہ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ فرمائے گا کہ تو اپنا فلانا فلانا گناہ پہچانتا ہے وہ کہے گا کہ ہاں اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو اپنا نامہ اعمال پڑھ وہ اس کو پڑھے گا اور ہر گناہ کا اس سے اقرار کرائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ بندہ مسلمان دائیں بائیں دیکھے گا اللہ فرمائے گا کہ تجھ پر کوئی ڈر نہیں بیشک تو میری رحمت کے پردے میں ہے میرے سوا کسی کو تیرے گناہ پر خبر نہ ہوگی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بہر حال کافر جو فقط زبانی مسلمان تھے سو ان کو گواہوں یعنی پیغمبروں یا فرشتوں کے روبرو پکارا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے خبردار ہو کہ اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر یعنی جو حد سے بڑھ گئے بندگی کے بدلے نافرمانی کی کہا مہلب نے کہ اس حدیث میں انعام ہے اللہ کا اپنے بندوں پر ساتھ چھپانے ان کے گناہوں کے قیامت میں اور یہ کہ جو اللہ تعالیٰ جس کے گناہوں کو ان میں سے چاہے گا بخش دے گا برخلاف اس شخص کے جو جاری کرتا ہے وعید کو ایمانداروں پر اس واسطے کہ اس حدیث میں اللہ کی پردہ پوشی سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا مگر کافروں اور منافقوں کے کہ وہی ہیں جن پر

قیامت کے دن گواہوں کے روبرو لعنت پکاری جائے گی میں کہتا ہوں اور البتہ بخاری نے اس کو معلوم کر لیا ہے سو وارد کیا ہے اس نے کتاب المظالم میں اس حدیث کو اور اس کے ساتھ ابوسعید کی حدیث کو کہ جب مسلمان لوگ آگ سے خلاصی پائیں گے تو روکے جائیں گے پل صراط پر جو بہشت اور دوزخ کے درمیان ہے بدلہ پائیں گے ظلموں کا جو دنیا میں ان کے درمیان تھے یہاں تک کہ جب گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے تو ان کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی ، الحدیث سو دلالت کی اس حدیث نے اس پر کہ مراد ساتھ گناہوں کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں وہ گناہ ہیں جو بندے اور اس کے رب کے درمیان ہوں سوائے حقوق العباد کے سو حدیث تقاضا کرتی ہے کہ وہ محتاج ہیں طرف باہم بدلہ پانے کے اور شفاعت کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض گنہگار مسلمان آگ میں عذاب کیے جائیں گے پھر شفاعت کے ساتھ آگ سے نکالے جائیں گے، **کما تقدم تقریرہ فی کتاب الایمان** سو مجموع ان حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ گنہگار مسلمان قیامت کے دن دو قسم ہوں گے ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کے گناہ ان کے اور ان کے رب کے درمیان ہوں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ قسم دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس کا گناہ دنیا میں چھپا رہا سو یہی لوگ ہیں جن کے گناہ اللہ قیامت میں چھپائے گا اور یہ ساتھ منطوق حدیث کے ہے اور ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کا گناہ ان کے اور بندوں کے درمیان ہوں سو یہ بھی دو قسم ہیں ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کی بدیاں ان کی نیکیوں سے بھاری ہوں گی سو یہ لوگ آگ میں ڈالے جائیں گے پھر شفاعت کے ساتھ اس سے نکالے جائیں گے اور ایک قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی سو یہ لوگ نہیں داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک کہ پل صراط پر ایک دوسرے کا بدلہ لیا جائے گا اور نہیں واجب ہے اللہ پر کوئی چیز اور وہ اپنے بندوں میں کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْكِبْرِ — باب ہے بیچ بیان تکبر کے

فائدہ: کہا راغب نے کہ کبر اور تکبر اور استکبار کے معنی قریب قریب ہیں سو کبر وہ حالت ہے کہ خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے آدمی اپنی خود پسندی سے اور وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو غیر سے بڑا جانے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اپنے رب پر تکبر کرے ساتھ اس طور کے کہ باز رہے قبول حق سے اور اعتقاد کرنے سے اس کے واسطے ساتھ توحید کے اور بندگی کے اور تکبر آتا ہے دو وجہ پر ایک یہ کہ نیک کام غیر کے نیک کاموں سے زائد ہوں اسی واسطے وصف کیا گیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساتھ متکبر کے دوسرا یہ کہ ہو تکلف کرنے والا اس کے واسطے ظاہر کرنے والا جو اس میں نہیں یعنی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ وصف اس میں پائی جاتی ہے اور حالانکہ وہ اس میں نہیں پائی جاتی اور یہ وصف عام لوگوں کی ہے اور متکبر مثل اس کی ہے اور تکبر استدعا کرتا ہے متکبر علیہ کو یعنی جس پر تکبر کیا جائے کہ اپنے آپ کو اس سے اوپر دیکھے سو جو تنہا پیدا ہو وہ معجب ہو سکتا ہے متکبر نہیں ہو سکتا۔ (فتح)

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿ثَانِيَ عِطْفِهِ﴾ مُسْتَكْبِرٌ فِي نَفْسِهِ عِطْفُهُ رَقَبَتُهُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ثانی عطفہ کہ اس کے معنی ہیں تکبر کرنے والا اپنے نفس میں اور عطف کے معنی ہیں گردن یعنی اپنی گردن کو پھیرنے والا۔

٥٦١٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَاعِفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ.

۵۶۱۰۔ حضرت حارثہ بن وہب سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو بہشتی لوگ ہر غریب ہے لوگوں کی نظروں میں حقیر اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کر دے کیا نہ بتلاؤں میں تم کو دوزخی لوگ ہر اُجڈ موٹا حرام خور غرور والا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَآءَتْ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لونڈی مدینے والوں کی لونڈیوں سے البتہ حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑتی تھی سو آپ کو لے جاتی جہاں چاہتی۔

فائدہ: اور مقصود ہاتھ پکڑنے سے لازم اس کا ہے اور وہ نرمی اور تابع ہونا ہے اور البتہ شامل ہے یہ حدیث کئی قسم مبالغہ پر تواضع سے اس واسطے کہ ذکر کیا اس نے عورت کو نہ مرد کو پھر لونڈی کو نہ آزاد کو پھر لفظ اما کو عام کیا کہ جو کوئی لونڈی ہو اور پھر ساتھ قول اپنے کے کہ جس جگہ چاہتی مکانوں سے اور تعبیر ساتھ پکڑنے ہاتھ کے اشارہ ہے طرف نہایت تصرف کے یہاں تک کہ اگر اس کو مدینے سے باہر حاجت ہوتی اور چاہتی کہ حضرت ﷺ کے ساتھ مدینے سے باہر جائیں تو اس کے ساتھ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر زیادہ ہونے تواضع حضرت ﷺ کے اور پاک ہونے حضرت ﷺ کے سب قسم تکبر سے اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ ذم تکبر کے اور مدح تواضع کی حدیثیں ان میں صحیح تر وہ حدیث ہے جو روایت کی مسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ جائے گا بہشت میں جس کے دل میں ذرہ کے برابر تکبر ہو سو عرض کیا گیا کہ ہر مرد چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور جوتا اچھا ہو، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تکبر حق کو نہ قبول کرنا ہے اور لوگوں کو ناچیز جاننا اور روایت کی عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما

کی حدیث سے کہ تکبر سفہ ہے حق سے اور غمص ہے لوگوں سے سو کہا یا حضرت! کیا ہے وہ؟ فرمایا سفہ یہ ہے کہ تیرا کسی مرد پر حق ہو اور وہ منکر ہو جائے سو حکم کرے اس کو کوئی مرد ساتھ تقویٰ اللہ تعالیٰ کے اور وہ انکار کرے اور غمص یہ ہے کہ آئے ناک چڑھائے اور جب مسکینوں محتاجوں کو دیکھے تو ان پر سلام نہ کرے اور نہ ان کے پاس بیٹھے ان کو حقیر جان کر اور روایت کی ترمذی وغیرہ نے ثوبان کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ خالی ہو تکبر اور غلول اور قرض سے تو بہشت میں داخل ہوگا اور روایت کی احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک درجہ تواضع کرے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے یہاں تک کہ پہنچاتا ہے اس کو اعلیٰ علیین میں اور جو تکبر کرے اللہ پر ایک درجہ تو اللہ اس کو ایک درجہ پست کرتا ہے یہاں تک کہ ڈالتا ہے اس کو سب سے نیچے کے دوزخ میں اور حکایت کی ابن بطال نے طبری سے کہ مراد ساتھ تکبر کے ان حدیثوں میں کفر ہے ساتھ دلیل قول حضرت ﷺ کی حدیثوں میں اللہ پر اور نہیں انکار کیا جاتا ہے کہ ہو مراد کبر سے تکبر کرنا غیر اللہ پر لیکن وہ نہیں خارج ہے معنی اس چیز کے سے جو ہم نے کہے اس واسطے کہ جو اللہ تعالیٰ پر تکبر کرے وہ خلق کو زیادہ تر حقیر جانے گا اور روایت کی مسلم نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو وحی ہوئی کہ آپس میں تواضع کرو تا کہ کوئی کسی پر سرکشی نہ کرے اور حکم ساتھ تواضع کے نہی ہے تکبر سے اس واسطے کہ وہ اس کی ضد ہے اور وہ عام تر ہے کفر وغیرہ سے اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے اس کی تاویل میں مسلمان کے حق میں سو بعض نے کہا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں ساتھ ان لوگوں کے جو پہلے پہل ان میں داخل ہوں گے اور بعض نے کہا کہ بغیر سزا کے ان میں داخل نہیں ہوگا اور بعض نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس میں داخل نہ ہو لیکن کبھی اللہ اس کو معاف کر دے گا اور بعض نے کہا کہ یہ حدیث زجر اور تغلیظ پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مراد نہیں یعنی یہ مراد نہیں کہ وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ بڑا اشد گناہ ہے آدمی کو لازم ہے کہ اس سے بچے اور کہا طیبی نے کہ مقام تقاضا کرتا ہے کہ حمل کیا جائے کبر کو اس شخص پر جو مرتکب باطل کا ہو اس واسطے کہ اگر استعمال کرنا زینت کا اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ظاہر کرنے کے واسطے ہو تو یہ جائز ہے یا مستحب اور اگر تکبر کے واسطے ہو جو نوبت پہنچائے طرف اس کی کہ حق کو قبول نہ کرے اور لوگوں کو حقیر جانے اور اللہ کی راہ سے بند کرے تو یہ برا ہے۔ (فتح)

بَابُ الْهِجْرَةِ — باب ہے بیچ بیان ہجرت کے

فائدہ: ہجرت کے معنی ہیں دوسرے شخص کی ملاقات اور سلام کلام کو چھوڑ دینا اور دراصل اس کے معنی ہیں ترک کرنا قول سے ہو یا فعل سے اور وطن کا چھوڑنا مراد نہیں کہ اس کا حکم پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ (فتح)

٥٦١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ

۵۶۱۱۔ حضرت عوف بن طفیل سے روایت ہے اور وہ بھتیجا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ماں کی طرف سے کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

بْنِ الطُّفَيْلِ هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِيْ بَيْعٍ أَوْ عَطَآءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ أَهُوَ قَالَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَتْ هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَّا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا أُشَفِّعُ فِيْهِ أَبَدًا وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلٰى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتّٰى اسْتَأْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَا السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنَدْخُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوْا قَالُوْا كُلُّنَا قَالَتْ نَعَمْ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِيْ وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلَانِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے) نے کہا ایک بیع میں یا بخشش میں جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی کہ بے شک باز رہے گی عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھروں کے بیچنے سے یا میں اس کو تصرف سے روک دوں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ کیا اس نے یہ کہا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی نظر مانی کہ میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی سو جب جدائی دارز ہوئی تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سفارش چاہی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس میں کبھی سفارش قبول نہیں کروں گی اور میں اپنی نذر میں حانث نہیں ہوں گی یعنی میں اپنی نذر نہیں توڑوں گی سو جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر جدائی دراز ہوئی تو اس نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن اسود رضی اللہ عنہ سے کلام کیا اور وہ دونوں قبیلے بنی زہرہ سے ہیں اور دونوں سے کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ البتہ تم مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر لے چلو اس واسطے کہ اس کو حلال نہیں کہ میری قرابت توڑنے کی نذر مانے سو مسور اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما اس کو لے کر سامنے چلے اس حال میں کہ اپنی چادریں لپیٹے تھے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی سو کہا کہ سلام تجھ پر اور رحمت اللہ کی اور اس کی برکتیں کیا ہم اندر آئیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آؤ، انہوں نے کہا ہم سب آئیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں سب آؤ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم نہ تھا کہ ان کے ساتھ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہے سو جب اندر آئے تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ پردے میں داخل ہوا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے لگا سو شروع کیا اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسم دینا اور رونا اور شروع کیا مسور اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما عائشہ کو قسم دیتے تھے

وَسَلَّمَ نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلٰى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا نَذْرَهَا وَتَبْكِيْ وَتَقُوْلُ إِنِّيْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِيْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً وَّكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِيْ حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا.

مگر یہ کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کریں اور اس کا عذر قبول کریں اور دونوں کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جدائی سے منع کیا ہے جو تجھ کو معلوم ہے اور یہ کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے سلام کلام چھوڑے تین دن سے زیادہ سو جب بہت کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تذکرہ اور تحریج سے تو شروع کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو یاد دلاتیں اور روتیں اور کہتیں کہ میں نے نذر مانی ہے اور نذر سخت ہے سو ہمیشہ رہے دونوں عرض کرتے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا اور اپنی اس نذر میں چالیس لونڈی غلام آزاد کیے اور اس کے بعد اپنی نذر کو یاد کرتی تھیں اور روتی تھیں یہاں تک کہ ان کے آنسو سے ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایک گھر بیچا اس پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہوا تا کہ متروکہ چھوڑیں اور ایک روایت میں ہے کہ دونوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر میں لپیٹا ہوا تھا اور تذکرہ کے معنی ہیں یاد دلانا ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ فضیلت صلہ رحم کے اور معاف کرنے کے اور غصہ کھانے کے اور تحریج کے معنی ہیں واقع ہونا تنگی میں واسطے اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے کہ برادری سے قطع کرنا منع ہے اور یہ جو فرمایا کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ تو مراد بخاری رحمہ اللہ علیہ کی اس جگہ یہ ہے کہ بیان کرے کہ عموم اس کا خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے جو اپنے بھائی سے کلام کرنا چھوڑے بغیر کسی سبب کے کہا نووی رحمہ اللہ علیہ نے کہ کہا علماء نے کہ حرام ہے کلام چھوڑنا مسلمانوں میں تین دن سے زیادہ ساتھ نص کے اور مباح ہے تین دنوں میں ساتھ مفہوم کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ معاف کیا گیا ہے اس واسطے کہ غصہ آدمی میں پیدائشی چیز ہے سو آسانی کی گئی ساتھ اس قدر کے تا کہ رجوع کرے اور یہ عارض زائل ہو اور مراد تین دن سمیت اپنی راتوں کی ہے سو اگر مثلا جدائی ہفتے کے دن کی ظہر سے شروع ہو تو اس کی انتہا منگل کی ظہر تک ہو گی۔ (فتح)

٥٦١٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٥٦١٢ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ آپس میں بغض عداوت رکھو اور نہ حسد کرو اور نہ ایک دوسرے کو پشت دے کر بیٹھو اور بھائی ہو جاؤ اے اللہ

لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

کے بندو! اور نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ۔

فائدہ: ظاہر اس کا مباح ہونا ہے جدائی کا تین دن یعنی تین دن تک نہ کلام کرنا جائز ہے اور وہ از قسم نرمی کے ہے اس واسطے کہ آدمی کی طبع میں غصہ اور بدخوئی اور مانند اس کے پیدائشی چیز ہے اور غالبًا وہ تین دن یا کم میں دور ہو جاتا ہے۔ (فتح)

٥٦١٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

٥٦١٣۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے کسی مرد کو کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑے تین دن سے زیادہ سو دونوں ملیں سو یہ اس سے منہ پھیرے اور وہ اس سے منہ پھیرے اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے پھر اگر تین دن گزر جائیں اور ایک دوسرے سے ملے تو چاہیے کہ اس کو سلام کرے اور اگر دوسرا سلام کا جواب دے تو دونوں ثواب میں شریک ہوئے نہیں تو گنہگار ہوا اور یہ جو کہا کہ بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے تو کہا اکثر علماء نے کہ دور ہو جاتی ہے جدائی ساتھ مجرد سلام کے اور جواب اس کے سے اور کہا احمد نے نہیں بری ہوتا ہے جدائی سے مگر ساتھ پھرنے کے پہلی حالت کی طرف جس پر پہلے تھے اور نیز کہا کہ اگر کلام کا ترک کرنا اس کو ایذا دیتا ہو تو نہیں قطع ہوتی ہے جدائی ساتھ سلام کے اور کہا عیاض نے کہ اگر اس کی کلام سے الگ رہے تو اس کی گواہی اس پر قبول نہیں ہوتی نزدیک ہمارے اگرچہ اس کو سلام کرے اور بہرحال دور ہونا جدائی کا ساتھ سلام کرنے کے بعد ترک کرنے اس کے سے تین دنوں میں تو نہیں ہے منع اور استدلال کیا گیا ہے واسطے جمہور کے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی طبرانی نے زید بن وہب کے طریق سے موقوف حدیث کے درمیان میں اور اس میں ہے اور اس کا رجوع یہ ہے کہ آئے اور اس کو سلام کرے اور یہ جو کہا اپنے بھائی سے تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ مسلمانوں کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں حجت ہے بیچ قول اس کے کے لا یحل لمسلم اس شخص کے واسطے جو کہتا ہے کہ کفار نہیں مخاطب ہیں ساتھ فروعات شریعت کے اس واسطے کہ تقیید ساتھ مسلمان کے اس وجہ سے ہے کہ وہی ہے جو قبول کرتا ہے شرع کے حکم کو اور نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے اور بہرحال قید کرنا ساتھ بھائی کے سو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جائز ہے مسلمان کو کہ جدائی کرے کافر سے بغیر تقیید دن کے یعنی

جتنی مدت چاہے کافر سے جدائی کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ ان حدیثوں کے اس پر کہ جو اپنے بھائی مسلمان سے منہ پھیرے اور اس کے سلام کلام سے باز رہے تو وہ گنہگار ہوتا ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ نفی حلت کی مستلزم ہے تحریم کو اور حرام کا مرتکب گنہگار ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اجماع ہے اس پر کہ نہیں جائز ہے چھوڑنا کلام کا تین دن سے زیادہ مگر اس کے واسطے جو ڈرے اس کے کلام سے اس چیز سے کہ اس کے دین کو اس پر فاسد کرے یا داخل ہو اس سے ضرر اس کی جان یا دنیا پر سو اگر اسی طرح ہو تو جائز ہے اور اکثر جدائی بہتر ہوتی ہے موذی کی صحبت سے اور البتہ مشکل جانا گیا ہے بنا بر اس کے جو صادر ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں کہا ابن تین نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منعقد ہوتی ہے نذر جب کہ ہو اللہ کی فرمانبرداری میں جیسے کہے کہ میں نے نذر مانی کہ نماز پڑھوں گا یا بردہ آزاد کروں گے اور اگر ہو نذر حرام میں یا مکروہ میں یا مباح میں تو نہیں ہے نذر اور کلام کا نہ کرنا پہنچاتا ہے طرف جدائی کی اور وہ حرام ہے اور جواب دیا ہے طبری نے کہ حرام تو فقط سلام کا چھوڑنا ہے اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے صادر ہوا اس میں یہ نہیں کہ باز رہیں سلام کرنے سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر اور نہ سلام کے جواب سے جب کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو سلام کیا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعف اس کا اور صواب وہ ہے جو اس کے غیر نے جواب دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے امر کا مرتکب ہوا ہے اور وہ قول ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ البتہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو تصرف سے روک دوں گا اس واسطے کہ اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی قدر کی تنقیص ہے اور منسوب کرنا اس کا ہے طرف ارتکاب اس چیز کی کہ نہیں جائز ہے بے جا اور خلاف شرع خرچ سے جو موجب ہے واسطے منع کرنے اس کے تصرف سے اس چیز میں جو اللہ نے اس کو رزق دیا ہے باوجود ہونے اس کے کے ام المؤمنین اور اس کی خالہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک جیسے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی قدر تھی ویسی اور کسی کی نہ تھی **كما تقدم التصريح به في المناقب** تو گویا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ جو ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے واقع ہوا یہ ایک قسم کی نافرمانی ہے اور آدمی کو اپنے قرابتی سے ایک چیز بری لگتی ہے اور وہ چیز اس کو اجنبی سے بری نہیں لگتی سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے مناسب جانا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ اس سے کلام کرنا چھوڑ دیا جائے جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمایا ان کو سزا دی اس کی کہ وہ جنگ تبوک میں بغیر عذر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے اور ان کے سوائے اور منافقین جو پیچھے رہے تھے ان کے کلام سے منع نہ کیا واسطے بڑے ہونے مرتبے ان تینوں کے اور حقیر جاننے منافقوں کے اور اسی پر محمول ہے جو صادر ہوا عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ذکر کیا ہے خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جدا ہونا والد کا اپنی اولاد سے اور خاوند کا بیوی سے نہیں مقید ہے ساتھ تین دن کے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں سے ایک مہینہ جدا رہے اور اسی طرح ہے جو صادر ہوا اکثر سلف سے کہ انہوں نے ترک کلام کو جائز جانا باوجود اس کے کہ ان کو معلوم تھا کہ ترک کرنا کلام کا زیادہ تین دن سے منع ہے اور نہیں ہے مخفی کہ اس

جگہ دو مقام ہیں ایک اعلیٰ ہے اور ایک ادنیٰ اعلی مقام یہ ہے کہ کسی قسم سے منہ نہ پھیرے بلکہ خرچ کرے سلام اور کلام کو اور پیدا کرے دوستی ہر طریق سے اور ادنیٰ مقام اقتصار کرنا ہے فقط سلام پر سوائے غیر اس کے کے اور وعید شدید تو صرف اس کے حق میں ہے جو ادنیٰ مقام کو چھوڑے اور بہر حال اعلیٰ مقام سو اگر کوئی اجنبی اس کو ترک کرے تو اس کو ملامت لاحق نہیں ہوتی برخلاف قرابتیوں کے کہ داخل ہے اس میں توڑنا ناتے کا اور اسی طرف اشارہ کیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کہ کہ نہیں حلال ہے اس کو توڑنا ناتے کا مجھ سے یعنی اگر میری جدائی سزا ہے میرے گناہ کی تو لازم ہے کہ اس کی کوئی مدت متعین ہو ورنہ اس پر ہمیشگی کرنا نوبت پہنچاتا ہے طرف قطع رحمی کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ معلوم تھا لیکن معارض ہوئی نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے نذر جو مانی اور جب واقع ہوا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے عذر اور سفارش تو راجح ہوا نزدیک ان کے چھوڑنا جدائی کا اور حاجت پڑی ان کو کفارہ دینے کی اس نذر سے جو مانی تھی ساتھ آزاد کرنے بردوں کے جن کا ذکر پہلے گزرا پھر اس کے بعد عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک ہوتا تھا اس میں کہ کفارہ مذکور نے اُن سے کفایت نہ کی ہو سو ظاہر کرتی تھیں اس پر افسوس کو یعنی اس پر افسوس کرتی یا تو نادم ہونے کے واسطے اس پر جو صادر ہوا ان سے اصل نذر مذکور سے اور یا واسطے خوف کرنے کے نہ پورا کرنے نذور کی عاقبت سے۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصٰى

جو جائز ہے ترک کلام سے واسطے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے

فائدہ: مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس باب کے بیان کرنا ہجران جائز کا ہے اس واسطے کہ عموم نہی کا مخصوص ہے ساتھ اس شخص کے جس کی جدائی کے واسطے کوئی سبب مشروع نہ ہو سو بیان ہوا یہاں سبب جو جائز کرنے والا ہے جدائی کو اور وہ اس شخص کے واسطے ہے جس سے اللہ کی نافرمانی صادر ہو سو جائز ہے واسطے اس کے جس کو اس پر اطلاع ہو ترک کرنا کلام کا اس سے تا کہ وہ اس سے باز آئے۔ (فتح)

وَقَالَ كَعْبٌ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جب کہ وہ جنگ تبوک میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہماری کلام سے منع کیا اور ذکر کیا پچاس راتوں کو۔

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور اس کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

٥٦١٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٥٦١٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں پہچانتا ہوں تیرا ناراض ہونا اور تیرا راضی ہونا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ قَالَتْ قُلْتُ وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ لَسْتُ أُهَاجِرُ إِلَّا اسْمَكَ.

آپ اس کو کس طرح پہچانتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو بات چیت میں یوں قسم کھاتی ہے کہ میں قسم کھاتی ہوں محمد ﷺ کے رب کی اور اگر تو ناخوش ہوتی ہے تو یوں کہتی ہے قسم کھاتی ہوں میں ابراہیم علیہ السلام کے رب کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں نے کہا ہاں! سچ ہے میں ناخوشی میں آپ کا نام زبان سے چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے نہیں چھوڑتی۔

فائدہ: مراد دنیاوی ناخوشی ہے گھر بار کے معاملات میں معاذ اللہ دینی ناخوشی مراد نہیں جو ایمان میں خلل ڈالے سوکنوں کے سبب سے کبھی رنج آتا تھا سوکنوں کی غیرت یعنی جہل اور جلن عورتوں میں پیدائشی بات ہے اس پر شرع میں مؤاخذہ نہیں ہے اور اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے غرض بخاری رحمہ اللہ کی اس باب سے یہ ہے کہ بیان کرے صفت اس جدائی کی جو جائز ہے اور یہ کہ وہ منقسم ہوتی ہے موافق قدر جرم کے سو جو نافرمانی کرنے والوں میں سے ہو وہ مستحق ہے اس کا کہ اس سے ترک کلام کے ساتھ جدائی کی جائے جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ہے اور جو ہو جدائی ناراضی سے درمیان گھر والوں اور بھائیوں کے تو جائز ہے جدائی کرنا اس میں ساتھ ترک کرنے نام کے مثلاً یا ساتھ ترک کرنے کشادہ پیشانی کے باوجود نہ چھوڑنے سلام اور کلام کے اور کہا کرمانی نے اور شاید مراد قیاس کرنا ہے اس شخص کی جدائی کو جو امر شرعی کے مخالف ہو اوپر چھوڑنے اسم اس شخص کے جو طبعی امر کے مخالف ہو اور کہا طبرانی نے کہ قصہ کعب رضی اللہ عنہ کا اصل ہے بیچ چھوڑنے سلام کلام کے نافرمانی کرنے والوں سے اور مشکل جانی گئی ہے یہ بات کہ فاسق اور بدعتی سے سلام کلام کا چھوڑنا جائز ہے اور نہیں مشروع ہے چھوڑنا کلام کا کافر سے باوجود اس کے کہ وہ جرم میں دونوں سے زیادہ ہے اس واسطے کہ وہ فی الجملہ اہل توحید میں سے ہیں اور جواب دیا ہے ابن بطال نے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے بہت احکام ہیں ان میں بھلائی ہے بندوں کی اور وہ دانا تر ہے ساتھ حال ان کے سے اور لازم ہے ان پر مان لینا اس کے حکم کو بیچ ان کے یعنی یہ تعبد ہے ان کے معنی معلوم نہیں اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ ہجران کے دو مرتبے ہیں ایک دل سے چھوڑنا اور ایک زبان سے سو جدا ہونا کافر سے ساتھ دل کے ہے اور ساتھ ترک دوستی اور مدد کرنے کے خاص کر جب کہ کافر حربی ہو اور نہیں مشروع ہے جدائی اس کی ساتھ چھوڑنے کلام کے اس سے واسطے نہ باز رہنے اس کے کے ساتھ اس کے اپنے کفر سے برخلاف مسلمان گنہگار کے کہ وہ اکثر اوقات اس کے ساتھ اس سے باز آجاتا ہے اور اس امر میں کافر اور گنہگار شریک ہیں کہ مشروع ہے ان سے کلام کرنا ساتھ بلانے کے طرف بندگی کے اور امر بالمعروف کے اور نہی کے منکر

سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کلام کا چھوڑنا ہے جو دوستی سے ہو، کہا عیاض نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معاف کیا گیا ناراض ہونا عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ﷺ پر باوجود اس کے کہ اس میں بڑا حرج ہے کہ حضرت ﷺ پر غصہ کرنا بڑا گناہ ہے اس واسطے کہ باعث اس کا غیرت ہے جو عورتوں میں پیدائشی چیز ہے اور وہ نہیں پیدا ہوتی ہے مگر نہایت محبت سے اور جب کہ غصہ بغض کو مستلزم نہیں تھا تو معاف کیا گیا اس واسطے کہ بغض ہی ہے جو نوبت پہنچاتا ہے طرف کفر کی یا گناہ کی اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں فقط آپ کے اسم کو چھوڑتی ہوں تو یہ قول اس کا دلالت کرتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل حضرت ﷺ کی محبت سے بھرا ہوا تھا۔ (فتح)

بَابٌ هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهٗ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا

کیا ملاقات کرے اپنے ساتھی سے ہر روز یا صبح وشام کو؟

فائدہ: عشی اس وقت کو کہتے ہیں جو زوال سے عشاء تک ہے۔ (فتح)

٥٦١٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَّعَشِيَّةً فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَّأْتِيْنَا فِيْهَا قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا جَآءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَ إِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ بِالْخُرُوْجِ.

٥٦١٥۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پایا میں نے ہوش سنبھل کے اپنے ماں باپ کو مگر اس حال میں کہ وہ دین اسلام کے تابعدار تھے یعنی میری ہوش سنبھلنے سے پہلے ہی مسلمان تھے اور کوئی دن ہم پر نہ گزرتا تھا مگر کہ اس میں حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لاتے تھے دن کی دونوں طرف میں صبح کو اور شام کو سو جس حالت میں کہ ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے تھے دوپہر کی سخت گرمی میں کہ کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ حضرت ﷺ ہیں تشریف لائے ایسے وقت میں جس میں ہمارے پاس نہ آیا کرتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں لایا حضرت ﷺ کو اس وقت میں مگر کوئی بڑا امر، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک مجھ کو ہجرت کی اجازت ہوئی۔

فائدہ: اور البتہ مشکل جانا گیا ہے ساتھ اس کے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خود حضرت ﷺ کے پاس کیوں نہیں جاتے تھے تاکہ حضرت ﷺ کو ان کے پاس آنے کے واسطے تکلیف اٹھانی نہ پڑتی اور حالانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آ سکتے تھے اور جواب دیا ہے ابن تین نے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس مجرد ملاقات کو نہیں آتے تھے بلکہ اس

چیز کے واسطے کہ زیادہ ہوتی نزدیک حضرت ﷺ کے علم الٰہی سے اور نہیں ظاہر ہوا میرے لیے یہ جواب اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ نہیں ہے حدیث میں وہ چیز جو منع کرے اس بات کو کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس دن رات میں دو بار سے زیادہ آیا کرتے تھے اور احتمال ہے کہ اس کا سبب یہ ہو کہ جب حضرت ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے تھے تو مشرکوں کی ایذا سے امن میں رہتے تھے برخلاف اس کے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آتے اور احتمال ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گھر حضرت ﷺ کے گھر اور مسجد کے درمیان ہو سو جب حضرت ﷺ مسجد میں جاتے تو وہاں گزرتے اور مقصود مسجد کا جانا ہوتا اور اس کی پوری شرح ہجرت میں گزر چکی ہے اور شاید رمز کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ ترجمہ کے اس طرف کہ یہ حدیث جو مشہور ہے زر غبا تزود حبا یعنی ملاقات کیا کر دو دوسرے دن محبت زیادہ ہو سو یہ حدیث ضعیف ہے اور یہ حدیث بہت طریقوں سے وارد ہوئی ہے کوئی طریق اس کا کلام سے خالی نہیں میں نے کہا کہ نہیں ہے کوئی منافات درمیان اس حدیث کے اور باب کی حدیث کے اس واسطے کہ عموم اس کا تخصیص کے قابل ہے پس محمول ہو گی اس پر کہ نہ ہو اس کے لیے کوئی خصوصیت اور مودت ثابت سو نہ کم ہو گی بہت ملاقات سے قدر اس کی، کہا ابن بطال نے کہ نہیں زیادہ کرتا ہے صدیق ملاطف کو بہت ملاقات کرنا مگر محبت برخلاف اس کے غیر کے۔ (فتح)

بَابُ الزِّيَارَةِ وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

باب ہے بیچ بیان مشروع ہونے زیارت کے یعنی ملاقات کے اور جو کسی قوم کی ملاقات کو جائے اور ان کے پاس کھانا کھائے؟

فائدہ: یعنی تمام ملاقات سے ہے یہ کہ گھر والا ملاقات کرنے والے کے آگے کھانا لائے جو حاضر ہو کھلا دے کہا ابن بطال نے کہ یہ دوستی کو جماتا ہے اور محبت کو بڑھاتا ہے، میں نے کہا اور البتہ وارد ہوئی ہے اس میں حدیث جو روایت کی حاکم نے عبداللہ بن عبید کے طریق سے کہ حضرت ﷺ کے چند اصحاب جابر رضی اللہ عنہ کے پاس ملاقات کو گئے تو جابر رضی اللہ عنہ روٹی اور سرکہ ان کے آگے لائے اور کہا کہ کھاؤ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اچھا سالن ہے سرکہ تحقیق شان یہ ہے کہ ہلاکی مرد کی یہ ہے کہ مسلمان بھائی اس کی ملاقات کو آئیں اور وہ حقیر جانے ماحضر کو ان کے آگے نہ لائے اور ہلاکی ہے اس قوم کی کہ اس کے ماحضر کو حقیر جانیں اور نہ کھائیں اور البتہ وارد ہوئی ہیں بیچ فضیلت ملاقات کے چند حدیثیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جو ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کسی بیمار کی خبر لے یا اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کرے اللہ کے واسطے تو اس کو کوئی پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ خوش ہو اور خوش ہوا چلنا تیرا اور تو نے بہشت میں اپنا ٹھکانہ بنایا اور مالک کے نزدیک معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ثابت ہوئی میری محبت ان کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ملاقات کرتے ہیں۔ (فتح)

وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ عِنْدَهُ

اور ملاقات کی سلمان رضی اللہ عنہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ان کے پاس کھانا کھایا

فائدہ: یہ تمام حدیث اور اس کی پوری شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔

٥٦١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّآءِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهُ عَلٰى بِسَاطٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ.

٥٦١٦۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری گھر والوں سے ملاقات کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس کھانا کھایا پھر جب چاہا کہ نکلیں تو حکم کیا ایک جگہ گھر میں سو پانی چھڑکا گیا آپ کے واسطے ایک چٹائی پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور ان کے واسطے دعا کی۔

فائدہ: مراد اس حدیث میں عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے جو کئی بار پہلے گزرا اور اس کے اول میں ہے کہ ایک انصاری مرد نے کہا یا حضرت! میں آپ کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوسکتا اور اس نے کھانا تیار کیا، الحدیث اور اس حدیث میں مستحب ہونا ملاقات کا ہے اور دعا ملاقات کرنے والے کی اس کے لیے جس کی ملاقات کرے اور کھانا پاس اس کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُوْدِ

جو ایلچیوں کے واسطے زینت کرے یعنی اپنی شکل وصورت کو خوب بنادے عمدہ کپڑے سے اور مانند اس کی سے۔

فائدہ: وفود جمع ہے وافد کی اور وافد اس کو کہتے ہیں جو بادشاہ کے پاس آئے ایلچی بن کے یا ملاقات کو اور مراد اس جگہ وفود سے عمر کے قول میں وہ لوگ ہیں جن کو عرب کی قومیں اپنی طرف سے مختار کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجتے تھے تا کہ ان کی طرف سلام کی بیعت کریں اور دین کے احکام سیکھ کر ان کو سکھلائیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو بیچ صورت استفہام کے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ پر انکار کیا اور ظاہر یہ ہے کہ ریشمی کپڑا پہننے سے انکار کیا ساتھ قرینے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہو اور نہیں انکار کیا اصل زینت کرنے سے لیکن وہ محتمل ہے باوجود اس کے۔ (فتح)

٥٦١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ لِيْ سَالِمُ

٥٦١٧۔ حضرت یحییٰ بن ابی اسحاق سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ کیا چیز ہے استبرق؟ میں نے کہا جو دیبا سے موٹا اور اچھا ہو کہا میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے

بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَا الْإِسْتَبْرَقُ قُلْتُ مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ حُلَّةً مِّنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اشْتَرِ هٰذِهٖ فَالْبَسْهَا لِوَفْدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَمَضٰى مِنْ ذٰلِكَ مَا مَضٰى ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ فَأَتٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهٖ وَقَدْ قُلْتَ فِيْ مِثْلِهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيْبَ بِهَا مَالًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

سنا کہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرد پر ریشمی کپڑا دیکھا سو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا یا حضرت! اس کو خرید لیں اور اس کو لوگوں کے ایلچیوں کے واسطے پہنا کریں جب کہ آپ کے پاس آئیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریشمی کپڑا تو وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہو سو گزرا اس میں جو گزرا پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا کہ یا حضرت! آپ نے یہ ریشمی جوڑا مجھ کو بھیجا اور البتہ آپ نے کہا تھا ایسے جوڑے کے حق میں جو کہا تھا یعنی آپ نے اس کو حرام کہا تھا مجھ کو کیوں بھیجا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو تیرے پاس اس واسطے بھیجا تھا کہ تو اس کے ساتھ مال حاصل کرے یعنی اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ پائے سو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس حدیث کی سند سے کپڑے میں نقش کو مکروہ جانتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور کہا خطابی نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب اس میں ورع تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی روایت میں کہتے تھے کہ مگر نقش کپڑے میں جائز ہے اور یہ اس واسطے کہ مقدار نقش پر پہننے کا نام واقع نہیں ہوتا اور کتاب اللباس میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا مگر بقدر دو یا تین یا چار انگلی کے۔ (فتح)

بَابُ الْإِخَاءِ وَالْحِلْفِ.

باب ہے بیچ بیان بھائی بننے اور عہد و پیمان کرنے کے

فائدہ: ظاہر مغائرت ہے درمیان برادری کرنے اور عہد و پیمان کے۔

وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ

یعنی اور کہا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا

فائدہ: ہجرت میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو آپس میں بھائی بنایا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور مشہور اور ذکر کیا ہے غیر واحد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے درمیان دو بار برادری کروائی ایک بار فقط مہاجرین میں اور ایک بار مہاجرین اور انصار میں۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ

اور کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینے میں آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور سعد رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا۔

٥٦١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَآخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

٥٦١٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اور سعد رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا یعنی پھر جب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری سہی۔

٥٦١٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ.

٥٦١٩۔ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ حدیث پہنچی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ کفر کے عہد و پیمان کا اسلام میں کچھ اعتبار نہیں؟ تو اس نے کہا کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریشی مہاجرین اور انصار کے درمیان عہد و پیمان کروایا میرے گھر میں۔

فائدہ: بہر حال حدیث مسئول عنہ سو وہ حدیث مشہور ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے جبیر بن مطعم کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں زمانہ کفر کے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں اور جو عہد و پیمان کفر کے وقت نیک کام میں ہوا تھا تو اسلام نے اس کی زیادہ تر مضبوطی کی۔

فائدہ: کفار عرب کا دستور تھا کہ ایک قوم دوسری قوم سے عہد و پیمان کرتی اور حق ناحق میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتی سو فرمایا کہ اسلام میں ایسے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں رہا لیکن مظلوم کی مدد کرنا اور حق کام کی تائید کرنا اور لوگوں میں انصاف کرنا اور مانند اس کی نیک کاموں سے سو اسلام میں اس کی زیادہ تر تاکید ہے اگر کفر کے وقت میں کسی نیک کام میں عہد و پیمان ہوا ہو تو اسلام میں بھی اس کا حکم بدستور جاری ہے بلکہ اسلام میں اس کی زیادہ تاکید ہے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور جبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اسلام میں بدستور اس پر قائم رہے اور ایسے عہد و پیمان کو نہ توڑا اور جواب انس رضی اللہ عنہ کا شامل ہے صدر حدیث کے انکار کو اس واسطے کہ اس میں نفی ہے عہد و پیمان کی اور انس رضی اللہ عنہ کے جواب میں اس کا ثابت کرنا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ مراد نفی سے ناحق کام مدد کرنا ہے اور آپس میں وارث ہونا اور مانند اس کے جو کفر کے وقت میں دستور تھا اور مثبت چیز ہے جو اس

کے سوائے ہو جیسے مظلوم کی مدد کرنا اور دین کے امر میں قائم ہونا اور مانند اس کی مستحبات شرعیہ سے مانند دوستی اور حفظ عہد کے اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس امر میں کہ دو عہد و پیمان والوں کا آپس میں وارث ہونا منسوخ ہے اور ذکر کیا ہے داؤدی نے کہ وہ لوگ ہم قسم کو چھٹا حصہ دیا کرتے تھے پھر یہ حکم منسوخ ہوا۔ (فتح)

بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

باب ہے بیچ بیان تبسم کرنے اور ہنسنے کے

فائدہ: کہا اہل لغت نے کہ تبسم ابتدا ہے ضحک کی اور ضحک کشادہ کرنا منہ کا ہے یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہوں پھر اگر اس کی آواز سنی جائے تو وہ قہقہ ہے اور اگر بغیر آواز کے ہو تو وہ تبسم ہے۔ (فتح)

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكْتُ

اور کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کان میں بات کی سو میں ہنسی

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث دراز کا اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكٰى

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ ہی ہے ہنسانے والا اور رولانے والا

فائدہ: یعنی کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آدمی میں ہنسنا اور رونا اور یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو جنازے میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جائز ہے رونا بغیر نوحہ کے اور ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں نو حدیثوں کو اور ان سب میں ذکر ہے تبسم یا ضحک کا اور اس کے اسباب مختلف ہیں لیکن اکثر تعجب کے واسطے ہے اور بعض ملاطفت کے واسطے۔ (فتح)

٥٦٢٠۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ فَجَآءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ

٥٦٢٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں تو اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ یا حضرت! وہ یعنی میں رفاعہ کے نکاح میں تھی سو اس نے اس کو آخر تیسری طلاق دی تو اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا اور بیشک شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ساتھ اس کے مگر مانند اس پھندنے کی اس نے اپنی چادر کے پھندنے کی طرف اشارہ کیا اس کو ہاتھ میں لے کر کہا راوی نے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور ابن سعید رضی اللہ عنہ یعنی

هٰذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَأَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهٗ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِيْ أَبَا بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هٰذِهٖ عَمَّا تَجْهَرُ بِهٖ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ.

خالد رضی اللہ عنہ حجرے کے دروازے پر بیٹھے تھے تا کہ ان کو اجازت ہو سو خالد رضی اللہ عنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکارنے لگے اے ابوبکر! کیا تم اس عورت کو نہیں جھڑکتے اس چیز سے جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونچی بولتی ہے اور نہ زیادہ کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم پر یعنی صرف مسکراتے تھے اس کے سوائے کچھ نہیں بولتے تھے پھر فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں جب تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد نہ چکھے اور وہ تیرا شہد نہ چکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم سے زیادہ نہیں کرتے تھے۔ (فتح)

٥٦٢١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهٖ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ فَقَالَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ

٥٦٢١۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی عورتیں تھیں آپ سے سوال کرتی تھیں اور خرچ زیادہ مانگتی تھیں اپنی آواز کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچا کر کے یعنی چلا چلا کر بولتی تھیں، سو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو جھٹ پردے میں ہو گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی وہ اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے سو کہا یا حضرت! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے میرے ماں باپ آپ پر قربان (کیا سبب ہے آپ کے ہنسنے کا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو ان عورتوں سے تعجب آیا کہ میرے پاس باتیں کرتی تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی پردے میں ہو گئیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ لائق تر ہیں کہ آپ سے ڈریں پھر عورتوں کی طرف

اللَّاتِیْ کُنَّ عِنْدِیْ لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَّهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَمْ تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ.

متوجہ ہو کے کہا کہ اے دشمن اپنی جانوں کی! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضرت ﷺ سے نہیں ڈرتی ؟ عورتوں نے کہا کہ تم زیادہ تر سخت خو اور کڑی مزاج کے ہو، حضرت ﷺ سے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لا یعنی زیارت کر حدیث کو اے خطاب کے بیٹے! قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں ملا تجھ سے شیطان کسی راہ میں چلتا ہوا کبھی مگر کہ چلتا ہے اس راہ میں جو تیری راہ کے سوائے ہے۔

فائدہ: شرح اس حدیث کی مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ہنستے تھے اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جو کہا جائے بڑے آدمی کو جب کہ ہنسے۔ (فتح)

۵۶۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِی الْعَبَّاسِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّآئِفِ قَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحَهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ قَالَ فَغَدَوْا فَقَاتَلُوْهُمْ قِتَالًا شَدِيْدًا وَكَثُرَ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ قَالَ فَسَكَتُوْا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِیُّ حَدَّثَنَا

۵۶۲۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ طائف میں تھے فرمایا کہ ہم پلٹنے والے ہیں کل کو اگر چاہا اللہ نے تو حضرت ﷺ کے اصحاب میں سے چند آدمیوں نے کہا کہ ہم نہیں جائیں گے یہاں تک کہ اس کو فتح کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبح کو لڑائی پر چلو، کہا راوی نے سو صبح کو لڑائی پر گئے سو لڑے ساتھ ان کے لڑنا سخت اور بہت ہوئے ان میں زخم پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم کل کو پلٹنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا پس اصحاب چپ رہے سو حضرت ﷺ ہنسنے لگے، حمیدی نے کہا کہ بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے۔

سُفْيَانُ بِالْخَبَرِ كُلِّهِ.

فائدہ: حضرت ﷺ ہنسنے لگے یعنی واسطے تعجب کرنے کے ان کی پہلی بات سے اور چپ رہنے ان کے دوسری بار میں اور اس حدیث کی شرح غزوہ طائف میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسنے لگے اور یہ جو کہا کہ بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے یعنی ساتھ لفظ اخبار کے تمام سند میں بغیر عن عن کے۔

٥٦٢٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَكْتُ وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَيْسَ لِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ أَيْنَ السَّآئِلُ تَصَدَّقْ بِهَا قَالَ عَلٰى أَفْقَرَ مِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ فَأَنْتُمْ إِذًا.

٥٦٢٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں ہلاک ہوا میں نے اپنی عورت سے رمضان میں جماع کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر اس نے کہا میرے پاس نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا سو روزے رکھ دو مہینے پے در پے اس نے کہا کہ میں روزے نہیں رکھ سکتا، حضرت ﷺ نے فرمایا ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میرے پاس کچھ موجود نہیں پھر حضرت ﷺ کے پاس ایک ٹوکری لائی گئی جس میں کھجوریں تھیں کہا ابراہیم نے کہ عرق کے معنی ہیں ٹوکری حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہے سائل؟ لے اس کو خیرات کر، کہا خیرات کروں اس پر جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہو قسم ہے اللہ کی مدینے کے دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان کوئی گھر والے نہیں جو مجھ سے زیادہ تر محتاج ہوں سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے فرمایا سو تم اس وقت لائق تر ہو ساتھ کھانے ان کھجوروں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے اور نواجذ داڑھوں کو کہتے ہیں اور وہ نہیں قریب ہے کہ ظاہر ہوں مگر وقت مبالغہ کے ہنسنے میں اور نہیں منافات ہے درمیان اس حدیث کے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کہ میں نے حضرت ﷺ کو کبھی نہیں دیکھا کہ منہ کھول کر ہنسے ہوں یہاں تک کہ آپ کے حلق کا گوشت دیکھا جائے اس واسطے کہ مثبت مقدم ہے نافی پر یہ ابن بطال نے کہا ہے اور اقوی یہ ہے کہ جس کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے نفی کی ہے وہ اور چیز ہے اور جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ثابت کیا ہے وہ اور چیز ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے مجموع حدیثوں سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اکثر

احوال میں تبسم سے زیادہ نہیں کرتے تھے اور کبھی ہنستے بھی تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ نہایت زیادہ ہنسنا ہے اس واسطے کہ وہ عزت کو لے جاتا ہے اور آدمی کا رعب جاتا رہتا ہے کہا ابن بطال نے جو چیز کہ لائق ہے یہ کہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے حضرت ﷺ کے فعل سے وہ چیز ہے جس پر حضرت ﷺ نے ہمیشگی کی اور البتہ روایت کی ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں کہ بہت نہ ہنسا کر واس واسطے کہ بہت ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ (فتح)

٥٦٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَآئِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً قَالَ أَنَسٌ فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَآءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَآءٍ.

۵۶۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ پر نجران کی چادر تھی موٹے کناروں والی سو ایک گنوار نے حضرت ﷺ کو پایا اور حضرت ﷺ کی چادر سخت کھینچی سو میں نے حضرت ﷺ کی گردن کے صفحہ کو دیکھا اور حالانکہ اس پر چادر کے کنارے نے اثر کیا تھا یعنی اس پر نشان پڑ گیا تھا اس کے شدت سے کھینچنے کے سبب سے پھر اس نے کہا اے محمد! حکم کر میرے واسطے یعنی مجھ کو دلواؤ اللہ کے مال میں سے جو تمہارے پاس ہے یعنی بیت المال میں سے سو حضرت ﷺ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور ہنسے پھر حکم کیا اس کے واسطے ساتھ عطا کرنے مال کے سو اس کو دیا گیا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ قول ہے کہ حضرت ﷺ ہنسے اور اس حدیث میں بیان ہے حضرت ﷺ کے حلم کا اور صبر کرنے کا ایذا پر نفس میں اور مال میں اور درگزر کرنا اس شخص کی سختی سے کہ اس سے اسلام کی الفت مقصود ہو اور تا کہ پیروی کریں ساتھ حضرت ﷺ کے حاکم بعد آپ کے آپ کے خلق نیک میں درگزر کرنے سے اور چشم پوشی سے اور جواب دینے سے ساتھ اچھی طرح کے۔ (فتح)

٥٦٢٥ـ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِي وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ

۵۶۲۵۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں منع کیا مجھ کو حضرت ﷺ نے یعنی مجلس میں آنے سے جو مردوں کے ساتھ مخصوص تھی یا دینے سے جو میں نے مانگا جب سے میں مسلمان ہوا اور نہ مجھ کو دیکھا مگر کہ میرے روبرو مسکرائے اور البتہ میں نے حضرت ﷺ کے پاس گلہ کیا کہ میں گھوڑے پر

عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا۔

نہیں جم سکتا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا اور کہا یعنی دعا کی کہ الٰہی! ٹھہرا دے اس کو گھوڑے پر اور کر دے اس کو ہدایت کرنے والا راہ یاب۔

فائدہ: غرض اس حدیث سے یہ قول ہے اور نہ مجھ کو دیکھا مگر یہ کہ مسکرائے۔

۵۶۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبِمَ شَبَهُ الْوَلَدِ.

۵۶۲۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت! بیشک اللہ نہیں شرماتا حق بات کہنے سے سو کیا واجب ہے عورت پر غسل جب کہ اس کو احتلام ہو؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں جب کہ منی دیکھے، سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں اور کہا کہ کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا پس کس سبب سے بچے کے مشابہ ہوتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسنے لگیں واسطے واقع ہونے اس کے حضرت ﷺ کے روبرو اور حضرت ﷺ نے اس کے ہنسنے پر انکار نہ کیا اس کی اس بات پر انکار کیا کہ اس نے احتلام سے انکار کیا۔ (فتح)

۵۶۲۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهٗ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

۵۶۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو کہ مبالغہ کیا ہو کبھی ہنسنے میں یہاں تک کہ آپ کے لہوات دیکھے جائیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسکراتے تھے۔

فائدہ: یعنی نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو مبالغہ کرنے والے ہنسنے کی جہت سے کہ پوری طور سے ہنسے ہوں متوجہ ہونے والے ہوں بالکل ہنسنے پر اور مراد لہوات سے وہ گوشت ہے جو...... کے اوپر کی طرف ہے منہ کی نہایت میں اور اس حدیث کی شرح سورہ احقاف میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۵۶۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح و قَالَ لِي خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ قَحَطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ وَمَا نَرٰى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقٰى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تَقْلَعُ ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُمْطِرُ مِنْهَا شَيْءٌ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهِ.

۵۶۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد جمعہ کے دن حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! مینہ بند ہوا سو اپنے رب سے دعا کیجیے پانی برسا دے، حضرت ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی اور آسمان میں کچھ ابر نظر نہ آتا تھا سو حضرت ﷺ نے پانی کی طلب میں دعا کی سو ہمیشہ رہا مینہ برستا آئندہ جمعے تک اس حال میں کہ نہ بند ہوا پھر کھڑا ہوا وہی مرد یا کوئی اور حضرت ﷺ جمعے کا خطبہ پڑھتے تھے سو اس نے کہا کہ ہم پانی میں غرق ہوئے سو اپنے رب سے دعا کیجیے کہ ہم سے مینہ کو روکے سو حضرت ﷺ ہنسے پھر فرمایا اور یوں دعا کی کہ الٰہی! ہمارے آس پاس برسے ہم پر اب نہ برسے دو بار یا تین بار سو بادل ٹکڑے ہو کر مدینے سے دائیں بائیں ٹل گیا ہمارے آس پاس برستا تھا اور مدینے میں نہ برستا تھا اللہ ان کو دکھلاتا ہے اپنے پیغمبر کا معجزہ اور حضرت ﷺ کی دعا کا قبول ہونا۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے ہنسنا حضرت ﷺ کا ہے وقت کہنے اس مرد کے کہ ہم پانی میں غرق ہوئے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْكَذِبِ.

باب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے اور جو منع کیا جاتا ہے جھوٹ سے

فائدہ: کہا راغب نے کہ اصل صدق اور کذب قول میں ہوتا ہے ماضی ہو یا مستقبل وعدہ ہو یا غیر اس کا اور نہیں ہوتے ساتھ قصد اول کے مگر خبر میں اور کبھی اس کے غیر میں بھی ہوتے ہیں مانند استفہام اور طلب کے اور صدق

مطابق ہونا قول کا ہے ضمیر کو اور مخبر عنہ کو اور اگر یہ شرط نہ ہو تو نہ ہو گا صدق بلکہ وہ ہو گا کذب یا متردد درمیان دونوں کے دو اعتبار پر مانند قول منافق کے محمد رسول اللہ سو صحیح ہے کہ اس کو صدق کہا جائے واسطے ہونے مخبر عنہ کے صادق اور صحیح ہے کہ ہو کذب واسطے مخالف ہونے قول کے ضمیر کو اور صدیق وہ شخص ہے جو بہت سچ بولے اور کبھی استعمال کیا جاتا ہے صدق اور کذب ہر چیز میں کہ حق ہو اعتقاد میں، کہا ابن تین نے کہ اختلاف ہے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ ساتھ سچوں کے سو بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مثل ان کی یا ان میں سے میں کہتا ہوں اور مجھ کو گمان ہے کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ذکر آیت کے طرف قصے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اور جو پہنچایا اس کو اس کے سچ بولنے نے بات میں طرف اس خبر کی کہ ذکر کیا اس کو آیت میں بعد اس کے کہ واقع ہوا اس کے واسطے جو واقع ہوا کہ مسلمانوں نے اتنی مدت اس سے کلام کرنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ تنگ ہوئی اس پر زمین باوجود فراخ ہونے کے پھر اللہ نے اس پر احسان کیا کہ اس کی توبہ قبول کی اور کہا کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے قصے میں کہ نہیں انعام کی اللہ نے مجھ پر کوئی نعمت اس کے بعد کہ ہدایت کی مجھ کو اسلام کی واسطے میرے دل میں میرے سچ بولنے سے بڑھ کر یہ کہ میں نے جھوٹ نہ بولا سو میں ہلاک ہو جاتا جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے، کہا غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جھوٹ قبیح گناہوں سے ہے اور نہیں ہے حرام بعینہ بلکہ اس واسطے کہ اس میں ضرر ہے اور اسی واسطے اس کی اجازت دی جاتی ہے جس جگہ مصلحت کی طرف اس کے سوائے کوئی راہ نہ ہو یعنی مصلحت کے واسطے جھوٹ بولنا درست ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جھوٹ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوتا۔ (فتح)

۵۶۲۹۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا.

۵۶۲۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک سچ بولنا نیکی کی طرف پہنچاتا ہے اور نیکی بہشت کی طرف پہنچاتی ہے اور البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بڑا سچا لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنا نافرمانی کی طرف پہنچاتا ہے اور نافرمانی دوزخ کی طرف پہنچاتی ہے اور البتہ مرد جھوٹ بولا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سچ بولنے کا انجام بہشت ہے اور جھوٹ بولنے کا انجام دوزخ ہے آدمی کو چاہیے کہ جھوٹ بولنے کو آسان نہ جانے اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ لازم جانو اپنے اوپر سچ بولنے کو اس واسطے

کہ سچ نیکی کی طرف پہنچاتا ہے اور اس میں ہے کہ بچو جھوٹ بولنے سے اور بر ایک اسم ہے جامع ہے سب نیکیوں کو اور خالص دائمی عمل کو بھی بر کہا جاتا ہے اور اس کا مصداق قرآن میں یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ﴾ اور یہ جو کہا کہ البتہ مرد سچ بولا کرتا ہے یعنی سچ بولنے کی عادت کرتا ہے یہاں تک کہ مستحق ہوتا ہے اسم مبالغہ کا صدق میں اور فجور کا لفظ جو اس حدیث میں واقع ہوا تو یہ اسم جامع ہے واسطے شر اور بدی کے اور یہ جو کہا کہ اللہ کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے یعنی حکم کرتا ہے اس پر ساتھ اس کے اور ظاہر کرتا ہے اس کو بلند درجہ والوں کی مجلس میں اور ڈالتا ہے اس کو زمین والوں کے دل میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ البتہ مرد ہمیشہ جھوٹ بولا کرتا ہے اور قصد کرتا ہے جھوٹ بولنے کا یہاں تک کہ اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے سو اللہ کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہا علماء نے کہ اس حدیث میں رغبت دلانا ہے اوپر قصد کرنے صدق کے اور اوپر ڈرنے کے جھوٹ سے اور تساہل کرنے سے بیچ اس کے اس واسطے کہ جب اس میں تساہل کرے تو بہت صادر ہوتا ہے اس سے جھوٹ پس پہچانا جاتا ہے ساتھ اس کے، میں کہتا ہوں اور بیچ تقلید کے ساتھ تحری کے اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو بچے جھوٹ سے ساتھ قصد صحیح کے تو سچ بولنا اس کی عادت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ مستحق ہوتا ہے اس وصف کا یعنی صدیق کا اور اسی طرح عکس اس کا اور نہیں مراد ہے کہ حمد اور ذم ان میں خاص ہے ساتھ اس کے جو فقط ان کی طرف قصد کرے اور اگرچہ سچ بولنے والا اصل میں ممدوح ہے اور جھوٹا مذموم۔ (فتح)

٥٦٣٠۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِیْ سُهَیْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِیْ عَامِرٍ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

۵۶۳۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو چرائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

٥٦٣١۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ أَتَیَانِیْ قَالَا الَّذِیْ رَأَیْتَهُ یُشَقُّ شِدْقُهُ

۵۶۳۱۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے دونوں نے کہا اس مرد کو جو تو نے دیکھا تھا جس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے سو جھوٹا آدمی تھا کہ جھوٹی باتیں بنا کر لوگوں سے کہتا تھا سو لوگ اس سے سیکھ کر

فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اوروں سے نقل کرتے تھے۔

فائدہ: یہاں تک کہ مستحق ہو اسم مبالغہ کا ساتھ وصف کذب کے تو نہیں ہوتا ہے صفات کامل مسلمانوں سے بلکہ صفات منافقوں سے یعنی پس اسی واسطے بخاری رحمہ اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیچھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو لایا ہے، میں کہتا ہوں اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو منافق کی نشانیوں میں ہے شامل ہے کذب کو قول میں اور فعل میں اور قصد میں اول اس کی بات میں اور ثانی اس کی امانت میں اور ثالث اس کے وعدے میں کہا اور خبر دی سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ عذاب جھوٹ بولنے والے کے کہ اس کے گل پھڑے چیرے جاتے تھے اور وہ نافرمانی کی جگہ میں ہے اور وہ اس کا منہ ہے جس کے ساتھ اس نے جھوٹ بولا تھا، میں کہتا ہوں اور مناسبت اس کی پہلی حدیث کے واسطے یہ ہے کہ عقوبت کاذب کی مطلق ہے پہلی حدیث میں ساتھ آگ کے سو ہوگا سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان اس کا۔ (فتح)

بَابُ فِي الْهَدْيِ الصَّالِحِ

باب ہے بیچ بیان نیک طریقے کے

فائدہ: اور یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے جو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں کہ ہدی صالح اور سمت نیک اور اقتصار پچیسواں حصہ نبوت کا ہے۔

٥٦٣٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِيْ أُسَامَةَ أَحَدَّثَكُمُ الْأَعْمَشُ سَمِعْتُ شَقِيْقًا قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ إِلٰى أَنْ يَّرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ أَهْلِهٖ إِذَا خَلَا.

٥٦٣٢۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول چال وغیرہ اور حال ہیئت میں اسلام کے طریقے پر البتہ ابن ام عبد تھے اس وقت سے جب کہ گھر سے نکلتے یہاں تک کہ اس کی طرف پھرتے نہیں جانتے ہم کہ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے جب کہ تنہا ہوتے۔

فائدہ: مراد ابن ام عبد سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے واسطے گواہی دی کہ وہ ان خصلتوں میں سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ ہیں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس میں تقویٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس نے اس کے واسطے ظاہر کی شہادت دی جس کا مشاہدہ ممکن تھا اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اپنے گھر والوں میں کیا کرتے تھے اس واسطے کہ جائز ہے کہ اپنے گھر والوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور وطرز سے کمی بیشی کرتے ہوں اور نہیں مراد ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ اس کے ثابت کرنا نقص کا ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کے حق میں اور روایت میں آیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس کے حال چال اور طور طرز سے مشابہت کرتے تھے سو شاید کہ باعث ان کے واسطے اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے اور کہا مالک رحمہ اللہ نے کہ سب لوگوں سے زیادہ مشابہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بول چال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے سو مشابہ ہونا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا محمول ہے اوپر بول چال کے اور مشابہ ہونا عمر رضی اللہ عنہ کا محمول ہے اوپر قوت کے دین میں اور ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ تر مشابہ تھیں بول چال اور طریق طرز میں سو یہ محمول ہے عورتوں کے حق میں۔ (فتح)

٥٦٢٣۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَارِقٍ سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۲۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہایت بہتر بات اللہ کی کتاب ہے یعنی قرآن اور نہایت بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ سب کاموں میں بدتر وہ کام ہے جو نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت گمراہی ہے، الحدیث۔

بَابُ الصَّبْرِ عَلَى الْأَذٰى — تکلیف پر صبر کرنا

فائدہ: یعنی روکنا نفس کو بدلہ لینے سے ساتھ قول کے ہو یا فعل کے اور کبھی حلم کو صبر کہا جاتا ہے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پورا دیا جائے گا صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب کے

فائدہ: کہا بعض اہل علم نے کہ صبر کرنا ایذا پر جہاد ہے نفس کا اور اللہ نے نفس کی پیدائش میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ رنج پاتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ کی جائے یا اس کے حق میں کہی جائے اسی واسطے رنج ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کے کہنے سے جس نے کہا تھا کہ آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ صبر کرنے والے کے واسطے بڑا اجر ہے اور یہ کہ اللہ آپ کو بے حساب ثواب دے گا اور صبر کرنے والے کا ثواب زیادہ ہے خرچ کرنے والے کے ثواب سے اس واسطے کہ اس کی نیکی زیادہ ہوتی ہے سات سو گنا تک اور ایک نیکی کا ثواب اصل میں دس گنا ہے مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے زیادہ دیتا ہے اور کتاب الایمان میں گزر چکا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت صبر کرنے کے ایذا پر ایک حدیث جو بخاری کی شرط پر نہیں روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع کہ جو ایمان دار لوگوں میں ملا جلا رہے اور ان کی ایذا پر صبر کرے بہتر ہے اس سے جو لوگوں سے الگ رہے اور ان کی ایذا پر صبر نہ کرے۔ (فتح)

٥٦٢٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

۵۶۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا وَإِنَّهُ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں یا کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ سے زیادہ تر صبر کرنے والی ہو بیشک وہ پکارتے ہیں اس کے واسطے بیٹا اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور روزی دیتا ہے۔

فائدہ: صبر سے مراد یہاں حلم ہے یعنی اللہ سے زیادہ تر حلیم کوئی نہیں۔

۵٦۳۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ شَقِيْقًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ قُلْتُ أَمَّا أَنَا لَأَقُوْلَنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِيْ أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتّٰى وَدِدْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ قَدْ أُوْذِيَ مُوْسٰى بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ.

۵٦۳۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا جیسے بعض مال تقسیم کیا کرتے تھے سو ایک انصاری مرد نے جس کا ذی الخویصرہ نام تھا کہا قسم ہے اللہ کی البتہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں میں نے کہا خبردار ہو البتہ میں یہ حضرت ﷺ سے کہوں گا سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ اپنے اصحاب میں بیٹھے تھے سو میں نے آپ سے کان میں کہا سو یہ حضرت ﷺ پر دشوار گزرا سو آپ غضبناک ہوئے اور آپ کا چہرہ متغیر ہوا یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں نے آپ کو خبر نہ دی ہوتی پھر فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا پھر اس نے صبر کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ وہ مال جنگ حنین میں غنیمت میں ہاتھ آیا تھا اور حضرت ﷺ نے جنگ حنین کے دن چند آدمیوں کو تقسیم میں مقدم کیا پس سو اونٹ اقرع کو دیا اور سو اونٹ عیینہ کو دیا اور اسی طرح عرب کے اشرافوں کو بہت سا مال دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو انصاف کرے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انصاف نہ کیا؟ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خبر دینا امام کو اور اہل فضل کو جو ان کی شکایت کرے جو ان کے لائق نہ ہوتا کہ ڈرائیں قائل کو اور اس میں بیان ہے اس چیز کا جو مباح ہے غیبت اور چغلی سے اس واسطے کہ غیبت اور چغلی کی صورت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فعل میں موجود ہے اور حضرت ﷺ نے اس پر

انکار نہ کیا اور یہ اس واسطے ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دار کرنا جو آپ کے حق میں طعن کرتا ہے اور ظاہر میں مسلمان ہے اور باطن میں منافق ہے تا کہ اس سے ڈریں اور یہ جائز ہے جیسے جائز ہے جاسوسی کرنا کفار میں تا کہ ان کے مکر سے نہ ڈر ہو اور البتہ مرتکب ہوا تھا مرد مذکور ساتھ اس کے کہ کہا بڑے گناہ کا سو نہ تھی اس کے واسطے کوئی عزت اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی غضبناک ہوتے ہیں اہل فضل اس چیز سے کہ کہی جائے ان کے حق میں اور جو نہیں ان میں اور باوجود اس کے وہ اس پر صبر کرتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا یہ پیروی موسیٰ علیہ السلام کے اور یہ جو فرمایا کہ البتہ موسیٰ علیہ السلام تو اس سے بھی زیادہ تر ایذا دیا گیا تھا تو یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کی ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسٰى﴾ اور البتہ حکایت کیے گئے ان کی صفت ایذا میں تین قصے ایک یہ کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نامرد ہیں دوسرا یہ کہ انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا ہے وحی کر کے سو اللہ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ ہارون کی لاش ان کو دکھلا دیں آخر کو بے زخم لاش دیکھ کر شرمندہ ہوئے، تیسرا وہ جو واقع ہوا قارون کے قصے میں کہ قارون نے ایک حرام کار عورت کو حکم کیا کہ کہے موسیٰ علیہ السلام نے اس سے حرام کاری کی یہاں تک کہ ہوا یہ سبب قارون کے ہلاک ہونے کا اور اس کا بیان تفصیل سے احادیث الانبیاء میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

جو لوگوں کو روبرو نہ جھڑکے یعنی واسطے شرمانے کے ان سے

٥٦٣٦۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً.

٥٦٣٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز کی اور لوگوں کو اس کی اجازت دی سو ایک قوم نے اپنے آپ کو اس سے دور کھینچا یعنی اس کو مکروہ یا ہلکا جانا تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا جو آپ کو بہت دور کھینچتے ہیں اس چیز سے جو میں کرتا ہوں سو قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں ان سے زیادہ تر جاننے والا ہوں اللہ کو اور میں بہ نسبت ان کے اللہ سے نہایت ڈرتا ہوں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ نہیں ہے منافی ترجمہ کے اس واسطے کہ مراد ساتھ ترجمہ کے روبرو ہونا مع التعیین ہے جیسے کہے کیا حال ہے تیرا اے فلانے تو ایسا کرتا ہے؟ اور بہر حال ساتھ ابہام کے سو نہیں حاصل ہوتی ہے مواجہت یعنی روبرو ہونا اگرچہ اس کی صورت موجود ہے اور وہ روبرو خطاب کرنا ہے اس کو جو یہ کام کرے لیکن چونکہ تھا وہ

منجملہ مخاطبین کے اور ان سے متمیز اور جدا نہیں تھا تو ہوگیا جیسے اس کو روبرو خطاب نہیں کیا اور یہ جو کہا کہ میں سب سے زیادہ تر اللہ کو جانتا ہوں اور زیادہ تر ڈرتا ہوں تو جمع کیا اس میں درمیان قوت علمی اور عملی کے یعنی انہوں نے گمان کیا کہ منہ پھیرنا ان کا اس چیز سے کہ میں کرتا ہوں قریب کرنے والا ہے ان کو طرف اللہ کی اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ قربت کو زیادہ تر جانتے ہیں اور لائق تر ہیں ساتھ عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور اس حدیث کے معنی کتاب الایمان میں گزر چکے ہیں اس روایت میں کہ دستور تھا کہ جب حضرت ﷺ اصحاب کو حکم کرتے ان کو عملوں سے جو ان سے ہوسکیں اور کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ اپنی امت پر مہربان تھے اسی واسطے ہلکا کیا ان سے عتاب کو اس واسطے کہ کیا انہوں نے جو جائز تھا ان کو لینا اس کا شدت سے اور اگر حرام ہوتا تو حکم کرتے ان کو ساتھ رجوع کرنے کے طرف فعل اپنے کے، میں کہتا ہوں بہر حال عتاب سو بلاشک ان سے حاصل ہوا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا کیا اس کو جس سے وہ فعل صادر ہوا تھا واسطے پردہ کرنے کے اوپر اس کے سو حاصل ہوئی مہربانی حضرت ﷺ کی اس حیثیت سے نہ ساتھ ترک عتاب کے بالکل اور اس حدیث میں حث ہے اوپر پیروی کرنے کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور ذم تعمق کے اور کراہت کرنے کے مباح سے اور حسن عشرت وقت نصیحت اور انکار کے اور نرمی کرنے کے اس میں اور میں نے نہیں پہچانا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی طرف اس حدیث میں اشارہ ہے اور نہ وہ چیز جس کی حضرت ﷺ نے اجازت دی لیکن ممکن ہے یہ کہ پہچانا جائے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو نکاح میں گزری کہ تین آدمیوں نے حضرت ﷺ کی بیویوں سے حضرت ﷺ کی عبادت کا حال پوچھا انہوں نے جو حال تھا بیان کیا اصحاب نے حضرت ﷺ کی عبادت کو کم جانا اور کہا کہ ہم کہاں اور حضرت ﷺ کہاں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے ہیں اور ہم کو اپنا خاتمہ معلوم نہیں تو ہم کو زیادہ عبادت کرنا چاہیے اور اس میں حضرت ﷺ کا یہ قول ہے جو ان سے فرمایا کہ میں تم سے زیادہ تر ڈرنے والا ہوں اللہ سے اور زیادہ تر متقی ہوں لیکن میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا اور کبھی تہجد کی نماز پڑھتا ہوں اور کبھی سوتا ہوں۔ (فتح)

٥٦٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ هُوَ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ مَوْلٰى أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَآءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَأٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهٖ.

٥٦٣٧۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے جو اپنے پردے میں ہو سو جب کسی چیز کو دیکھ کر مکروہ جانتے تو ہم اس کا اثر آپ کے چہرے میں پہچانتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب صفۃ النبی میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے ان سے مستفاد ہوتا ہے حکم کرنا ساتھ

دلیل کے اس واسطے کہ انہوں نے جزم کیا کہ مکروہ چیز کو حضرت ﷺ کے چہرے سے پہچانتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَفَّرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

جو اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے بغیر تاویل کے تو وہ ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا

فائدہ: اسی طرح مقید کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے مطلق خبر کو ساتھ اس کے کہ صادر ہو قائل سے بغیر تاویل کے اور استدلال کیا ہے اس کے واسطے ساتھ اس چیز کے جو آئندہ باب میں ہے۔ (فتح)

٥٦٣٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّأَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهِ أَحَدُهُمَا وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنے بھائی مسلمان کو کہے اے کافر تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر پلٹ پڑتا ہے اور کہا عکرمہ بن عمار نے اس کے اس قول تک کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت ﷺ سے سنی۔

فائدہ: کہا مہلب نے کہ وہ اس کے ساتھ کافر نہیں ہوتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے مثل کافر کی بیچ حال قسم کھانے اس کے اس حالت میں خاص کر اور آئندہ آئے گا کہ اس کے غیر نے حمل کیا ہے حدیث کو زجر اور تشدید پر اور اس کا ظاہر مراد نہیں ہے اور اس میں اور بھی تاویلیں ہیں۔ (فتح)

٥٦٣٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَآءَ بِهَا أَحَدُهُمَا.

۵۶۳۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں سے ایک پر کفر الٹ پڑتا ہے۔

٥٦٤٠ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۶۴۰۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام کے سوائے کسی اور دین کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ وہی ہو جاتا ہے جیسا اس نے کہا اور جو

وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ.

اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کرے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی کے ساتھ عذاب ہوا کرے گا ہمیشہ اور مسلمان کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور جو مسلمان کو کافر کہے تو وہ اس کے قتل کرنے کے برابر ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

جو نہیں دیکھتا کافر کہنا اس شخص کو جو دوسرے کو کافر کہے تاویل سے یا جہالت سے یعنی جاہل ہو ساتھ حکم کے یا مقول فیہ کے۔

وَقَالَ عُمَرُ لِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حاطب رضی اللہ عنہ کے واسطے کہا کہ وہ منافق ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے شاید اللہ جنگ بدر والوں پر آگاہ ہو چکا سو اس نے کہا کہ البتہ میں تم کو بخش چکا (پس کرو جو تمہارا جی چاہے)

٥٦٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا سَلِيمٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً خَفِيفَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِينَا وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ ثَلَاثًا اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا

۵۶۴۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتا تھا پھر اپنی قوم کے پاس آتا سو ان کو نماز پڑھاتا سو اس نے (ایک رات) ان کے ساتھ سورۂ بقرہ پڑھی سو ایک مرد نے تخفیف کی سو ہلکی نماز پڑھی یعنی جماعت سے الگ ہو کر نماز پڑھی سو یہ خبر معاذ رضی اللہ عنہ کو پہنچی سو اس نے کہا وہ منافق ہے سو یہ قول معاذ رضی اللہ عنہ کا اس مرد کو پہنچا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! ہم وہ لوگ ہیں کہ اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں اور اپنے اونٹوں سے پانی سینچتے ہیں اور البتہ معاذ رضی اللہ عنہ نے ہم کو آج رات نماز پڑھائی سو اس نے نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی سو میں نے نماز میں تخفیف کی سو اس نے گمان کیا کہ میں منافق ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا تو فتنہ انگیز ہے تین بار فرمایا پڑھ ﴿والشمس وضحاها﴾ اور ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ یعنی یہ دونوں سورتیں پڑھا کر

وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى وَنَحْوَهُمَا.

اور جوان دونوں کی مانند ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز جماعت میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٢۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيْرَةِ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

۵۶۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے بھول کر لات اور عزیٰ کی قسم کھائے تو چاہیے کہ اس کے بعد لا الہ الا اللہ کہہ لے اور جو اپنے ساتھی سے کہے آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو چاہیے کہ خیرات کرے۔

فائدہ: لات اور عزیٰ عرب میں دو بت تھے کہ کافر اس کی قسمیں کھایا کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے تو بموجب عادت کے بعض لوگ بھول کر بتوں کی قسمیں کھا جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج یہ بتلایا کہ جو بت کی قسم کھائے وہ کلمہ پڑھ لیا کرے اس واسطے کہ اگر وہ بدستور اسی حال پر رہے تو خوف ہے کہ اس کا عمل باطل ہو کہ اس نے بعد ایمان کے کفر کا کلمہ بولا اور کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ نہیں اس حدیث میں اطلاق حلف کا ساتھ غیر اللہ کے اور اس میں تو فقط تعلیم ہے کہ جو بھول کر یا جہالت سے بتوں کی قسم کھا جائے تو جلدی کرے اس چیز کی طرف جو اس کا گناہ اس سے اتارے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو زبان سے ایسا کلمہ بولے جس کا بولنا اس کو لائق نہ ہو تو چاہیے کہ جلدی کرے طرف اس چیز کی جو اٹھائے گناہ کو قائل سے اگر کہا ہو اس کے معنی کو قصد کر کے اور پہلے بیان کی ہے میں نے توجیہ اس کی حدیث مذکور میں اور جو کہے کہ آ میں تجھ سے جوا کھیلوں تو اس کو خیرات کرنے کا حکم کیا تو اس کی وجہ مناسبت کی اس حیثیت سے ہے کہ اس نے ارادہ کیا تھا اخراج مال کا باطل میں سو حکم کیا اس کو ساتھ اخراج مال کے حق میں اور وجہ داخل ہونے اس حدیث کے کی اس باب میں ظاہر ہے۔ (فتح)

٥٦٤٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ

۵۶۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پایا چند سواروں میں اور حالانکہ وہ اپنی باپ کی قسم کھاتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پکارا خبردار ہو بے شک اللہ تم کو منع کرتا ہے اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے سو جو قسم کھانا چاہے تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے اور نہیں تو چپ رہے۔

وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ.

فائدہ: اس حدیث میں نہی ہے قسم کھانے سے بغیر اللہ کے اور اس کی شرح کتاب الایمان والنذور میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مقصود اس کے ذکر کرنے سے اس جگہ اشارہ کرنا ہے طرف اس چیز کی جو اس کے بعض طریقوں میں آ چکی ہے کہ جو اللہ کے سوائے کسی اور چیز کی قسم کھائے اس نے شرک کیا لیکن چونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نہی کے سننے سے پہلے قسم کھائی تھی اس واسطے وہ معذور تھے اس قسم کھانے میں اسی واسطے صرف نہی پر اقتصار کیا ان کو منع کر دیا اور مؤاخذہ نہ کیا اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تاویل کی کہ ان کے باپ کا حق جوان پر ہے تقاضا کرتا ہے اس کو کہ وہ مستحق ہے کہ اس کی قسم کھائی جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے بیان کیا کہ اللہ نہیں چاہتا کہ اس کے سوائے کسی اور کی قسم کھائی جائے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾.

جو جائز ہے غصہ اور سختی کرنا اللہ کے حکم کے واسطے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جہاد کر اے پیغمبر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کر، آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایذا پر صبر کیا کرتے تھے تو یہ فقط اپنی جان کے حق میں ہے اور بہرحال جو اللہ کا کام ہوتا تو اس میں اللہ کا حکم بجا لاتے سختی کرتے۔ (فتح)

٥٦٤٤۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيْهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ وَقَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ.

۵۶۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر آئے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا تھا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوا پھر آپ نے اس پردے کو پکڑا اور اس کو پھاڑ ڈالا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو ان تصویروں کو بناتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۵۶۴۵۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ بے شک میں صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں فلانے مرد کے سبب سے کہ وہ

قَالَ أَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا قَالَ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ.

ہماری نماز کو دراز کرتا ہے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت ﷺ کو وعظ کرنے میں اس دن سے سخت تر غضبناک کبھی نہیں دیکھا سو فرمایا کہ اے لوگو! بے شک تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں سو جو تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے یعنی امام بنے تو چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھے اس واسطے کہ آدمیوں میں بیمار اور بوڑھے اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز جماعت میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٦ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ رَأٰى فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللّٰهَ حِيَالَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ.

۵۶۴۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے آپ نے مسجد کے قبلے میں کھنکار دیکھا سو آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچا اور غصے ہوئے پھر فرمایا کہ جب کوئی نماز میں ہو تو اللہ اس کے منہ کے سامنے ہوتا ہے پس چاہیے کہ کوئی شخص نماز میں ہرگز اپنے کے سامنے نہ تھوکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ خُذْهَا

۵۶۴۷۔ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے گری پڑی چیز کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ایک سال لوگوں میں مشہور کر پھر اس کے باندھنے کے دھاگے اور اس کی تھیلی کو پہچان رکھ پھر اس کو اپنے خرچ میں لا پھر اگر اس کا مالک آئے تو اس کو دے دے پھر اس نے کہا یا حضرت! بھولی بھٹکی بکری کا کیا حکم ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پکڑ پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تیرے واسطے ہے یا تیرے بھائی کے واسطے یا

فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.

بھیڑیے کے واسطے یعنی اس کو پکڑ لینا جائز ہے پھر اس نے کہا یا حضرت! پس بھولے بھٹکے اونٹ کا کیا حکم ہے؟ کہا راوی نے سو حضرت ﷺ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کے دونوں رخسار یا چہرہ سرخ ہوا پھر فرمایا کیا کام ہے تجھ کو اس سے اس کے ساتھ اس کے موزے ہیں اور اس کی مشک ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو ملے یعنی اس کا پکڑنا جائز نہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لقطہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٥٦٤٨ - وَقَالَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ حَصِيرًا فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيهَا فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاءُوا يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاءُوا لَيْلَةً فَحَضَرُوا وَأَبْطَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ.

۵۶۴۸۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک سال رمضان میں چٹائی کا چھوٹا سا حجرہ بنایا یعنی ایک جگہ مسجد میں چٹائی اپنے گرد کھڑی کی تا کہ آپ کے پاس کوئی آدمی نہ جائے اور آپ کا خشوع زیادہ ہو سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اس میں نماز پڑھنے کو سو بہت لوگوں نے حضرت ﷺ کی طرف قصد کیا اور آئے اس حال میں کہ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے پھر ایک رات لوگ اور موجود ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان سے دیر کی سو ان کی طرف نہ نکلے تو اصحاب نے اپنی آواز بلند کی اور دروازے کو کنکریاں ماریں سو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے غضبناک ہو کر اور ان سے فرمایا کہ ہمیشہ رہا تمہارے ساتھ تمہارا عمل یعنی تراویح کے واسطے جمع ہونا یہاں تک کہ مجھ کو گمان ہوا کہ وہ قریب ہے کہ تم پر فرض ہو جائے سو لازم پکڑو نماز کو اپنے گھروں میں اس واسطے کہ بہتر نماز مرد کی اپنے گھر میں ہے مگر فرض نماز کہ اس کا مسجد میں پڑھنا افضل ہے۔

فائدہ: یہ سب حدیثیں پہلے گزر چکی ہیں اور ان میں سے ہر ایک میں ذکر ہے حضرت ﷺ کے غضبناک ہونے کا مختلف اسباب میں مرجع ان سب کا اس کی طرف ہے کہ یہ سب غصہ حضرت ﷺ کا اللہ کے کام میں اور دینی امر میں تھا اور ظاہر کیا غضب کو اس واسطے کہ وہ زیادہ تر تاکید کرنے والا ہے بیچ زجر کرنے کے اس سے اور غرض اخیر حدیث سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے غضبناک ہو کر اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ ان پر غصے اس واسطے ہوئے تھے کہ وہ جمع ہوئے بغیر حضرت ﷺ کے حکم کے انہوں نے اشارے پر کفایت نہ کی یعنی اس اشارے پر کہ حضرت ﷺ ان کی طرف نہ نکلے بلکہ انہوں نے مبالغہ کیا کہ حضرت ﷺ کے دروازے کو کنکریاں ماریں اور آپ کا پیچھا کیا اس واسطے غضبناک ہوئے کہ حضرت ﷺ نے دیر کی واسطے شفقت کرنے کے اوپر ان کے تاکہ ان پر تراویح کی نماز فرض نہ ہو جائے اور حالانکہ ان کا گمان کچھ اور تھا اور بعید تر ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ نماز پڑھی گئی حضرت ﷺ کی مسجد میں بغیر آپ کے حکم کے اور یہ جو آخر حدیث میں کہا کہ افضل نماز مرد کی اپنے گھر میں ہے سوائے فرض نماز کے تو یہ قول حضرت ﷺ کا دلالت کرتا ہے کہ مراد ساتھ صلوۃ کے دوسری حدیث میں اجعلوا من صلاتکم فی بیوتکم ولا تتخذوھا قبورا یعنی کچھ نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور نہ ٹھہراؤ ان کو قبریں نفل نماز ہے اور حکایت کی ابن تین نے ایک قوم سے کہ مستحب ہے کہ اپنے گھر میں کچھ فرض نماز پڑھے اور ضعیف کہا ہے اس کو ساتھ حدیث باب کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَآئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیچ بیان ڈرنے کے غضب سے واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ جو لوگ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے اور جب غصے ہوتے ہیں تو معاف کرتے ہیں وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں خوشی اور ناخوشی میں اور وہ لوگ جو کھاتے ہیں غصے کو اور معاف کرتے ہیں لوگوں سے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکو کاروں کو۔

فائدہ: اور شاید کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ دوسری آیت کے طرف اس چیز کے کہ اول حدیث کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے سو انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ ایک قوم پر گزرے جو کشتی کرتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلانا آدمی ایسا زور آور ہے کہ کسی سے کشتی نہیں کرتا مگر کہ اس کو پچھاڑ دیتا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتلاؤں جو اس سے سخت تر زور آور ہے وہ مرد ہے کہ کسی مرد نے اس سے کلام کیا اس کو غصہ آیا سو اس نے اپنے غصے کو کھایا سو وہ غالب ہوا اپنے نفس پر اور اپنے شیطان پر اور

اپنے ساتھی کے شیطان پر روایت کیا ہے اس کو بزار نے ساتھ سند حسن کے اور نہیں دونوں آیتوں میں دلالت اوپر ڈرانے کے غضب سے مگر جب غصہ کھانے والے کو ۔بے حیائیوں سے بچنے والے کے ساتھ جوڑا جائے تو ہوگی اس میں اشارت طرف مقصود کی ۔(فتح)

٥٦٤٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

۵۶۴۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑے پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے یعنی باوجود غصے کے ایسی بے جا حرکت نہ کرے کہ آخر کو پچھتائے۔

فائدہ: اور مسلم کی روایت کے اول میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے درمیان پہلوان کس کو گنتے ہو؟ اصحاب نے کہا کہ جس کو کوئی نہ پچھاڑ سکے اور ایک روایت میں ہے کہ بڑا پہلوان وہ ہے جو غضبناک ہو سو سخت ہو غصہ اس کا اور سرخ ہو چہرہ اس کا پھر وہ اپنے غصے کو پچھاڑے ۔(فتح)

٥٦٥٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوْسٌ وَّأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ.

۵۶۵۰۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لڑے اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے سو ایک نے اپنے ساتھی کو گالی دی اور اس کا چہرہ غصے کے سبب سے سرخ ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں وہ بات جانتا ہوں کہ اگر وہ اس کو کہتا تو اس کا غصہ جاتا رہتا، اگر کہتا: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے تو اس کا غصہ جاتا رہتا تو لوگوں نے اس مرد سے کہا کہ کیا تو نہیں سنتا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں دیوانہ نہیں۔

فائدہ: اس نے یہ نہ جانا کہ غصہ شیطان کی مس سے ہے اور شاید وہ منافق تھا یا گنوار سخت خو۔(ق)

٥٦٥١۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

۵۶۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے

أَبُو بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ.

حضرت ﷺ سے کہا کہ مجھ کو نصیحت کیجیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر، سو اس نے کئی بار سوال دوہرایا، حضرت ﷺ نے ہر بار یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ تین بار فرمایا کہا خطابی نے کہ یہ جو فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر تو اس کے معنی یہ ہیں کہ بچ غصے کے اسباب سے اور نہ چھیڑ اس چیز کو جو اس کو حاصل کرے اور بہر حال نفس غصہ سو نہیں حاصل ہوتی ہے اس سے نہی اس واسطے کہ یہ پیدائشی چیز ہے نہیں دور ہوتی ہے پیدائش سے اور اس کے غیر نے کہا کہ جو غصہ طبع حیوانی کی قسم سے ہو اس کا دفع کرنا ممکن نہیں سو نہ داخل ہوگا نہی میں اس واسطے کہ وہ تکلیف مالا یطاق ہے اور جو غصہ اس قسم سے ہو جو ریاضت سے کمایا جاتا ہے تو وہی مراد ہے اس جگہ اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ غصہ کیا کر اس واسطے کہ بہت بڑی چیز جس سے غصہ پیدا ہوتا ہے تکبر ہے اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے وہ وقت مخالفت امر کے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے سو باعث ہوتا ہے اس کو تکبر غصے پر سو جو شخص کہ تواضع کرے یہاں تک کہ اس کے نفس کی عزت جاتی رہے سلامت رہتا ہے وہ غصے کی بدی سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ کر جو حکم کرے تجھ کو غصہ کہا ابن بطال نے پہلی حدیث میں ہے کہ مجاہدہ نفس کا اشد ہے دشمن کے مجاہدے سے اس واسطے کہ جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے اس کو حضرت ﷺ نے سب لوگوں میں بڑا پہلوان ٹھہرایا ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ شاید سائل غصہ ور تھا اور حضرت ﷺ نے اس کو صرف یہی نصیحت کی کہ غصہ نہ کر اور کہا ابن تین نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کر تو اس میں آپ نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو جمع کیا اس واسطے کہ غصہ پہنچاتا ہے طرف قطع کرنے کی اور منع نرمی کے اور اکثر اوقات اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ مغضوب علیہ کو ایذا ہوتی ہے پس کم ہوتا ہے دین سے اور احتمال ہے کہ ہو تنبیہ ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اس واسطے کہ بڑا دشمن آدمی کا شیطان اور اس کا نفس ہے اور غصہ صرف انہیں دونوں سے پیدا ہوتا ہے سو جو ان دونوں کے ساتھ جہاد کرے یہاں تک کہ ان پر غالب ہو باوجود اس چیز کے کہ اس میں ہے شدت محنت سے تو وہ اپنے نفس کی شہوت پر بطریق اولیٰ غالب ہوگا اور کہا ابن حبان نے کہ نہ کر بعد غصے کے کوئی چیز جس سے تو منع کیا گیا ہے نہ یہ کہ حضرت ﷺ نے اس کو پیدائشی غصے سے منع کیا تھا کہ نہیں کوئی حیلہ اس کے واسطے دفع کرنے میں اور کہا بعض علماء نے کہ اللہ نے غصے کو آگ سے پیدا کیا ہے اور ٹھہرایا ہے اس کو پیدائشی بات انسان میں سو جب قصد کرے یا جھگڑا کیا جائے کسی غرض میں تو غصے کی آگ بھڑکتی ہے اور جوش مارتی ہے یہاں تک کہ اس کا چہرہ اور اس کی دونوں آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں لہو سے اس واسطے کہ بدن

کا چڑا حکایت کرتا ہے اس کی جو اس کے پیچھے ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ غصہ کرے اس پر جو اس سے نیچے ہو اور جب غصہ کرے اس پر جو اس سے اوپر ہو تو اس کے بدن کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر میں ہے اور باطن میں اس سے دشمنی اور حسد اور حقد پیدا ہوتا ہے اور یہ سب اثر اس کا بدن میں ظاہر ہوتا ہے اور بہر حال اثر اس کا زبان میں سو بولنا اس کا ساتھ گالی کے اور بیہودہ بکنے کے کہ جس سے عاقل شرماتا ہے اور پشیمان ہوتا ہے اس کا قائل وقت فرو ہونے غصے کے اور نیز ظاہر ہوتا ہے اثر غضب کا فعل میں ساتھ مارنے کے اور قتل کرنے کے اور اگر یہ حاصل نہ ہو مغضوب علیہ بھاگ جائے تو اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہے سو اپنے کپڑے پھاڑتا ہے اور اپنا چہرہ پیٹتا ہے اور اکثر اوقات گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات برتنوں کو توڑ ڈالتا ہے اور مارتا ہے اس کو جس کا اس میں کوئی گناہ نہ ہو اور جوان مفسدوں میں تامل کرے وہ پہچان لے گا مقدار اس چیز کی کہ شامل ہے اس پر یہ کلمہ لطیف حکمت سے اور حاصل کرنے مصلحت کے سے بیچ دفع کرنے مفسدہ کے اس چیز سے کہ دشوار ہے گننا اس کا اور واقف ہونا اس کی نہایت پر اور یہ سب حکم دنیاوی غصے میں ہے نہ دینی غصے میں کما تقدم تقریرہ اور مدد کرتا ہے اوپر ترک کرنے غضب کے یاد رکھنا اس چیز کا جو وارد ہوئی ہے بیچ فضیلت غصہ کھانے کے اور جو آئی ہے غصے کی عاقبت میں وعید سے اور یہ کہ پناہ مانگے شیطان مردود سے کما تقدم فی حدیث سلیمان اور یہ کہ وضو کرے کما تقدم فی حدیث عطیة واللہ اعلم، کہا طوفی نے کہ قوی تر چیز غصے کے دفع کرنے میں یاد رکھنا توحید حقیقی کا ہے اور یہ کہ نہیں ہے کوئی فاعل سوائے اللہ کے اور جو فاعل کہ اس کے سوائے ہے تو وہ اس کے واسطے آلہ ہے سو جس کی طرف متوجہ ہو ساتھ بری چیز کے اس کے غیر کی جہت سے تو یاد کرے اس بات کو کہ اگر چاہتا اللہ تو یہ غیر اس فعل سے نہ ہوتا تو اس کا غصہ دور ہو جاتا ہے اس واسطے کہ اگر وہ اس حالت میں غصہ کرے تو اس کا غصہ اللہ پر ہو گا جو بلند اور بزرگ ہے اور یہ خلاف ہے بندگی کے، میں کہتا ہوں اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گا بھید اس کا کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کو جس نے غصہ کیا کہ پناہ مانگے شیطان سے تو ممکن ہے اس کو یاد کرنا اس چیز کا کہ مذکور ہوئی اور جب شیطان بدستور اس کے وسوسے پر قادر رہے تو نہیں ممکن ہے اس کو کہ کسی چیز کو اس سے یاد کر سکے، واللہ اعلم۔

بَابُ الْحَيَآءِ — باب ہے بیچ بیان حیا یعنی شرم کرنے کے

فائدہ: حیا کی تعریف کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے ابن دقیق کے واسطے اصل حیا کا باز رہنا ہے پھر استعمال کیا گیا ہے انقباض میں اور حق یہ ہے کہ باز رہنا حیا کے لازم لازم چیزوں سے ہے اور لازم چیز کا اس اصل نہیں ہوتا اور جب امتناع حیا کو لازم ہے تو ہو گا تحریض میں اوپر ملازمت حیا کے رغبت دلانا اوپر باز رہنے کے فعل معیوب چیز کے سے۔ (فتح)

٥٦٥٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ — ۵۶۵۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِينَةً فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شرمانا نہیں لاتا مگر خیر اور خوبی کو یعنی حیا شرعی کا ہر حال میں نیک ہی ثمرہ ہوتا ہے تو بشیر نے کہا کہ حکمت میں لکھا ہوا ہے کہ حیا سے ہے بھاری رہنا یعنی اپنے آپ میں باقدر اور باعزت رہنا اور حیا سے سکینہ نالائق حرکتوں سے آرام میں رہنا تو عمران نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو حضرت ﷺ سے حدیث بیان کرتا ہوں اور تو مجھ کو اپنی کتاب سے بیان کرتا ہے۔

فائدہ: اور یہ غصے ہونا عمران رضی اللہ عنہ کا اسی وجہ سے تھا کہ اس سے یہ کہا نہیں تو وقار اور سکینہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کے خیر ہونے کی منافی ہو اشارہ کیا طرف اس کی ابن بطال نے لیکن احتمال ہے کہ غضبناک ہوا ہو اس کے قول سے منہ اس واسطے کہ تبعیض سے سمجھا جاتا ہے کہ اس میں سے بعض چیز اس کے مخالف ہے اور حالانکہ اس نے روایت کیا کہ وہ کل خیر ہے اور کہا قرطبی نے کہ معنی کلام کے اشارہ کرتے ہیں کہ حیا میں بعض وہ چیز ہے کہ باعث ہوتی ہے اپنے ساتھی کو وقار پر کہ دوسرے کی عزت کرے اور اپنے نفس میں باعزت رہے اور بعض وہ چیز ہے کہ اس کو باعث ہوتی ہے اس پر کہ آرام کرے اور اپنے نفس میں باعزت رہے اور بعض وہ چیز ہے کہ اس کو باعث ہوتی ہے اس پر کہ آرام کرے بہت نالائق چیزوں کی حرکت سے جو مروت والوں کے ساتھ لائق نہیں ہیں اور نہیں انکار کیا اس قدر پر عمران رضی اللہ عنہ نے معنی کے اعتبار سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا اس پر عمران رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے کہ اس نے اس کو بیان کیا بیچ جگہ اس شخص کے جو پیغمبر کی کلام کا غیر کی کلام سے معارضہ کرے اور بعض نے کہا اس واسطے معارضہ کیا کہ تا کہ سنت کے ساتھ کوئی اور کلام نہ مل جائے۔ (فتح)

۵۶۵۳۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ يَقُولُ إِنَّكَ لَتَسْتَحْيِي حَتَّى كَأَنَّهُ يَقُولُ قَدْ أَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۶۵۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک مرد پر گزرے اور وہ اپنے بھائی کو شرم کرنے میں جھڑکتا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دے اس واسطے کہ شرم تو ایمان کی نشانی ہے۔

دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْإِيْمَانِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اپنے بھائی کو وعظ کرتا تھا یعنی اس کو یاد دلاتا تھا جو مرتب ہوتا ہے شرم کرنے پر مفسدے سے اور یہ جو کہا کہ حیا ایمان سے ہے تو حکایت کی ابن تین نے ابی عبدالملک سے کہ مراد ساتھ اس کے ایمان کامل ہے اور کہا ابو عبید ہروی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حیا کرنے والا اپنے حیا کے سبب گناہوں سے الگ ہوتا ہے اگرچہ نہ ہو اس کے واسطے تقیہ سو ہو جاتا ہے مانند ایمان کی جو اس کے اور گناہوں کے درمیان جدائی کرنے والا ہے کہا عیاض وغیرہ نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا حیا ایمان سے اگرچہ پیدائشی بات ہے اس واسطے کہ استعمال کرنا اس کا اوپر قانون شرعی کے محتاج ہے طرف قصد اور کسب کرنے کے اور علم کے اور بہر حال یہ جو کہا کہ وہ سب خیر ہے اور نہیں لاتا مگر خیر کو تو مشکل ہے حمل کرنا اس کا عموم پر اس واسطے کہ کبھی آدمی کسی کو برا کام کرتے دیکھتا ہے اور شرم کے مارے اس کو روبرو کچھ نہیں کہتا اور باعث ہوتا ہے اس کو بعض حقوق کے ترک کرنے پر اور جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ حیا کے ان حدیثوں میں حیا شرعی ہے اور جو باعث ہو اس کو اوپر ترک کرنے بعض حقوق کے وہ حیا شرعی نہیں بلکہ وہ عاجز ہونا اور ذلیل ہونا ہے اور اس کو حیا اس واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ حیا شرعی کے مشابہ ہے اور وہ ایک خو ہے کہ باعث ہو اوپر ترک کرنے قبیح کے، میں کہتا ہوں اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہو طرف اس کی کہ حیا جس کی خو سے ہو اس میں نیکی غالب تر ہوتی ہے سو معدوم ہوتی ہے وہ چیز کہ جو شاید اس سے واقع ہو اس چیز سے جو مذکور ہوئی بہ نسبت اس چیز کے کہ حاصل ہوتی ہے اس کے واسطے ساتھ حیا کے خیر سے اور کہا ابو العباس قرطبی نے کہ حیا کسب کیا گیا وہی ہے جس کو شارع نے ایمان سے ٹھہرایا ہے اور وہی ہے جس کی تکلیف دی گئی ہے سوائے اس حیا کے جو پیدائشی ہے لیکن جس میں پیدائشی حیا ہو وہ اس کو حیا مکتسب پر مدد کرتا ہے اور کبھی مل جاتا ہے ساتھ کسب کیے گئے سو ہو جاتا ہے پیدائشی اور حضرت ﷺ میں دونوں قسم کا حیا موجود تھا سو پیدائشی حیا میں تو کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے اور کسب کیے گئے حیا میں بلند چوٹی میں تھے اور ساتھ اس کے پہچانی جاتی ہے مناسبت تیسری حدیث کے ذکر کرنے کی اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٦٥٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَآءً مِنَ الْعَذْرَآءِ فِيْ خِدْرِهَا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ عُتْبَةَ يَعْنِيْ مَوْلَى أَنَسٍ

۵۶۵۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کنواری عورت سے زیادہ تر شرمانے والے تھے جو اپنے پردے میں ہو۔ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا (جس سے قتادہ روایت کرتا ہے) اس کا نام عبداللہ بن ابی عتبہ ہے یعنی انس کا مولی اور صحیح عبارت اس طرح ہے کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عتبہ انس رضی اللہ عنہ کے مولی سے روایت کی۔

الصَّحِيحُ قَتَادَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي عُتْبَةَ مَوْلٰى اَنَسٍ.

بَابُ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

جب تجھ کو شرم نہ رہے تو جو تیرے جی میں آئے سو کر

٥٦٥٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

٥٦٥٥۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی پیغمبری کی کلام سے جو لوگوں نے باتیں پائیں ہیں ایک یہ بات ہے کہ جب تجھ کو شرم نہ رہے اللہ سے نہ خلق سے تو جو تو چاہے سو کر۔

فائدہ: یعنی حیا اور شرم سب پیغمبروں کے دین میں پسند ہے اس کا حکم کبھی موقوف نہیں پس آدمی کو لازم ہے کہ حیا کو کبھی نہ چھوڑے کہا خطابی نے کہ حدیث میں امر کا لفظ بولا خبر کا نہیں بولا تو اس میں حکمت یہ ہے کہ آدمی حیا اور شرم کے سبب سے بدکاموں سے رکتا ہے اور جب شرم نہ رہے تو آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ گویا طبیعت اس کو حکم کرتی ہے کہ جو بدی چاہتا ہے اور یہ حدیث ذکر بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اربعین میں کہ امر اس حدیث میں اباحت کے واسطے ہے یعنی جب تو کوئی کام کرنا چاہے سو اگر وہ ایسا کام ہو کہ تجھ کو اس میں کسی سے شرم نہ آئے نہ اللہ سے نہ خلق سے تو اس کو کر یعنی تجھ کو اس کا کرنا جائز ہے ورنہ نہیں اور اسی پر ہے مدار اسلام کا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مامور بہ کام واجب اور مندوب ہو تو اس کے چھوڑنے سے شرم آتی ہے اور اگر وہ کام حرام اور مکروہ ہو تو اس کے کرنے سے شرم آتی ہے اور بہرحال مباح سو اس کے فعل سے حیا کرنا جائز ہے اور اسی طرح اس کے ترک کرنے سے سو شامل ہے یہ حدیث پانچوں حکموں کو اور بعض نے کہا کہ یہ امر تہدید کے واسطے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو تیرا جی چاہے کر سو بے شک اللہ تجھ کو اس کی سزا دے گا اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ حیا کی بڑی شان ہے اور بعض نے کہا کہ امر ساتھ معنی خبر کے ہے یعنی جو شرم نہیں کرتا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

دین کی بات پوچھنے میں حق بات پوچھنے سے نہ شرمانا

فائدہ: یہ تخصیص ہے واسطے عموم کے جو اس سے پہلے باب میں ہے کہ حیا سب خیر ہے اور محمول کیا جائے گا حیا خبر ماضی میں اوپر حیا شرعی کے سو جو اس کے سوائے ہے جس میں حقیقت حیا کی لغۃً پائی جاتی ہے وہ مراد نہیں ہو گا۔ (فتح)

٥٦٥٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحِيْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ.

۵۶۵۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک اللہ نہیں شرماتا حق بات کہنے سے سو کیا واجب ہے عورت پر نہانا جب کہ اس کو احتلام ہو؟ یعنی خواب میں کسی سے صحبت کرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! جب کہ منی دیکھے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

٥٦٥٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَآءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ فَقَالَ الْقَوْمُ هِيَ شَجَرَةُ كَذَا هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُّ أَنْ أَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ وَعَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

۵۶۵۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی مثل اس سبز درخت کی مثل ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور زمین پر نہیں گرتے تو لوگوں نے کہا کہ وہ فلانا درخت ہے وہ فلانا درخت ہے سو میں نے چاہا کہ کہوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور میں نوجوان لڑکا تھا سو میں شرمایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں نے یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اس نے کہا کہ اگر تو نے اس کو کہا ہوتا تو میرے نزدیک بہتر ہوتا ایسے ایسے مال سے یعنی سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ باب کے اس وجہ سے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر انکار کیا اس کی اس بات پر کہ جو اس کے دل میں آیا تھا اس کو اس نے شرم سے نہ کہا اور عمر رضی اللہ عنہ نے آرزو کی کہ کاش اس نے اس کو کہا ہوتا؟۔ (فتح)

٥٦٥٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ

۵۶۵۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت

سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ هَلْ لَّكَ حَاجَةٌ فِيَّ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ مَا أَقَلَّ حَيَآءَ هَا فَقَالَ هِيَ خَيْرٌ مِّنْكِ عَرَضَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهَا.

حضرت ﷺ کے پاس آئی اپنی جان کو حضرت ﷺ پر عرض کیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ کو میری حاجت ہے میں نے اپنی جان آپ کو بخشی؟ تو انس رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے کہا کہ وہ کیا بے حیا ہے، تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تجھ سے بہتر ہے کہ اس نے اپنی جان حضرت ﷺ کو بخشی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور مناسبت تینوں حدیثوں کی باب سے ظاہر ہے۔(فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيْفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور حضرت ﷺ دوست رکھتے تھے تخفیف اور آسانی کو لوگوں پر۔

٥٦٥٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا.

٥٦٥٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور تسلی اور دلاسا دو اور نہ بھڑکاؤ۔

فائدہ: یعنی نرمی چاہیے تا کہ لوگ دین سیکھیں سختی نہ چاہیے کہ لوگ وحشت پکڑیں اور دوسری حدیث کو مالک نے روایت کیا ہے چاشت کی نماز میں اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ اس کو گھر میں پڑھا کرتے تھے اس خوف سے کہ آپ کی امت پر دشوار ہو اور دوست رکھتے تھے ان پر تخفیف کو۔

٥٦٦٠۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيْهَا شَرَابٌ مِّنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِّنَ الشَّعِيْرِ يُقَالُ لَهُ

٥٦٦٠۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو دونوں سے فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرنا اور سختی نہ کرنا اور بشارت دینا اور نہ بھڑکانا اور ایک دوسرے سے موافقت رکھنا کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! ہم ایسی زمین میں ہیں کہ اس میں شہد کی شراب بنائی جاتی ہے اس کو بتع کہا جاتا ہے اور شراب جو کی کہ اس کو مزر کہا جاتا ہے؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

الْمِزْرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

فائدہ: اور مراد ساتھ یسروا کے لینا ہے تسکین کو کبھی اور آسانی کو کبھی اس جہت سے کہ نفرت دلانا اکثر مشقت کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ضد ہے تسکین کی اور بشارت دینا اکثر تسکین کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ضد ہے تنفیر کی اور کہا طبری نے کہ مراد آسانی کرنے کی حکم سے اس چیز میں ہے کہ نفلوں سے ہو اس قسم سے کہ دشوار ہوتا ہے انجام کار اس تک نوبت نہ پہنچے کہ آدمی اس سے تھک جائے اور اس کو بالکل چھوڑ بیٹھے یا اپنے عمل سے خوش ہو سو حبط ہو اور اس چیز میں جس کی اس کو رخصت ہوئی فرضوں سے جیسے فرض بیٹھ کر پڑھنا عاجز کے واسطے اور فرض روزہ نہ رکھنا مسافر کے واسطے سو دشوار ہوا وپر اس کے اور گزر چکا ہے کتاب المغازی میں بیان اس وقت کا جس میں حضرت ﷺ ان کو یمن میں بھیجا تھا۔ (فتح)

٥٦٦١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ بِهَا لِلّٰهِ.

٥٦٦١ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں اختیار دیا گیا حضرت ﷺ کو دو امروں میں کبھی مگر کہ ان میں سے آسان تر کو اختیار کیا جب تک کہ گناہ نہ ہوتا اور اگر گناہ ہوتا تو اس سے دور تر ہوتے بہ نسبت اور لوگوں کی اور حضرت ﷺ نے اپنی جان کے واسطے کبھی بدلہ نہیں لیا کسی چیز میں مگر یہ کہ اللہ کی حرمت توڑی جائے تو اللہ کے واسطے بدلہ لیتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفۃ النبی میں گزر چکی ہے کہا بیضاوی نے کہ گناہ والی چیز اور نہ گناہ والی چیز کے درمیان اختیار دینا اس وقت متصور ہے جب کہ مثلا کفار سے صادر ہو وفیہ توجیہ آخر تقدم۔

٥٦٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنَّا عَلٰى شَاطِئِ نَهَرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَآءُ فَجَآءَ أَبُوْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلٰى فَرَسٍ فَصَلّٰى وَخَلّٰى فَرَسَهٗ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ

٥٦٦٢ـ حضرت ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نہر کے کنارے پر تھے ہواز میں (کہ نام ہے ایک جگہ کا ہے نزدیک عراق کے) البتہ دور ہوا تھا اس سے پانی سو ابو برزہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر آئے سو انہوں نے نماز شروع کی اور اپنا گھوڑا چھوڑا سو گھوڑا چلا سو وہ نماز چھوڑ کر اس کے پیچھے چلے

فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتّٰى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَآءَ فَقَضٰى صَلَاتَهُ وَفِيْنَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ مَا عَنَّفَنِيْ أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ إِنَّ مَنْزِلِيْ مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهُ لَمْ آتِ أَهْلِيْ إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأٰى مِنْ تَيْسِيْرِهٖ.

یہاں تک کہ اس کو پایا اور اس کو پکڑا پھر آئے اور اپنی نماز ادا کی اور ہم لوگوں میں ایک مرد تھا اس کے واسطے خارجیوں کی رائے تھی سو متوجہ ہوا کہتا تھا کہ اس بوڑھے کو دیکھو کہ اس نے گھوڑے کے واسطے اپنی نماز چھوڑی پھر ابو برزہ رضی اللہ عنہ روبرو آئے سو کہا کہ نہیں سختی کی مجھ سے کسی نے جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا کہا راوی نے اور ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور اس کو چھوڑ دیتا تو میں اپنے گھر والوں کے پاس رات تک نہ آتا اور ذکر کیا کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی سو دیکھا آپ کا آسانی کرنا۔

فائدہ: یعنی جو باعث ہوا اس کو اس فعل پر اس واسطے کہ نہیں جائز تھا اس کے واسطے کہ کرے اس کو اپنی رائے سے بغیر اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے فعل کا مشاہدہ کیا ہو۔ (ق)

٥٦٦٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَأَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ أَوْ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ.

٥٦٦٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کیا سو لوگ اس کی طرف اٹھے تا کہ اس کو ڈانٹیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر چھوٹا ڈول پانی کا یا بڑا ڈول پانی کا بہا دو اس واسطے کہ تم تو فقط بھیجے گئے ہو آسانی کرنے والے اور نہیں بھیجے گئے سختی کرنے والے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں غلو کرنا اور میانہ روی سے بڑھنا مذموم ہے اور بہتر وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اور اس کا کرنے والا خود پسندی وغیرہ ہلاک کرنے والی چیزوں میں امن میں رہے۔ (فتح)

بَابُ الْإِنْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ کشادہ پیشانی رکھنا اور بلا تکلف بات چیت کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ خَالِطِ النَّاسَ وَدِيْنَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ

یعنی اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ آدمیوں میں ملا رہ اور اپنے دین کو بچا یعنی اس کو نہ چھوڑ اور اس کو زخمی نہ کر یعنی نالائق باتوں سے۔

وَالدُّعَابَةِ مَعَ الْأَهْلِ

اور گھر والوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا

فائدہ: اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اصحاب نے کہا یا حضرت! آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں فرمایا کہ میں نہیں کہتا مگر حق اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے نہ جھگڑ و نہ خوش طبعی کر، الحدیث، اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ منع وہ خوش طبعی ہے جس میں زیادتی ہو اور اس پر ہمیشگی کرے اس واسطے کہ اس میں روگردانی ہے اللہ کے ذکر سے اور فکر کرنے سے دین کے ضروری حکموں میں اور اکثر اوقات اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اس سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا ہے اور دوسرے کو ایذا ہوتی ہے اور کینہ پیدا ہوتا ہے اور رعب جاتا رہتا ہے اور آدمی خفیف ہو جاتا ہے اور جو اس سے سلامت ہو وہ مباح ہے اور اگر کوئی مصلحت ہو جیسے مخاطب کے دل کو خوش کرنا اور اس کی دل لگی تو یہ مستحب ہے اور کہا غزالی نے یہ غلط ہے کہ خوش طبعی کو پیشہ ٹھہرائے اور تمسک کرے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش طبعی کی سو وہ مانند اس شخص کے ہے جو گھومے جس طرف ہوا گھومے۔ (فتح)

٥٦٦٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُولَ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ.

۵۶۶۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ملے رہتے تھے یعنی بلا تکلف ہم سے بات چیت کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے اے ابو عمیر! کیا کیا بلبل نے؟ یعنی تیری بلبل کو کیا ہوا؟۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٦٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ

۵۶۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور چند لڑکیاں میری مصاحب تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آتے تھے تو آپ سے چھپ جاتی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میرے پاس بھیجتے تو وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے بنانا گوڑیوں کا بسبب کھیلنے لڑکیوں کے ساتھ ان کے اور یہ خاص کیا گیا ہے عموم نہی سے کہ تصویروں کا بنانا حرام ہے اور جزم کیا ہے ساتھ اس کے عیاض نے اور نقل کیا ہے اس کو جمہور سے اور یہ کہ جائز رکھا ہے انہوں نے گوڑیوں کی بیع کو واسطے لڑکیوں کے تا کہ ان کو لڑکپن سے اپنے گھر کے کاروبار اور اپنی اولاد کا تجربہ حاصل ہو اور بعض نے کہا کہ وہ منسوخ ہے اور طرف اس کی میل کی ہے ابن بطال نے اور کہا بیہقی نے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ تصویر کا بنانا منع ہے پس محمول ہوگا یہ اس پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطے رخصت اس کے حرام ہونے سے پہلے تھی اور کہا منذری نے کہ اگر گوڑی تصویر کی طرح ہو تو وہ حرام ہونے سے پہلے ہے ورنہ جو تصویر نہ ہو اس کو بھی کبھی گوڑی کہتے ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے حلیمی نے سو کہا اس نے کہ اگر بت کی طرح صورت ہو تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

لوگوں سے صلح رکھنا یعنی نرمی سے ٹالنا اور اچھی طرح سے جواب دینا اور ظاہر میں چین بچین نہ ہونا اور سختی سے کلام نہ کرنا۔

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہ ہم بعض لوگوں کے منہ میں یعنی روبرو مسکراتے ہیں اور ہمارے دل ان کو لعنت کرتے ہیں یعنی ہم ظاہر میں ان سے ہنستے ہیں اور دل میں ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ لوگوں کے ساتھ مدارات کرنا ایمان داروں کے اخلاق سے ہے اور وہ جھکانا ہے بازو کا یعنی تواضع کرنا ساتھ مسلمانوں کے اور اُن سے نرم بات کرنا اور اُن کے ساتھ بات چیت میں سختی نہ کرنا اور یہ قوی تر سبب ہے اُلفت کے اسباب سے اور گمان کیا ہے بعض نے کہ مدارات وہ مداہنت ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ مدارات مندوب ہے اور مداہنت حرام ہے اور فرق یہ ہے کہ مداہنت وہاں سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ظاہر ہو کسی چیز پر اور اس کا باطن پوشیدہ ہو اور تفسیر کیا ہے اس کو علماء نے ساتھ اس کے کہ وہ برتاؤ کرنا ہے ساتھ فاسق کے اور ظاہر کرنا رضا مندی کا ساتھ اس چیز کے کہ وہ اس میں ہے بغیر انکار کرنے کے اوپر اس کے اور مدارات کے معنی ہیں نرمی کرنا ساتھ جاہل کے تعلیم میں اور ساتھ فاسق کے منع کرنے میں فعل سے یعنی اس کو بدکام سے نرمی کے ساتھ منع کرے اور اس پر سختی نہ کرے جس جگہ نہ ظاہر ہو جس میں وہ ہے اور انکار کرنا اس پر ساتھ نرم قول اور فعل کے خاص کر جب کہ اس کے الفت دلانے کی حاجت ہو۔ (فتح)

٥٦٦٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ أَوْ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ أَيْ عَائِشَةُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

٥٦٦٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اجازت مانگی فرمایا کہ اس کو اجازت دو سو برا بیٹا ہے اپنی قوم کا فرمایا کہ برا بھائی ہے اپنی قوم کا سو جب وہ اندر آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے نرم کلام کیا سو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے کہا جو کہا پھر آپ نے اس کے واسطے نرم کلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! سب لوگوں سے بدتر مرتبے میں قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس کا لوگ ملنا چھوڑ دیں اس کی بدگوئی کے ڈر سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور نکتہ بیچ وارد کرنے اس کے اس جگہ اشارہ کرنا ہے طرف اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں مدارات کا لفظ واقع ہوا ہے اور وہ صفوان کی حدیث میں ہے کہ اس میں ہے کہ میں اس سے مدارات کرتا ہوں اس کے نفاق کے سبب سے اور میں ڈرتا ہوں کہ فساد کرے کسی غیر پر۔ (فتح)

٥٦٦٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِّنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَ قَدْ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ أَيُّوْبُ بِثَوْبِهِ وَأَنَّهُ يُرِيْهِ إِيَّاهُ وَكَانَ فِيْ خُلُقِهِ شَيْءٌ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةٌ.

٥٦٦٧۔ حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی قبائیں تحفہ بھیجیں جن میں سونے کے تکمے لگے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے چند اصحاب میں تقسیم کیا اور ان میں سے ایک مخرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطے الگ کر رکھی پھر جب مخرمہ رضی اللہ عنہ آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی اشارہ کیا ایوب نے اپنے کپڑے سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ قبا اس کو دکھلائی اور اس کی خو میں کچھ چیز تھی یعنی وہ سخت خو تھا اور روایت کیا ہے اس کو حماد نے ایوب سے۔

اور کہا حاتم نے حدیث بیان کی ہم سے ایوب نے مسور سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبائیں آئیں۔

18721

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح لباس میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے اس طریق میں کہ اس کی خو میں کچھ چیز تھی اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ وارد کرنے اس حدیث کے بعد اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے کہ وہی ہے جو اس میں مبہم ہے یعنی مراد رجل سے پہلی حدیث میں مخرمہ رضی اللہ عنہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے اس کی طرف اشارہ کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا مخرمہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو کہا گیا اس واسطے کہ وہ مزاج کا کڑا تھا اور اس کی زبان میں بدگوئی تھی اور یہ جو کہا کہ اشارہ کیا ایوب نے اپنے کپڑے سے یعنی تا کہ دکھلائے حاضرین کو کیفیت اس کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وقت کلام کرنے کے ساتھ مخرمہ رضی اللہ عنہ کے۔(فتح)

بَابُ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَّرَّتَيْنِ — ایمان دار نہیں کاٹا جاتا ایک سوراخ سے دو بار

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ لَا حَكِيْمَ إِلَّا ذُوْ تَجْرِبَةٍ — اور کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ہے حلیم مگر تجربہ سے

فائدہ: کہا ابن اثیر نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں حاصل ہوتا ہے حلم یہاں تک کہ اختیار کرے بہت کاموں کو اور پھسلے بیچ ان کے پس عبرت پکڑے ساتھ ان کے اور چوک کی جگہوں کو سمجھ کر ان سے پرہیز کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہوتا ہے حلم کامل مگر جو کسی چیز میں پھسلے اور حاصل ہو اس کے واسطے اس سے خطا سو اس وقت پشیمان ہو سو لائق ہے اس کے واسطے جو اس طرح ہو کہ پردہ پوشی کرے اس پر جس کو کسی عیب پر دیکھے اور اس سے معاف کرے اور اسی طرح جو تجربہ کار ہو اس کو چیزوں کا نفع اور ضرر معلوم ہو جاتا ہے سو نہیں کرتا ہے کوئی چیز مگر حکمت سے اور کہا طیبی نے ممکن ہے کہ ہو تخصیص حلیم کی ساتھ تجربہ والے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ جو حلیم نہ ہو وہ اس کے برخلاف ہے اور بہر حال حلیم جو تجربہ کار نہ ہو کبھی پھسلتا ہے ان جگہوں میں کہ نہیں لائق ہے ان میں حلم کرنا برخلاف حلیم تجربہ کار کے اور ساتھ اس کے ظاہر ہو گی مناسبت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اثر کے ساتھ حدیث باب کے۔(فتح)

۵۶۶۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ.

۵۶۶۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان دار نہیں کاٹا جاتا ایک سوراخ سے دو بار۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ یہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی ایمان دار کو چاہیے کہ غفلت سے ڈرے کسی کام میں ایک بار دھوکا اور فریب کھا کے دوسری بار اس میں دھوکا نہ کھائے اور کبھی یہ دھوکا دین کے کام میں ہوتا ہے جیسے دنیا کے کام میں ہوتا ہے اور دین کا کام زیادہ تر ڈرنے کے لائق ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو گناہ کرے اور دنیا

میں اس کو اس کی سزا دی جائے یعنی اس کی حد اس کو ماری جائے تو اس کو اس کے بدلے آخرت میں عذاب نہ ہوگا، میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے قائل کی مراد یہ ہے کہ حدیث کا عموم اس کو شامل ہے تو یہ ممکن ہے ورنہ حدیث کا سبب اس سے انکار کرتا ہے اور اس کی تائید کرتا ہے قول اس کا جس نے کہا کہ اس حدیث میں تحذیر ہے غفلت کرنے سے اور اشارہ ہے طرف استعمال فطنت کی اور کہا ابوعبید نے اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں لائق ہے ایمان دار کو جب کسی وجہ سے تکلیف پائے کہ اس کی طرف پھر جائے اور یہی معنی ہیں جن کو اکثر نے سمجھا اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ ایمان دار کے ایمان دار کامل ہے جو باریک کاموں پر واقف ہو اور جو ایمان دار غافل ہو تو وہ کئی بار کاٹا جاتا ہے اور کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ادب شریف ہے کہ ادب سکھلایا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اپنی امت کو اور تنبیہ کی ان کو ساتھ اس طرح کے کہ ڈریں اس چیز سے جس کی بدانجامی کا خوف ہو اور روایت ہے کہ ابوعزہ شاعر تھا سو جنگ بدر میں قیدیوں میں پکڑا آیا سو اس نے عیال اور محتاجی کی شکایت کی اور وعدہ کیا کہ میں دوسری بار کافروں کا ساتھ نہ دوں گا حضرت ﷺ نے اس پر احسان کیا اور بغیر چھڑوائے کے اس کو چھوڑ دیا دوسری بار پھر وہ کافروں کے ساتھ جنگ اُحد میں آیا اور گرفتار ہوا اور کہا کہ یا حضرت! مجھ پر احسان کیجیے کہ میں عیال دار ہوں اور محتاج ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے رخساروں کو مکے میں جا کر نہ پونچھے کہے کہ میں نے دو بار محمد ﷺ سے ٹھٹھا کیا پھر حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی کہ ایمان دار ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا پھر وہ قتل ہوا اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ حلم نہیں ہے بہتر مطلق جیسے کہ جود نہیں ہے محمود مطلق اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب کی صفت میں فرمایا کہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

باب ہے بیچ حق مہمان کے

۵۶۶۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ

۵۶۶۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ مجھ کو خبر نہیں ہوئی کہ تو رات بھر نماز پڑھا کرتا ہے اور سوتا نہیں اور روزہ رکھا کرتا ہے اور افطار نہیں کرتا میں نے کہا کیوں نہیں! حضرت ﷺ نے فرمایا سو ایسا نہ کیا کر کچھ رات نماز پڑھا کر اور کچھ سویا کر اور کبھی روزہ رکھا کر اور کبھی نہ رکھا کر اس واسطے کہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے اور تیری دونوں آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور اُمید ہے کہ تیری عمر دراز ہو

عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ فَقُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَالَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ أُطِيقُ غَيْرَ ذٰلِكَ قَالَ فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ هُوَ زَوْرٌ وَهٰؤُلَاءِ زَوْرٌ وَضَيْفٌ وَمَعْنَاهُ أَضْيَافُهُ وَزُوَّارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِثْلُ قَوْمٍ رِضًا وَعَدْلٍ يُقَالُ مَاءٌ غَوْرٌ وَبِئْرٌ غَوْرٌ وَمَاءَانِ غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ وَيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ لَا تَنَالُهُ الدِّلَاءُ كُلُّ شَيْءٍ غُرْتَ فِيهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ ﴿تَزَاوَرُ﴾ تَمِيلُ مِنَ الزَّوْرِ وَالْأَزْوَرُ الْأَمْيَلُ.

اور کفایت کرتا ہے تجھ کو روزہ رکھنا مہینے سے تین دن اور یہ کہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے سو یہ دائمی روزہ ہے یعنی اس میں دائمی روزے کا ثواب ہے سو میں نے سختی کی تو مجھ پر سختی کی گئی میں نے کہا میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ ہر ہفتے میں تین روزے رکھا کر کہا میں نے سختی کی سو مجھ پر سختی کی گئی میں نے کہا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کر میں نے کہا اور داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا ہے فرمایا آدھا زمانہ یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن نہ رکھنا۔

کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ کہا جاتا ہے زور هؤلاء زور وضیف یعنی اس کے اضیاف اور زوار یعنی زور کا لفظ ہمیشہ مفرد رہتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا اگرچہ اس کا موصوف تثنیہ جمع ہو اس واسطے کہ وہ مصدر ہے جاری ہے اوپر مثل قول ان کے کے قوم رضا ومقنع وعدل یعنی جس طرح عدل وغیرہ ہمیشہ مفرد رہتا ہے اسی طرح زور بھی اور کہا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ﴿إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا﴾ کہا غورا بھی مفرد ہے اور تثنیہ جمع کی صفت واقع ہوتا ہے کہا جاتا ہے ماء غور وبئر فور اور کہا جاتا ہے کہ غورا کے معنی ہیں غائر یعنی گہرا جس کو ڈول پہنچ نہ سکے اور جس چیز میں تو ڈوب جائے تو وہ مغارہ ہے اور لفظ تزاور کا جو سورہ کہف میں ﴿تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ﴾ میں ہے اس کے معنی میل کرتا ہے ماخوذ ہے زور سے اور ازور کے معنی ہیں بہت میل کرنے والا۔

بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ وَقَوْلِهِ ﴿ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ﴾.

مہمان کی خاطر داری کرنا اور خود آپ اپنی جان سے اس کی خدمت کرنا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جو خاطر کیے گئے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ ضیف کا واحد اور جمع ہوتا ہے۔

٥٦٧٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَآئِزَتُهُ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ. حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ مِّثْلَهُ وَزَادَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

٥٦٧٠۔ ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے ایک دن رات اس کو تکلف کا کھانا کھلائے اور ضیافت کا حق تین دن ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ خیرات ہے اور نہیں حلال ہے اس کو کہ اس کے پاس ٹھہرے یہاں تک کہ اس کو تنگی میں ڈالے، اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سوال کیے گئے اس سے مالک سو کہا کہ اس کی تعظیم کرے اور اس کو تحفہ دے ایک دن رات اور ضیافت تین دن ہے، میں کہتا ہوں اختلاف ہے کہ یہ تین پہلے دن سے الگ ہیں یا پہلا دن بھی ان میں شمار کیا جاتا ہے سو کہا ابو عبید نے کہ تکلف کرے اس کے واسطے پہلے دن میں ساتھ نیکی اور مہربانی کے اور دوسرے اور تیسرے دن میں آگے لائے جو حاضر ہو اور نہ زیادہ کرے اپنی عادت پر پھر دے اس کو جس کے ساتھ وہ ایک دن کی مسافت طے کر سکے اور کہا خطابی نے اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اس کے پاس کوئی مسلمان آئے اس کو تحفہ دے اور زیادہ کرے اس کو نیکی میں اس پر جو حاضر ہو پاس اس کے ایک دن رات اور باقی دو دنوں میں اس کے آگے لائے جو حاضر ہو پھر جب تین رات گزر جائیں تو اس کا حق جاتا رہا پھر جو اس پر زیادہ کرے وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ ضیافت تین دن ہے اور اس کا تکلف کا کھانا ایک دن رات ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ تین دن کی ضیافت جائزے سے جدا ہے اور جواب دیا ہے طیبی نے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے بیان ہے پہلے جملے کے واسطے گویا کہا گیا کہ اس کا اکرام کس طرح کرے کہا کہ اس کا جائزہ اور ضرور ہے یہاں مقدر کرنا مضاف کا یعنی اس کے بر اور نیکی کا زمانہ اور ضیافت ایک دن رات ہے سو یہ روایت محمول ہے پہلے دن پر اور روایت عبدالحمید کی یعنی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائزہ تین دن سے جدا ہے محمول ہے اخیر دن پر یعنی بقدر اس کے کہ کفایت کرے اس کو ایک دن رات پس لائق ہے کہ اس کو اس پر محمول کیا جائے تا کہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے اور احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجائزتہ بیان دوسری حالت کے واسطے اور وہ یہ ہے کہ کبھی ٹھہرتا ہے مسافر پاس

اس کے جس کے پاس اترے سو یہ زیادہ کیا جائے تین دن پر ساتھ تفصیل مذکور کے اور کبھی نہیں ٹھہرتا سو یہ دیا جائے جو کفایت کرے اس کو ایک دن رات اور شاید یہ وجہ قریب ہے طرف انصار کے اور یہ جو فرمایا کہ جو اس سے زیادہ ہو وہ صدقہ ہے تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ جو اس سے پہلے ہے یعنی تین دن کی ضیافت وہ واجب ہے اس واسطے کہ اس کے صدقہ کہنے سے مراد یہ ہے کہ اس سے نفرت کرے اس واسطے کہ بہت لوگ خاص کر مالدار خیرات کے کھانے سے عار کرتے ہیں اور جو ضیافت کو واجب نہیں کہتا اس کی طرف سے جواب پہلے گزر چکے ہیں عقبہ کی حدیث کی شرح میں اور استدلال کیا ہے ابن بطال نے واسطے نہ واجب ہونے کے ساتھ قول حضرت ﷺ کے وجائزتہ کہا اس نے اور جائزہ انعام اور احسان ہے واجب نہیں ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا ساتھ اس کے کہ نہیں ہے مراد ساتھ جائزہ کے ابوشریح کی حدیث میں عطیہ ساتھ اصطلاحی معنی کے یعنی جو شاعر اور وافد کو دیا جاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو حرج میں ڈالے یعنی تنگی میں ڈالے اور یثوی کے معنی ہیں اقامت مکان معین میں اور ایک روایت میں ہے یہاں تک کہ اس کو گناہ میں ڈالے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واسطے کہ کبھی اس کی غیبت کرتا ہے اس کے بہت دیر ٹھہرنے کے سبب سے یا تعریض کرتا ہے اس کے واسطے جو اس کو ایذا دے یا اس کے ساتھ بدگمانی کرتا ہے اور یہ سب محمول ہے اس وقت پر جب کہ نہ ہو ٹھہرنا گھر والے کے اختیار سے بایں طور کہ گھر والا اس کو کہے کہ اور کچھ دن ٹھہر جا یا اس کو غالب گمان ہو کہ وہ اس کو برا نہیں جانتا اور یہ مستفاد ہے اس کے اس قول سے یہاں تک کہ اس کو حرج میں ڈالے اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب حرج نہ ہو تو یہ جائز ہے اور احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! اور کیا چیز ہے جو اس کو گناہ میں ڈالے فرمایا اس کے پاس ٹھہرے اور وہ نہ پائے جو اس کے آگے لائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تین دن کے بعد اس کو ٹھہرنا اس واسطے منع ہے تاکہ نہ ایذا دے اس کو سو اس کو گناہ میں ڈالے اس کے بعد کہ وہ ماجور تھا اور یہ جو کہا کہ چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے تو مشکل جانی گئی ہے یہ تخییر اس واسطے کہ جب مباح دو شقوں میں سے ایک میں ہو تو لازم آتا ہے کہ ہو مامور بہ سو ہو گا واجب یا منع سو ہو گا حرام تو جواب یہ ہے کہ امر بیچ قول اس کے چاہیے کہ کہے یا چپ رہے مطلق اجازت کے واسطے ہے جو عام تر ہے مباح وغیرہ سے ہاں اس سے لازم آتا ہے کہ ہو مباح حسن واسطے داخل ہونے اس کے خیر میں اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ آدمی جب کلام کرنا چاہے تو چاہیے کہ اپنی کلام سے پہلے کفارہ دے سو اگر جانے کہ اس پر کوئی مفسدہ مرتب نہیں ہوتا اور نہ حرام یا مکروہ کی طرف نوبت پہنچاتا ہے تو کلام کرے اور اگر مباح ہو تو سلامتی چپ رہنے میں ہے تاکہ نہ نوبت پہنچائے مباح طرف حرام اور مکروہ کی اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث طویل میں ہے کہ کفایت کرتا ہے مرد کو اس کے عمل سے کہ بے فائدہ چیز میں کلام کم کرے۔ (فتح)

۵۶۷۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا

۵۶۷۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: کہا طوفی نے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو ایسا نہ کرے اس کا ایمان نہیں اور حالانکہ یہ مراد نہیں بلکہ مراد ساتھ اس کے مبالغہ ہے جیسے قائل کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو میرا کہا مان واسطے باعث ہونے اس کے کے فرمانبرداری پر نہ یہ کہ وہ باپ کی فرمانبرداری نہ کرنے سے اس کا بیٹا نہیں رہتا۔ (فتح)

۵۶۷۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ.

۵۶۷۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے کہا یا حضرت! آپ ہم کو جہاد میں بھیجتے ہیں سو ہم ایک قوم پر اترتے ہیں وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے سو کیا حکم ہے؟ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ تم کسی قوم میں اترو پھر وہ تمہارے واسطے سامان تیار کر دیں جیسا کہ مہمان کے واسطے چاہیے تو تم قبول کرو اور اگر وہ نہ کریں تو تم مہمانی کا حق جیسا کہ چاہیے ان سے لے لو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مظالم میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۵۶۷۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ

۵۶۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے

وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔

بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

مہمان کے واسطے کھانا تیار کرنا اور تکلف کرنا

٥٦٧٤ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِیْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ آخَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِی الدَّرْدَآءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَأٰى أُمَّ الدَّرْدَآءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَأْنُكِ قَالَتْ أَخُوْكَ أَبُو الدَّرْدَآءِ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْيَا فَجَآءَ أَبُو الدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَإِنِّیْ صَآئِمٌ قَالَ مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَآءِ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْآنَ قَالَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَأَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ أَبُوْ جُحَيْفَةَ وَهْبُ السُّوَآئِیُّ يُقَالُ وَهْبُ الْخَيْرِ.

۵۶۷۴۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان رضی اللہ عنہ اور درداء رضی اللہ عنہ کو آپس میں بھائی بنایا تو سلمان رضی اللہ عنہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے سوام درداء رضی اللہ عنہا یعنی اس کی بیوی کو میلے کچیلے کپڑے پہنے دیکھا تو اس سے کہا کہ کیا حال ہے تیرا؟ اس نے کہا کہ تیرے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا کی لذت کی کچھ حاجت نہیں پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے واسطے کھانا تیا کیا پس ابودرداء رضی اللہ عنہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھا، ابودرداء رضی اللہ عنہ، کیونکہ میں روزے دار ہوں، سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کھایا پھر جب رات ہوئے تو ابودرداء رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز پڑھنے لگے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو رہ تو ابودرداء رضی اللہ عنہ سوئے پھر کھڑے ہونے لگے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سو رہ سو جب پچھلی رات ہوئی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب کھڑا ہو سو دونوں نے نماز پڑھی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ بے شک تیرے رب کا تجھ پر حق ہے اور تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے سو ہر حق دار کو اپنا حق دے پھر ابو درداء رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ حال آپ سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے سچ کہا۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور شرح اس کی روزے میں گزر چکی ہے اور واقع ہوئی ہے بیچ تکلف کرنے کے مہمان کے واسطے حدیث سلمان رضی اللہ عنہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع کیا کہ مہمان کے واسطے تکلف کریں

روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور اس میں قصہ ہے جو واقع ہوا تھا اس کے واسطے اپنے مہمان کے ساتھ جب کہ اس کے مہمان نے اس سے زیادتی طلب کی اس سے جو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کے آگے کیا تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس کے سبب سے اپنا لوٹا گروی رکھا پھر جب وہ مرد کھانے سے فارغ ہوا تو کہا شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو قناعت دی ساتھ اس کے جو روزی دی تو سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ اگر تو قناعت کرتا تو میرا لوٹا گروی کیوں پڑتا۔ (فتح)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

جو مکروہ ہے غصہ کرنا اور بے قراری کرنا مہمان کے پاس

٥٦٧٥ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ دُوْنَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيْءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ اطْعَمُوْا فَقَالُوْا أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اطْعَمُوْا قَالُوْا مَا نَحْنُ بِآكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ فَقَالَ مَا صَنَعْتُمْ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ ثُمَّ قَالَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَسَكَتُّ فَقَالَ يَا غُنْثَرُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوْا صَدَقَ أَتَانَا بِهِ قَالَ فَإِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ

٥٦٧٥ـ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کی مہمانی کی سو عبدالرحمٰن اپنے بیٹے سے کہا کہ لے اپنے مہمانوں کو یعنی ان کی خبر گیری کرنا اس واسطے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتا ہوں سو ان کی مہمانی سے فارغ ہو جانا میرے آنے سے پہلے سو عبدالرحمٰن چلا اور جو حاضر تھا سو ان کے پاس لایا اور کہا کہ کھاؤ مہمانوں نے کہا کہ گھر والا کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ کھاؤ، انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ گھر والا آئے کہا کہ اپنی مہمانی ہم سے قبول کرو سو بے شک اگر وہ آیا اور تم نے کھانا نہ کھایا تو البتہ ہم اس سے ایذا پائیں گے یعنی ہم کو ایذا دے گا انہوں نے نہ مانا سو میں نے پہچانا کہ وہ مجھ پر غصے ہوگا پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تو میں اس سے الگ ہوا کہا تم نے کیا کیا؟ انہوں نے اس کو خبر دی سو کہا اے عبدالرحمٰن! سو میں چپ رہا پھر کہا اے عبدالرحمٰن! سو میں پھر چپ رہا پھر کہا اے جاہل! میں نے تجھ کو قسم دی اگر تو میری آواز سنتا ہے تو البتہ روبرو آ سو میں نکلا تو میں نے کہا کہ اپنے مہمانوں سے پوچھ انہوں نے کہا وہ سچا ہے ہمارے پاس کھانا لایا تھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا سو تم نے تو میری انتظار کی قسم ہے اللہ کی میں آج کھانا نہیں کھاؤں گا تو اوروں نے

فَقَالَ الْآخَرُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَطْعَمُهٗ حَتّٰى تَطْعَمَهٗ قَالَ لَمْ أَرَ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ وَيْلَكُمْ مَا أَنْتُمْ لِمَ لَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَآءَ هٗ فَوَضَعَ يَدَهٗ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ الْأُوْلٰى لِلشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا.

کہا قسم ہے اللہ کی ہم بھی کھانا نہیں کھائیں گے جب تک کہ تو نہ کھائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے بدی میں کوئی چیز مثل اس رات کی ہائے نہیں تم کسی حال میں مگر یہ کہ اپنی مہمانی ہم سے قبول کرو اپنا کھانا لا وہ اس کو لایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اس میں رکھا اور کہا بسم اللہ اور پہلی حالت یعنی غصے اور قسم کی حالت شیطان سے تھی سو کھایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور مہمانوں نے بھی کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ نبوی میں گزر چکی ہے اور لینا غصے کا عبدالرحمن کے اس قول سے ہے کہ میں نے پہچانا کہ وہ مجھ پر غصے ہوگا اور البتہ واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس کے آئندہ طریق میں اس واسطے کہ اس میں ہے کہ غصے ہوئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهٖ لَا آكُلُ حَتّٰى تَأْكُلَ فِيْهِ حَدِيْثُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کہنا مہمان کا اپنے ساتھی سے کہ میں نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو کھائے، اس باب میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے ابو درداء رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کے قصے کی طرف۔

٥٦٧٦ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهٗ أَوْ بِأَضْيَافٍ لَهٗ فَأَمْسٰى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ قَالَتْ لَهٗ أُمِّيْ اِحْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ عَنْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبٰى فَغَضِبَ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهٗ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ يَا غُنْثَرُ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهٗ

٥٦٧٦ـ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک یا کئی مہمان لائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شام کی یعنی بہت رات گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آئے سو جب آئے تو میری ماں نے ان سے کہا کہ تو آج رات اپنے مہمان یا مہمانوں سے رکا یعنی تو نے ان کی خبر نہیں لی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے ان کو رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے کہا کہ ہم نے اس کے یا ان کے آگے رکھا تھا انہوں نے کھانے سے انکار کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے سو مجھ کو گالی دی اور ناک کان کٹا کہا اور قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائے گا سو میں چھپا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے جاہل! اور قسم کھائی عورت نے کہ کھانا نہیں کھائے گی یہاں

حَتَّى يَطْعَمَهُ فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الْأَضْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَأَنَّ هٰذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا فَقَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا.

تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھائیں تو مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ کھانا نہیں کھائیں گے یہاں تک کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھائیں تو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم کی حالت غضب اور شیطان سے تھی کھانا منگوایا اور کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا سو شروع ہوئے کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر کہ اس کے نیچے سے اس سے زیادہ تر بڑھ جاتا تھا تو کہا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا اور قسم ہے میری آنکھ کی ٹھنڈک کی البتہ اب وہ زیادہ ہے اس سے کہ ہمارے کھانے سے پہلے تھا سو انہوں نے کھایا اور اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا سو ذکر کیا راوی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھایا۔

بَابُ إِكْرَامِ الْكَبِيْرِ وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

بڑے کا اکرام کرنا اور پہلے بڑا شروع کرے کلام اور سوال کو

فائدہ: مراد ساتھ بڑے کے وہ ہے جو عمر میں بڑا ہو جب کہ فضیلت میں برابر ہوں اور اگر عمر میں برابر ہوں تو جو فقہ اور علم میں فاضل ہو اس کو مقدم کیا جائے۔ (فتح)

٥٦٧٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٦٧٧۔ حضرت رافع بن خدیج اور سہل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں خیبر میں گئے سو کھجور کے باغوں میں جدا جدا ہوئے سو کسی نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا سو عبدالرحمٰن بن سہل رضی اللہ عنہ اور حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہما مسعود کے بیٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے اپنے ساتھی کے معاملے میں کلام کیا سو پہلے عبدالرحمٰن نے کلام شروع کیا اور وہ ان میں کم عمر تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول بڑوں کو کلام کرنے دے کہا یحییٰ نے یعنی چاہیے کہ اول بڑا کلام کرے سو انہوں نے اپنے ساتھی کے حال میں کلام کیا یعنی جو قتل ہوا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی قسم کھائیں تو تم اپنے

كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيٰى يَعْنِيْ لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فِيْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَسْتَحِقُّوْنَ قَتِيْلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ فِيْ أَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَوَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِيْ بِرِجْلِهَا قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ يَحْيٰى حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ.

مقتول یا فرمایا ساتھی کی دیت کے مستحق ہو گے انہوں نے کہا کہ حضرت یہ ایسا کام ہے جس کو ہم نے آنکھ سے نہیں دیکھا یعنی ہم کو یقین نہیں کہ انہوں نے مارا یا کسی اور نے تو ہم کس طرح قسم کھائیں، حضرت ﷺ نے فرمایا سو بری ہوں گے تم سے یہود ساتھ قسم پچاس آدمیوں کے ان میں سے یعنی اگر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم کھا گئے تو تمہارے دعوے سے بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا کہ یا حضرت! وہ کافر لوگ ہیں سو حضرت ﷺ نے ان کو اپنی طرف سے بدلہ دیا کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو میں نے ایک اونٹنی ان اونٹوں سے پائی سو میں اونٹوں کی جگہ میں آیا تو اس نے مجھ کو لات ماری۔ کہا لیث نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے بشیر سے اس نے سہل رضی اللہ عنہ سے کہا یحییٰ نے میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا ساتھ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے الخ۔

فائدہ: اور اس حدیث کی پوری شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور شاید اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ وارد کرنے اس کے اس کی طرف کہ بڑے کو مقدم کرنا اس جگہ ہے جب کہ دونوں فضیلت میں برابر ہوں اور اگر چھوٹے کے پاس وہ چیز ہو جو بڑے کے پاس نہ ہو تو اس کو بڑے کے ہوتے کلام کرنے سے منع نہ کیا جائے اس واسطے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے افسوس کیا اس پر کہ اس کے بیٹے نے کلام نہ کیا باوجود اس کے کہ اس نے عذر کیا کہ اس وقت عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما وہاں موجود تھے اور باوجود اس کے اس نے افسوس کیا کہ اس نے کلام کیوں نہ کیا۔ (فتح) اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا کہ بڑی عمر والا پہلے کلام کرے یعنی تا کہ تحقیق ہو صورت قضیہ کی اور کیفیت اس کی نہ یہ کہ وہ اس کا مدعی تھا اس واسطے کہ دعوے کا حق دار تو اس کا بھائی عبدالرحمٰن تھا۔ (ق)

٥٦٧٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ

۵۶۷۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خبر دو مجھ کو اس درخت سے جس کی مثل ایمان دار کی مثل ہے دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور اس کے پتے نہیں جھڑتے سو میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور

الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلَا تَحُتُّ وَرَقَهَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِيْ قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُوْلَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ مَا مَنَعَنِيْ إِلَّا أَنِّيْ لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ.

کا درخت ہے سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں اور حالانکہ وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے سو جب دونوں نے کلام نہ کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پھر جب میں اپنے باپ کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا اے باپ! میرے جی میں آیا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھ کو منع کیا تھا اس کے کہنے سے اگر تو نے اس کو کہا ہوتا تو میرے نزدیک بہتر ہوتا ایسے ایسے مال سے؟ اس نے کہا کہ نہیں منع کیا مجھ کو کسی چیز نے مگر یہ کہ میں نے تجھ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ تم دونوں نے کلام نہ کیا سو میں نے برا جانا کہ کلام کروں۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَآءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

جو جائز ہے شعر اور رجز اور حداء سے اور جو مکروہ ہے اس سے

فائدہ: شعر اس کلام کو کہتے ہیں جو قافیہ دار اور موزوں ہو قصداً یعنی جس میں تک بندی اور وزن ہو اور جو بلا قصد واقع ہو اس کا نام شعر نہیں رکھا جاتا اور رجز ایک قسم ہے شعر کی نزدیک اکثر کے اور اکثر اس کو جنگ میں پڑھتے ہیں اور بہر حال حداء سو وہ ہانکنا اونٹ کا ہے ساتھ ایک قسم راگ کے اور حداء اکثر اوقات رجز کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی شعر کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور البتہ جاری ہوئی ہے عادت اونٹوں کی کہ جب راگ کیا جائے تو وہ آسانی اور جلدی سے چلتے ہیں اور نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے کہ حداء بالاتفاق جائز ہے اور ملحق ہیں ساتھ حداء کے وہ ابیات جو مشتمل ہیں اور پرشوق دلانے کے طرف حج کی ساتھ ذکر خانہ کعبے وغیرہ مشاہد کے اور اس کی نظیر وہ چیز ہے جو رغبت دلائی جاتی ہے ساتھ اس کے غازیوں کو اوپر جہاد کے اور اسی قسم سے ہے تسلی دینا عورت کا اپنے بچے کو ہنڈولے میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور شاعروں کی بات پر چلیں وہی جو گمراہ ہیں، آخر سورۃ تک۔

فائدہ: کہا مفسرین نے کہ مراد ساتھ شعراء کے اس آیت میں شاعر مشرکوں کے ہیں پیروی کرتے ہیں ان کی گمراہ لوگ اور شیطان سرکش اور جن نافرمان اور روایت کرتے ہیں ان کے شعروں کی اس واسطے کہ گمراہ نہیں پیروی کرتا مگر گمراہ کی جو اس کی مثل ہو اور روایت کی عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مستثنیٰ ہے ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ الی اخر السورۃ یعنی مگر جو ایمان لائے وہ گمراہ نہیں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ جب یہ آیت اتری ﴿وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ﴾ تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں شاعر ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑھ جو اس کے بعد ہے ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ آخر سورہ تک۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِیْ کُلِّ لَغْوٍ یَخُوْضُوْنَ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ ﴿فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ﴾ یعنی ہر بیہودہ بات میں بحث کرتے ہیں۔

فائدہ: اور اس کے غیر نے کہا کہ یھیمون کے معنی ہیں کہتے ہیں ممدوح اور مذموم ہیں جو اس میں نہ ہو سو وہ ہائم کی طرح ہیں اور ہائم وہ ہے جو قصد کے مخالف ہو اور یہ جو کہا جو مکروہ ہے اس سے تو یہ قسیم ہے اس کے قول یا جوز کا اور جو حاصل ہوتا ہے علماء کے کلام سے شعر جائز کی تعریف میں یہ ہے کہ نہ کثرت کرے اس سے مسجد میں اور خالی ہو بے خو سے اور مبالغہ سے مدح میں اور کذب محض اور غزل ساتھ معین کے حلال نہیں اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع کو اس پر کہ جائز ہے شعر جب کہ ہو اس طرح اور استدلال کیا ہے ساتھ احادیث باب وغیرہ کے اور کہا کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شعر پڑھا گیا یا پڑھوایا اور اس پر انکار نہ کیا اور ذکر کیں باب میں پانچ حدیثیں جو دلالت کرتی ہیں جواز پر اور ان میں سے بعض حدیثیں تفصیل کرنے والی ہیں واسطے اس چیز کے کہ مکروہ ہے اس چیز سے کہ مکروہ نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض شعر اچھا ہے اور بعض برا سو اچھے لے اور برے کو چھوڑ دے اور ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے شعر اور غنا کا حکم پوچھا اس نے کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے جب کہ نہ ہو بے حیائی اور بیہودگی۔ (فتح)

٥٦٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ

٥٦٧٩۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض شعر حکمت ہے۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً.

فائدہ: یعنی سچی بات حق کے مطابق اور بعض نے کہا کہ اصل حکمت کے معنی ہیں منع کرنا یعنی بعض شعر کلام نافع ہے مانع ہوتا ہے سفہ سے اور روایت کی ابوداؤد نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان جادو ہے اور بعض علم جہل ہے اور بعض شعر حکمت ہے اور بعض قول عیل ہے تو صعصعہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ﷺ نے سچ فرمایا بہر حال یہ جو فرمایا کہ بعض بیان جادو ہوتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی مرد پر کسی کا حق ہوتا ہے اور وہ حق دار سے زیادہ خوش تقریر ہوتا ہے سو اپنی جادو بیانی سے دوسرے کا حق لے جاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ بعض علم جہل ہے تو یہ اس طرح ہے کہ تکلف کرتا ہے عالم طرف علم اپنے کی جس کا اس کو علم نہیں یعنی دخل در معقول دیتا ہے سو وہ اس کو معلوم نہیں ہوتا اور یہ جو کہا کہ بعض شعر حکمت ہے سو وہ بھی وعظ کی چیزیں اور امثال ہیں جن کے ساتھ لوگ نصیحت پکڑتے ہیں اور بعض قول عیل ہے یعنی کلام کو اس کے آگے بیان کرنا جو اس کو نا ارادہ کرتا ہو کہا ابن تین نے اس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض شعر اس طرح نہیں ہے اس واسطے کہ حرف من کا واسطے بعض کے ہوتا ہے کہا ابن بطال نے جس شعر اور رجز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی تعظیم اور اس کی توحید ہو اور اس کی فرماں برداری تو وہ بہتر ہے اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں کہ وہ حکمت ہے اور جو کذب اور فحش ہو تو وہ مذموم ہے کہا طبری نے اس حدیث میں رد ہے اس پر جو شعر کو مطلق مکروہ جانتا ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ شعر شیطان کی بانسری ہے اور مسروق سے روایت ہے کہ ایک شعر کا اول بیت پڑھ کے چپ ہوا کسی نے پوچھا تو کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اپنے نامہ اعمال میں شعر پاؤں اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ جب شیطان زمین پر اترا تو کہا اے میرے رب! میرے واسطے قرآن بنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا قرآن شعر ہے پھر جواب دیا ان اثروں سے ساتھ اس کے کہ یہ حدیثیں واہی ہیں اور بر تقدیر قوی ہونے ان کے پس یہ محمول ہیں اوپر زیادتی کرنے کے بیچ اس کے اور کثرت کرنے کے اس سے کما سیاتی تقریرہ اور دلالت کرتی ہیں جواز پر تمام حدیثیں باب کی اور روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں عمر بن شرید سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے شعر طلب کیا امیہ بن ابی صمت کے شعروں سے سو میں نے آپ کو اس کا ایک شعر پڑھ کر سنایا یہاں تک کہ میں نے سو شعر پڑھا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب اپنی مجلسوں میں شعر پڑھتے تھے اور اپنی جاہلیت کے زمانہ کا حال ذکر کرتے تھے اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا سو وہ شعر پڑھتے تھے اور روایت کی ترمذی وغیرہ نے کہ حضرت ﷺ کے اصحاب آپ کے پاس شعر پڑھتے تھے سو حضرت ﷺ ان کو منع نہیں کرتے تھے اور اکثر اوقات مسکراتے تھے۔ (فتح)

٥٦٨٠- حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ.

٥٦٨٠۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے کہ آپ کو پتھر لگا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں پھسلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی خون آلودہ ہوئی سو فرمایا کہ نہیں تو کچھ مگر انگلی کہ خون آلودہ ہوئی اور اللہ کی راہ میں ہے جس چیز سے تو ملی یعنی یہ تکلیف تجھ کو اللہ کی راہ میں پہنچی۔

فائدہ: اور اختلاف ہے کہ کیا یہ کسی اور کا شعر ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا یا خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا شعر ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً انشا کیا تھا اور ساتھ پہلے قول کے جزم کیا ہے طبری وغیرہ نے اور اختلاف ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غیر کا شعر بطور حکایت کے اس سے پڑھا ہے یا نہیں؟ صحیح یہ ہے کہ پڑھا ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے شعر پڑھا کرتے تھے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جائز تھا کہ دوسرے کے شعر کی حکایت کریں اور اس کو اس کے ناظم سے بطورِ حکایت کے پڑھیں اور غزوہ حنین میں گزر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا النبی لا كذب انا ابن عبدالمطلب اور یہ کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر جواز واقع ہونے کلام باوزن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر قصد کے اور نہیں نام رکھا جاتا اس کا شعر اور قرآنِ مجید میں ایسا بہت جگہوں میں واقع ہوا ہے لیکن اکثر ان میں آدھے بیت ہیں اور قلیل ان میں سے واقع ہوا ہے اوپر وزن پورے بیت کے سو پورے بیت کے قبیل سے ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَلْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ﴾ ﴿مُسْلِمَاتٌ مُّؤْمِنَاتٌ قَانِتَاتٌ تَائِبَاتٌ عَابِدَاتٌ سَائِحَاتٌ﴾ وعلى هذا القياس اور بھی بہت آیتیں اس قبیل سے ہیں اور بہرحال آدھے ابیات سو نہایت بہت ہیں جیسے قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ اور کہا گیا ہے جواب میں حدیث سے کہ واقع ہونا ایک بیت کا فصیح نہیں نام رکھا جاتا ہے شعر اور نہ قائل اس کا شاعر۔ (فتح)

٥٦٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ

٥٦٨١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ سچے مضمون کا شعر جس کو شاعر نے کہا لبید کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے ہر چیز مٹنے والی ہے، اللہ کا نام سچا سب جھوٹا ہے جتن، اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہو۔

أَبِی الصَّلْتِ أَنْ يُّسْلِمَ.

فائدہ: زمانہ جاہلیت میں لبید نام کا ایک شاعر عرب میں تھا اس کا کہا یہ مصرع چونکہ حق تھا اور موافق قرآن کے مضمون کے تھا اس واسطے اس کی تعریف فرمائی معلوم ہوا کہ جس شعر کا مضمون حق ہو اور حکمت اور نصیحت پر مشتمل ہو اس کا پڑھنا شرع میں منع نہیں بلکہ پسندیدہ ہے جیسے گلستان اور بوستان سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی اور امیہ بھی زمانہ کفر میں ایک شاعر تھا اس کے شعر میں حمد الٰہی اور دنیا کی مذمت کا مضمون تھا اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کا شعر سنا پھر فرمایا کہ اس کی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا یعنی زبان سے تو مضمون اچھے نکلے لیکن دل سے کفر اور حب دنیا نہ گئی اور یہی حال ہے اکثر شاعروں کا کہ اشعار میں بعض مضمون نہایت خوب اور راست زبان سے نکلتے ہیں پھر دل سیاہ اسی واسطے فرمایا کہ امیہ قریب تھا کہ مسلمان ہو۔

٥٦٨٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِیْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ قَالَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءً لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهٖ قَالَ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ

٥٦٨٢۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو ہم رات کو چلے تو قوم میں سے ایک مرد نے عامر سے کہا کہ کیا تو ہم کو اپنے گیتوں میں سے کچھ نہیں سناتا اور عامر شاعر مرد تھا سو اترا ہانکتا ہوا لوگوں کو گیت سے اور کہتا تھا الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے سو بخش دے ہم کو تجھ پر فدا جو ہم نے پیروی کی اور ہمارے قدموں کو جمادے اگر ہم کفار سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹیں اور ڈال دے تسکین کو ہم پر اور جب ہم کو لڑائی کے لیے پکارا جاتا ہے تو ہم آتے ہیں اور ساتھ چیخ مارنے کے شور مچایا انہوں نے ہم پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ ہانکنے والا اونٹوں کو راگ سے؟ لوگوں نے کہا کہ عامر اکوع کا بیٹا فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ واجب ہوئی اس کے واسطے شہادت یا حضرت! کس واسطے فائدہ مند نہیں کیا آپ نے ہم کو ساتھ زندگی عامر کے کہا سو ہم خیبر میں آئے سو ہم نے ان کو گھیرا یعنی بہت دن یہاں تک کہ ہم کو سخت بھوک پہنچی پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر کو ان

شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِيْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا عَلٰى لَحْمِ حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيْهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهٖ يَهُوْدِيًّا لِيَضْرِبَهٗ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاحِبًا فَقَالَ لِيْ مَا لَكَ فَقُلْتُ فِدًى لَكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ قَالَ مَنْ قَالَهٗ قُلْتُ قَالَهٗ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهٗ إِنَّ لَهٗ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلَهٗ.

پر فتح کیا سو جب لوگوں کو شام ہوئی جس دن ان پر خیبر فتح ہوا تو انہوں نے بہت آگیں جلائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ آگیں کیسی ہیں کس چیز پر جلاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کس گوشت پر لوگوں نے عرض کیا کہ گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گوشت کو بہا دو یعنی پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! کیا ہم اس کو بہا دیں اور ہانڈیوں کو دھو لیں؟ فرمایا اس طرح کرو سو جب لوگوں نے لڑائی کے واسطے صف باندھی اور عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو قصد کیا ساتھ اس کے یہودی کو تا کہ اس کو مارے سو اس کی تلوار کا پیپلا پھرا اور اس کے زانو پر لگا سو وہ عامر اسی صدمہ سے مر گیا سو جب پلٹے تو کہا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھا اس حال میں کہ میرا رنگ متغیر ہے سو مجھ سے فرمایا کیا ہے تجھ کو؟ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں لوگوں نے گمان کیا عامر کا عمل باطل ہوا کہ حرام موت اپنے ہاتھ سے مرا فرمایا کس نے کہا؟ میں نے کہا فلانے اور فلانے اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے جس نے وہ قول کہا بے شک اس کے واسطے دوہرا اجر ہے اور اپنی دو انگلیوں کو جوڑا بے شک وہ غازی تھا اور محنت کش عرب کا آدمی کم تر اس کے برابر لڑائی میں چلا۔

فائدہ: فدا سے مراد رضا ہے یعنی ہم سے راضی ہو یا واقع ہوا ہے یہ کلمہ خطاب اس کلام کے سامع کے واسطے یا یہ کلمہ دعا ہے یعنی بخش ہم کو اور فدا کر ہم کو اپنے عذاب سے کہا ابن بطال نے معنی اس کا یہ ہے کہ بخش واسطے ہمارے دو گناہ جن کا ہم نے ارتکاب کیا یا یہ کہ ہماری مغفرت کر اور اپنے پاس سے ہمارا فدیہ کر پس ہم کو گناہوں کے بدلے عذاب نہ کر۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں ہے یہ شعر اور نہ رجز اس واسطے کہ وہ موزوں نہیں اور یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اس

واسطے کہ بلکہ وہ رجز ہے موزوں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ جواز حداء کے اوپر جائز ہونے راگ سواروں قافلے کے جو نام رکھا گیا ہے ساتھ نصب کے اور وہ ایک قسم ہے شعر خوانی سے ساتھ ایسی آواز کے جس میں تمطیط ہو اور زیادتی کی ہے ایک قسم نے سو استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے راگ کرنا اور گانا ساتھ راگ کے مطلق ساتھ ان آوازوں کے کہ شامل ہے ان پر علم موسیقی کا اور اس میں نظر ہے اور کہا ماوردی نے کہ اس میں اختلاف ہے بعض نے تو اس کو مطلق مباح کہا ہے اور بعض نے اس کو مطلق منع کیا ہے اور مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ نے صحیح تر قول میں اور منقول ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منع ہے اور اسی طرح اکثر حنابلہ سے اور نقل کیا ہے ابن طاہر نے کتاب السماع میں جواز اس کا بہت اصحاب سے لیکن نہیں ثابت ہے اس سے کوئی چیز مگر نصب میں جس کی طرف پہلے اشارہ ہوا کہا ابن عبدالبر نے کہ راگ منع وہ ہے جس میں تمطیط ہو اور فاسد کرنا شعر کے وزن کو واسطے طلب کرنے خوش الحانی کے اور واسطے نکلنے کے عرب کے طریق سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے رخصت قسم اول میں سوائے الحان عجمیوں کے کہا ماوردی نے یہی ہے جس کی اہل حجاز ہمیشہ رخصت دیتے ہیں بغیر انکار کے مگر دو حالتوں میں یہ کہ اس کی نہایت کثرت کرے اور یہ کہ ساتھ ہو اس کے وہ چیز جو منع کرے اس کو اس سے اور جو اس کو مباح کہتا ہے اس کی حجت یہ ہے کہ اس میں نفس کی راحت ہے سو اگر اس کو اس واسطے کرے کہ بندگی پر اس کو قوت ہو تو وہ مطیع ہے اور اگر اس سے گناہ پر قوت حاصل کرے تو وہ گنہگار ہے نہیں تو وہ مانند سیر کرنے کی ہے باغ میں اور طول کیا ہے غزالی رحمہ اللہ نے استدلال میں اور اس کا محل یہ ہے کہ راگ کرنا ساتھ رجز اور شعر کے ہمیشہ رہا حضرت ﷺ کے روبرو اور اکثر اوقات حضرت ﷺ نے طلب کیا ہے اس کو اور نہیں ہے وہ مگر اشعار کے وزن کیے جاتے ہیں عمدہ آواز اور خوش الحان سے اور اسی طرح راگ اشعار موزوں ہیں خوش آواز اور الحان موزوں سے ادا کیے جاتے ہیں یعنی راگ جائز ہے اور عامر کی حدیث کی پوری شرح جنگ خیبر میں گزر چکی ہے اور قول اس کا بیچ اس کے کہ عامر شاعر مرد تھا سو اترا ہانکتا ہوا قوم کو راگ سے تو اس سے لیا جاتا ہے تمام ترجمہ واسطے نہ ہونے اس کے شامل اوپر شعر اور رجز اور حداء کے اور لیا جاتا ہے اس سے رجز جملہ شعر سے اور قول اس کے سے **اللهم لولا انت ما اهتدينا** اور یہ جو کہا کہ اس کے واسطے شہادت واجب ہوئی تو اس دعا سے لوگوں نے سمجھا کہ عامر شہید ہوگا اس واسطے کہ ان کو حضرت ﷺ کی عادت سے معلوم تھا کہ جب حضرت ﷺ کسی کے واسطے لڑائی کے وقت بخشش کی دعا کرتے تو البتہ شہید ہو جاتا اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ دعا سنی تو عرض کیا یا حضرت! کیوں نہیں فائدہ مند کیا آپ نے ہم کو ساتھ زندگی اس کی کے۔ (فتح)

۵۶۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ

۵۶۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی بعض عورتوں پر آئے اور ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں

مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ قَوْلُهٗ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

سو حضرت ﷺ نے فرمایا ہائے تجھ کو اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل اور اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک کہا ابو قلابہ نے سو حضرت ﷺ نے وہ بات کہی کہ تم میں سے کوئی کہے تو تم اس کو اس پر عیب ٹھہراؤ۔

فائدہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کسی سفر میں تھے اور ایک حبشی غلام جس کا نام انجشہ تھا وہ حضرت ﷺ کی بیویوں کے اونٹوں کو ہانکتا تھا اور وہ غلام خوش آواز تھا آہنگ سے سرود گاتا جاتا تھا اور دستور ہے کہ اونٹ سرود سے بہت جلدی چلتے ہیں تو بیویوں کو سواری میں تکلیف ہوتی تھی اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کو سرود کہنے اور جلد چلنے سے منع کیا تا کہ ان کو تکلیف نہ ہو یا اونٹوں سے گر نہ پڑیں اور عورتیں نازک بدن ہوتی ہیں اس واسطے حضرت ﷺ نے ان کو شیشہ باشا کہا اور بعض نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہانک ان کو جیسے شیشے لدے ہوئے اونٹوں کو ہانکتے ہیں اور بعض نے کہا کہ ان کو شیشوں کے ساتھ اس واسطے تشبیہ دی کہ وہ رضا سے بہت جلدی پھر جاتی ہیں اور وفا کم کرتی ہیں جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور جڑ نہیں سکتا اور بعض نے کہا کہ وہ غلام خوش آواز تھا عشق انگیز اشعار پڑھتا تھا حضرت ﷺ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عورتوں کے دلوں میں کچھ تاثیر ہو جائے اور ان کا شیشہ دل ٹوٹ جائے اور فتنہ پیدا ہو اور یہی راجح ہے نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے اسی واسطے داخل کیا ہے اس نے اس حدیث کو باب المعاریض میں اور اگر مراد گر پڑنا ہوتا تو شیشوں کے بولنے میں تعریض نہ ہوتی اور یہ جو ابو قلابہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے وہ بات کہی کہ اگر کوئی تم میں سے کہتا تو تم اس کو عیب ٹھہراتے تو کہا داؤدی نے کہ یہ قول ابو قلابہ نے اہل عراق کے واسطے کہا تھا واسطے اس چیز کے کہ تھی نزدیک ان کے تکلیف سے اور مقابلے حق کے ساتھ باطل کے کہا کرمانی نے کہ شاید اس نے نظر کی ہے اس کی طرف کہ شرط استعارہ کی یہ ہے کہ ہو وجہ شبہ کی جلی اور شیشہ اور عورت کے درمیان باعتبار ذات کی وجہ تشبیہ کے ظاہر نہیں لیکن حق یہ ہے کہ وہ کلام بیچ نہایت خوبی اور سلامتی کے ہے عیب سے اور نہیں لازم ہے کہ استعارہ میں وجہ تشبیہ کی ظاہر ہو باعتبار ذات کے بلکہ کفایت کرتا ہے جلی ہونا جو حاصل ہو قرائن سے جو حاصل ہوں اور وہ اس جگہ حاصل ہے اور احتمال ہے کہ مراد ابو قلابہ کی یہ ہو اگر ایسا استعارہ نہایت بلاغت میں حضرت ﷺ کے غیر سے صادر ہوتا جو بلیغ نہیں تو البتہ تم اس کو کھیل ٹھہراتے اور یہی ہے لائق ساتھ منصب ابو قلابہ کے میں کہتا ہوں اور جو داؤدی نے کہا وہ بعید نہیں لیکن مراد وہ شخص ہے جو تنطع کرے عبارت

میں اور پرہیز کرے ان الفاظ سے جو شامل ہوں اوپر کسی چیز کے بیہودہ بات سے۔ (فتح)

بَابُ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ — باب ہے بیچ ہجو کرنے مشرکوں کے۔

فائدہ: اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس ترجمہ کے کہ بعض شعر کبھی مستحب ہوتا ہے اور البتہ روایت کی احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد کرو ساتھ کافروں کے اپنی زبانوں سے اور طبرانی نے عمار سے روایت کی ہے کہ جب مشرکوں نے ہماری ہجو کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ان کو کہو جب وہ تم کو کہتے ہیں۔ (فتح)

٥٦٨٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هِجَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ بِنَسَبِيْ فَقَالَ حَسَّانُ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبُّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۶۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت مانگی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو تو میرے نسب کو کیا کرے گا یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری ہجو سے میرے نسب میں طعن آئے؟ تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں آپ کو ان میں سے کھینچوں گا جیسے کھینچا جاتا ہے بال آٹے سے اور ہشام سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں حسان رضی اللہ عنہ کو عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گالی دینے لگا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کو گالی مت دے کہ بے شک وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا یعنی ان کی ہجو کرتا تھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو واقع ہوا ہے ایک طریق مرسل میں بیان اس کا اور سبب اس کا سو روایت کی عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں ابن سیرین سے کہ مشرکوں کی ایک قوم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے اصحاب کی ہجو کی تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کو حکم نہیں فرماتے کہ مشرکوں کی ہجو کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے مدد کی لائق ہے وہ اپنی زبان سے بھی مدد کریں تو انصاریوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو مراد رکھتے ہیں سو انہوں نے حسان رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، حسان رضی اللہ عنہ سامنے سے آئے اور کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کیا! میں نہیں چاہتا کہ ہو میرے واسطے بدلے میری بات کے جو درمیان صنعاء اور بصرہ کے ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو لائق ہے ساتھ اس کے اس نے کہا کہ میں قریش کی نسبوں کو نہیں جانتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کو ان کی نسب کی خبر دے اور یہ جو کہا کہ میں کھینچوں گا یعنی میں

خالص کروں گا آپ کی نسب کو ان کی ہجو سے ساتھ اس طور کے کہ نہ باقی رہے گی کوئی چیز آپ کے نسب سے اس چیز میں جس کی ہجو کی جائے مانند بال کی کہ جب کھینچا جائے تو نہیں باقی رہتی اس پر کوئی چیز آٹے سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گالی دینا مشرکوں کو جواب میں اس کے جو وہ مسلمانوں کو گالیاں دیں اور نہیں معارض ہے یہ اس نہی کے اطلاق کو کہ مشرکوں کو گالیاں مت دو تا کہ وہ مسلمانوں کو گالیاں نہ دیں اس واسطے کہ یہ نہی محمول ہے اس پر کہ پہلے تم ان کو گالیاں نہ دو اور نہیں ہے مراد اس سے وہ شخص جو جواب دے بطورِ بدلہ لینے کے اور ینافح کے معنی ہیں جو جھگڑے ساتھ مدافعہ کے یعنی ساتھ دور کرنے طعن کے اس سے۔

٥٦٨٥۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَخًا لَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ يَعْنِي بِذَاكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ وَفِينَا رَسُولُ اللهِ يَتْلُو كِتَابَهُ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ أَرَانَا الْهُدٰى بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوبُنَا بِهِ مُوقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

٥٦٨٥۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تمہارا بھائی بیہودہ نہیں کہتا مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھائی سے ابن رواحہ ہے کہا ابن رواحہ نے اور ہم میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے کہ اللہ کی کتاب پڑھتا ہے جب کہ پھٹے سفیدی فجر کی روشن ہونے والی دکھلائی اس نے ہم کو راہ بعد گمراہی کے سو ہمارے دل یقین کرنے والے ہیں کہ بے شک جو اس نے کہا سو واقع ہونے والا ہے رات کاٹتا ہے اس حال میں کہ اپنے پہلو کو اپنے بستر سے جدا رکھتا ہے جب کہ بھاری ہو ساتھ مشرکوں کے خواب گاہ یعنی جب کہ وہ بستر پر سو جاتے ہیں۔ متابعت کی اس کی عقیل نے زہری سے اور کہا زبیدی نے زہری سے اس نے سعید اور اعرج سے اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رات کی نماز میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ شعر جب مشتمل ہو اوپر ذکر اللہ کے اور نیک عملوں کے تو ہوتا ہے خوب پسندیدہ اور نہیں داخل ہوتا ہے اس شعر میں کہ وارد ہوئی ہے اس میں مذمت کہا کرمانی نے کہ اول بیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے میں آپ کے عمل کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے میں تکمیل غیر کی طرف اشارہ ہے پس وہ کامل ہیں اور مکمل۔ (فتح)

٥٦٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ

٥٦٨٦۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے سنا حسان رضی اللہ عنہ سے کہ گواہی چاہتا تھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سو کہتا تھا

حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُوْلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ.

اے ابوہریرہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو نے حضرت ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے حسان! تو جواب دے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے الٰہی! اس کی مدد کر جبریل علیہ السلام سے؟ تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہاں ہاں۔

٥٦٨٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ قَالَ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ.

٥٦٨٧۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہجو کر کفار قریش کی اور جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہے یعنی اس کی طرف سے مضمون کا فیضان ہوگا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَّكُوْنَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

جو مکروہ ہے کہ ہو غالب آدمی پر شعر یہاں تک کہ روکے اس کو اللہ کے ذکر سے اور علم اور قرآن سے

فائدہ: بخاری اس حمل میں تابع ہے واسطے ابو عبید کے کما ساذکرہ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ذم اس وقت ہے جب امتلا کے واسطے ہو اور امتلا وہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے غیر کے واسطے جگہ نہ ہو تو دلالت کی اس نے جو اس سے کم ہو وہ ذم میں داخل نہیں۔ (فتح)

٥٦٨٨۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

٥٦٨٨۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر سے بھرنے سے۔

٥٦٨٩۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا.

٥٦٨٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے یہاں تک کہ اس کے پیٹ کو کھائے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر سے بھرنے سے۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ یہ جو کہا آدمی کا پیٹ تو احتمال ہے کہ مراد ظاہر معنی ہوں یعنی کل پیٹ مراد ہو جس میں دل وغیرہ ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے خاص دل ہو اور یہی ظاہر تر ہے اس واسطے کہ طب والے کہتے ہیں کہ جب کچھ چیز پیٹ سے دل کی طرف پہنچے تو آدمی ضرور مر جاتا ہے اگرچہ تھوڑی ہو برخلاف غیر دل کے اس چیز سے کہ پیٹ میں ہے جگر اور پھیپھڑے سے، میں کہتا ہوں اور قوی کرتی ہے احتمال اول کو روایت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی کہ اس میں ہے کہ آدمی کا پیٹ بھرنا پیپ سے زیر ناف سے حلق تک، اور ظاہر ہوتی ہے مناسبت اس کی واسطے دوسرے احتمال کے اس واسطے کہ مقابل اس کا اور وہ شعر ہے محل اس کا دل ہے اس واسطے کہ پیدا ہوتا ہے وہ دل سے اور اشارہ کیا ہے ابن ابی جمرہ نے اس کی طرف کہ اس میں کچھ فرق نہیں کہ خواہ اپنے پیدا کردہ شعروں سے اپنے پیٹ کو بھرے یا غیر کے شعروں سے اور قیح پیپ کو کہتے ہیں جس میں لہو نہ ملا ہوا ہو اور شعر سے مراد عام ہر شعر ہے لیکن وہ مخصوص ہے ساتھ اس کے کہ نہ ہو مدح حق جیسے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدح اور جو چیز کہ شامل ہو اوپر ذکر کے اور زہد کے اور باقی وعظ کی چیزوں کے جس میں زیادتی ہو اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث عمرو بن شرید کی جو مسلم میں ہے کہا ابن بطال نے بعض نے کہا کہ مراد ساتھ شعر کے باب کی حدیثوں میں وہ شعر ہے جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی کہا ابوعبید نے کہ میرے نزدیک اس حدیث کے اور معنی ہیں اس واسطے کہ جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی اگر ہو آدھا بیت تو ہو گا کفر سو جب حدیث کو محمول کیا جائے اور پر بھرنے دل کے تو تھوڑے شعر کی اس سے رخصت ہو گی یعنی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو تھوڑی سی جائز ہو گی لیکن اس کی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اپنے دل کو شعر سے بھرے یہاں تک کہ شعر گوئی یا شعر خوانی کا شغل اس پر غالب ہو جائے اور اللہ کے ذکر اور قرآن پڑھنے سے باز رکھے یعنی مراد اس حدیث میں وہ شعر ہے کہ قرآن وغیرہ ذکر اللہ سے آدمی کو باز رکھے اور جب قرآن اور علم کا شغل اس پر غالب ہو تو اس کا پیٹ شعر سے نہیں بھرا یعنی اگر گاہ گاہ شعر سخن سے دل لگائے مگر اکثر اوقات علوم دین میں صرف کرے تو منع نہیں اور تاویل کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے ساتھ اس شعر کی جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی یعنی مراد اس سے خاص وہی شعر ہے جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی گئی اور انکار کیا ہے اس نے اس شخص پر جو حمل کرتا ہے اس کو ہر شعر میں کہا سہیلی نے اگر ہم اس کے ساتھ قائل

ہوں تو نہیں حدیث میں مگر عیب امتلا جوف کا اس سے پس نہ داخل ہو گی نہی میں روایت تھوڑے شعر کی بطور حکایت کے اور نہ شہادت لینے کی لغت میں پھر ذکر کیا اس نے شبہ ابو عبید کا اور کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس سے زیادہ تر عالم ہے اس واسطے کہ جو روایت کرے اس کو بطور حکایت کے وہ کافر نہیں ہوتا اور نہیں فرق ہے اس میں اور اس کلام میں جس کے ساتھ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی اور یہی جواب ہے ابن اسحاق کے فعل سے کہ اس نے کافروں کے بعض اشعار کو جو مسلمانوں کی مذمت میں ہیں نقل کیا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ تاویل ابو عبید کے اس پر کہ مفہوم صفت کا ثابت ہے ساتھ لغت کے اس واسطے کہ اس نے اس سے سمجھا کہ جو شعر کہ کثیر کا غیر ہو یعنی بہت نہ ہو وہ کثیر کی طرح نہیں سو خاص کیا اس نے ذم کو ساتھ بہت شعر کے جس پر پیٹ بھرنا دلالت کرتا ہے سوائے قلیل کے اس سے سو نہیں داخل ہو گا ذم میں کہا نووی نے کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر مکروہ ہونے شعر کے مطلق اور تعلق پکڑا ہے اس نے ساتھ اس قول کے جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ شیطان کے برابر ہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ وہ کافر ہو یا شعر کا شغل اس پر غالب ہو یا اس کا شعر جو اس وقت وہ پڑھتا تھا مذموم ہو اور حاصل کلام یہ کہ وہ ایک خاص واقعہ کا ذکر ہے راہ پاتے ہیں اس کی طرف کئی احتمال پس نہیں حجت ہے بیچ اس کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ملحق ہے ساتھ اس امتلا کے ساتھ شعر مذموم کے یہاں تک کہ باز رکھے اس کو واجب اور مستحب چیزوں سے پیٹ بھرنا سجع سے مثلاً اور ہر علم مذموم سے مانند سحر وغیرہ علوم کے جو دل کو سخت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے باز رکھتے ہیں اور اعتقاد میں شکوک پیدا کرتے ہیں اور نوبت پہنچاتے ہیں طرف تباغض اور تنافس کی۔

تنبیہ: مناسبت اس مبالغہ کی بیچ ذم شعر کے یہ ہے کہ جو خطاب کیے گئے ساتھ اس کے ان کی توجہ اس پر نہایت تھی اور ان کا شغل اس کے ساتھ زیادہ تھا سو ان کو اس سے جھڑکا تا کہ قرآن اور اللہ کے ذکر پر متوجہ ہوں سو جو اس کو بجا لایا تو نہ ضرر کیا اس کو اس چیز نے جو اس کے سوائے اس کے نزدیک باقی رہی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ وَعَقْرٰى حَلْقٰى

باب ہے بیچ بیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو اور کھونچ کٹی سر منڈی

٥٦٩٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا آذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٥٦٩٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ افلح ابو قعیس کے بھائی نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی بعد اترنے پردے کے تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں اس کو اجازت نہیں دوں گی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لوں اس واسطے کہ ابو قعیس کے بھائی نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن ابو قعیس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ ائْذَنِيْ لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ قَالَ عُرْوَةُ فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ.

میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے کہا یا حضرت! مرد نے مجھ کو دودھ نہیں پلایا لیکن اس کی عورت نے مجھ کو دودھ پلایا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو آنے کی اجازت دے اس واسطے کہ وہ تیرا دودھ کے رشتے کا چچا ہے تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، کہا عروہ نے سو اسی سبب سے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ حرام جانو دودھ پینے سے جو حرام ہے نسب سے۔

فائدہ: کہا ابن سکیت نے کہ اصل تربت کے معنی ہیں محتاج ہو اور یہ کلمہ بولا جاتا ہے اور مراد ساتھ اس کے بددعا نہیں ہوتی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ اس کے رغبت دلاتا ہے فعل مذکور پر اور یہ کہ اگر اس نے مخالفت کی تو برا کیا اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو نہ حاصل ہوگی تیرے ہاتھ میں مگر مٹی اور بعض نے کہا کہ محتاج ہوئی تو علم سے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک کلمہ ہے کہ استعمال کیا جاتا ہے وقت مبالغہ کے مدح میں۔ (فتح)

٥٦٩١ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّنْفِرَ فَرَأٰى صَفِيَّةَ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً لِأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ عَقْرٰى حَلْقٰى لُغَةُ لِقُرَيْشٍ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا ثُمَّ قَالَ أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ يَعْنِي الطَّوَافَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ إِذًا.

٥٦٩١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ مکے سے کوچ کریں یعنی بعد فارغ ہونے کے حج سے تو صفیہ (حرم شریف) کو تنبو کے دروازے پر غمگین حزین دیکھا اس واسطے کہ ان کو حیض ہوا تھا سو فرمایا کہ کونچ کٹی سر منڈی یہ قریش کی بولی ہے البتہ تو ہم کو روکنے والی ہے پھر فرمایا کہ کیا تو نے طواف زیارت کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا سو اب مکے سے کوچ کر۔

فائدہ: عقری حلقی کے معنی ہیں اللہ اس کی کونچیں کاٹے اور سر منڈے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ زَعَمُوْا

جو آیا ہے زعموا میں یعنی بیچ استعمال کرنے اس کلمہ کے مثل میں کہتے ہیں زعموا مطية الكذب یعنی زعموا مدار اور سواری ہے جھوٹ کی کہ جھوٹ کی طرف پہنچاتا ہے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابوقلابہ کی کہ ابومسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کیا کہتے تھے زعموا کے لفظ میں؟ کہا بری سواری ہے مرد کی اور اس میں انقطاع ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس واسطے کہ اس نے باب میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث کو بیان کیا ہے اور اس میں یہ قول اس کا ہے کہ میری ماں کے بیٹے نے گمان کیا اس واسطے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے زعم کا لفظ کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا اور اصل یہ ہے کہ زعم کا کلمہ اس امر میں بولا جاتا ہے جس کی حقیقت پر واقفی نہ ہو اور کہا ابن بطال نے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو بہت بے تحقیق باتوں میں گفتگو کرے جس کے صحیح ہونے کی اس کو تحقیق نہ ہو تو نہیں نڈر ہے وہ جھوٹ سے اور کہا اس کے غیر نے کہ بہت ہوا ہے استعمال زعم کا ساتھ معنی قول کے۔ (فتح)

٥٦٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى أُمِّ هَانِيٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ وَذَاكَ ضُحًى.

٥٦٩٢۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی سو میں نے آپ کو نہاتے پایا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیٹی آپ کو پردہ کیے تھیں تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون عورت ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں، ابو طالب کی بیٹی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوش بحال ام ہانی! سو جب غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے سو آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک کپڑے کو اپنے سب بدن پر لپیٹے تھے پھر جب نماز سے پھرے تو میں نے کہا یا حضرت! میری ماں کے بیٹے نے گمان کیا کہ وہ قتل کرنے والا ہے اس مرد کو جس کو میں نے پناہ دی فلاں بن ہبیرہ کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ ہم نے پناہ دی جس کو تو نے پناہ دے اے ام ہانی! کہا اما ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ.

باب جو آیا ہے بیچ قول مرد کے ویلک

فائدہ: بعض نے کہا کہ اصل ویل کی وی ہے اور وہ کلمہ نرم دلی اور آہ کرنے کا ہے اور اصمعی نے کہا کہ ویل واسطے

قبیح بتلانے فعل مخاطب کے ہے اور کبھی استعمال کیا جاتا ہے ساتھ معنی حسرت کے اور ویح ترحم ہے اور بہر حال جو وارد ہوا ہے کہ ویل ایک نالا ہے دوزخ میں تو یہ مراد نہیں کہ لغت میں اس کے یہ معنی ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ جس کے حق میں اللہ نے یہ کہا وہ مستحق ہوا ٹھکانے کا دوزخ میں اور اکثر اہل لغت اس پر ہیں کہ ویح کلمہ رحمت کا ہے اور ویل کلمہ عذاب کا ہے اور یزیدی سے روایت ہے کہ دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں، میں کہتا ہوں اور تصرف بخاری رحمہ اللہ کا چاہتا ہے کہ وہ اس میں یزیدی کے مذہب پر ہے اس واسطے کہ جو حدیثیں کہ اس نے باب میں ذکر کی ہیں ان میں بعض میں تو فقط ویل کا لفظ وارد ہوا ہے اور بعض میں فقط ویح کا لفظ آیا ہے اور بعض میں دونوں کے درمیان تردد واقع ہوا ہے اور بعض راویوں نے اختلاف کیا ہے اس کے لفظ میں کہ ویل ہے یا ویح اور مجموع حدیثوں کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ ہر ایک دونوں میں سے کلمہ توجع اور آہ کرنے کا ہے اور سیاق سے پہچانا جاتا ہے کہ کیا مراد ذم ہے یا غیر اس کا اس واسطے کہ بعض میں جزم ہے ساتھ ویل کے اور اس کو عذاب پر حمل کرنا ظاہر نہیں اور حاصل یہ ہے کہ اصل ہر ایک میں وہ چیز ہے جو مذکور ہوئی اور کبھی ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے اور شاید بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو حدیث وارد ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ نہ بے صبری کر ویح سے کہ وہ کلمہ رحمت کا ہے لیکن گھبرا ویل سے سو یہ حدیث ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٦٩٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا قَالَ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ.

٥٦٩٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ وہ قربانی کا اونٹ ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے فرمایا اس پر سوار ہو جا ہائے تجھ کو۔

فائدہ: اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ دوسری بار کہا یا تیسری بار اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ یہ کلمہ حضرت ﷺ نے دوسری بار فرمایا یا تیسری بار یا چوتھی بار اور ویلک فرمایا یا ویحک۔

٥٦٩٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ

٥٦٩٤۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو دیکھا قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا اس نے کہا یا حضرت! یہ قربانی کا اونٹ ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا ہائے تجھ کو اس پر سوار ہو جا، دوسری بار کہا یا تیسری بار۔

ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

٥٦٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَأَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ يَحْدُوْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

۵۶۹۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا آہنگ سے سرود کرتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے تجھ کو اے انجشہ! آہستہ آہستہ چل شیشوں کو لے کر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے۔

٥٦٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَثْنٰى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيْكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَلَا أُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ.

۵۶۹۶۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک مرد نے دوسرے مرد کی تعریف کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹی تین بار فرمایا تم میں سے جو کوئی ضرور کسی کی تعریف کرنا چاہے تو چاہیے کہ یوں کہے کہ میں فلانے کو ایسا گمان کرتا ہوں اور اللہ اس کا حساب لینے والا ہے اور میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا اگر جانتا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی گزر چکی ہے۔

٥٦٩٧۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ قَالَ وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ

۵۶۹۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن مال تقسیم کرتے تھے تو کہا ذوی الخویصرہ نے کہ ایک مرد تھا قوم بنی تمیم سے یا حضرت! انصاف کیجیے سب کو دیجیے، تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر خرابی پڑے کون انصاف کرے گا جب کہ میں نے انصاف نہ کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم ہو تو اس کی گردن ماروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کے چند ساتھی ہوں

أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُوْنَ عَلَى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدٰى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلٰى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

گے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز کے ساتھ حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزے کے ساتھ ناچیز سمجھے گا وہ لوگ دین اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر پار نکل جاتا ہے جانور سے اس کی گانسی کو دیکھیے تو کچھ خون نہ پایا جائے پھر اس کی پاڑھ کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ لہو کا اثر نہ پایا جائے پھر تیر کی لکڑی کو دیکھا جائے تو اس میں بھی لہو کا کچھ اثر نہ پایا جائے پھر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی لہو کا کچھ اثر نہ پایا جائے پار نکل گیا پیٹ کے گوبر اور لہو سے لوگوں کی پھوٹ بے انصافی کے وقت ظاہر ہوں گی اس قوم کی پہچان یہ ہے کہ ان میں ایک مرد ہوگا جس کا ایک ہاتھ جیسے عورت کا پستان یا گوشت کا لوتھڑا کہ جنبش کیا کرے گا کہا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے میں گواہی دیتا ہوں کہ البتہ میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب کہ ان سے لڑے تو تلاش کیا گیا وہ مرد مقتولوں میں سو لایا گیا اس صفت پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ لڑائی علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوئی تھی نہروان میں۔

٥٦٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ وَيْحَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ

٥٦٩٨۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! میں ہلاک ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وائے تجھ کو کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر اس نے کہا میرے پاس موجود نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس روزے رکھ دو مہینے پے در پے اس نے کہا میں نہیں رکھ سکتا فرمایا پس

قَالَ أَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ مَا أَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ مَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلٰى غَيْرِ أَهْلِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِيْنَةِ أَحْوَجُ مِنِّيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهٗ قَالَ خُذْهُ تَابَعَهٗ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَيْلَكَ.

ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا اس نے کہا میں نہیں پاتا سو کھجوروں کی ایک ٹوکری لائی گئی حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو لے اور اس کو صدقہ کر اس نے کہا یا حضرت! کیا میں اپنے گھر والوں کے سوائے اور پر خیرات کروں، سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ مدینے کی دونوں جانب کے درمیان زیادہ تر محتاج مجھ سے کوئی نہیں سو حضرت ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوئے فرمایا اس کو تو ہی لے لے متابعت کی اس کی یونس نے زہری سے اور کہا عبدالرحمٰن نے زہری سے ویلک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح روزے میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے قول حضرت ﷺ کے اس کے بعض طریقوں میں ویلک۔

٥٦٩٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيْدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَآءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا.

٥٦٩٩۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے کہا یا حضرت! خبر دو مجھ کو ہجرت کے حال سے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وائے بحال تو البتہ ہجرت کا حال تو نہایت سخت ہے سو کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو ان کی زکوٰۃ دیا کرتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اسی طرح عمل کیا کر اپنے دیہات میں جو شہروں سے پرے ہیں سو بیشک اللہ تعالیٰ تیرے عمل سے کچھ نہ گھٹائے گا۔

فائدہ: یہ حدیث ہجرت کے باب میں گزر چکی ہے اور یہ کہ ہجرت مکے والوں پر فرض عین تھی فتح مکے سے پہلے سو حضرت ﷺ ان کو ڈراتے تھے ہجرت کی شدت سے اور اہل اور وطن کی جدائی سے۔ (فتح)

٥٧٠٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ

٥٧٠٠۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَبِيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ قَالَ شُعْبَةُ شَكَّ هُوَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ وَيْحَكُمْ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ.

نے فرمایا کہ ویل بحال شما یا فرمایا ویح بحال شما کہا شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ شک کیا ہے اس نے یعنی اس کے اُستاد واقد نے کہ حضرت ﷺ نے ویلکم فرمایا یا ویحکم میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں اور کہا نضر نے شعبہ سے ویحکم یعنی بغیر شک کے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے ویلکم یا ویحکم ساتھ شک کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الفتن میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵۷۰۱۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعْدَدْتَّ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُّ لَهَا إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذٰلِكَ قَالَ نَعَمْ فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيْدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيْرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِيْ فَقَالَ إِنْ أُخِّرَ هٰذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۰۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگلی مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیری کم بختی اور تو نے قیامت کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کے واسطے کچھ سامان نہیں کیا مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے ہم نے کہا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں یعنی جب ہم اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتے ہیں تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ہوں گے، حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سو ہم اس دن نہایت خوش ہوئے سو مغیرہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام گزرا اور میرے ہم عمروں میں سے تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہ آنے پائے گا یہاں تک کہ (تمہاری) قیامت قائم ہو جائے گی اور اختصار کیا ہے اس کو شعبہ رضی اللہ عنہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ نہیں سامان کیا میں نے زیادہ نماز سے اور نہ روزے سے اور نہ خیرات سے اور یہ جو کہا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے یعنی تو ملحق ہوگا ساتھ ان کے یہاں تک کہ ہوگا ان کے گروہ سے اور ساتھ اس کے دفع ہوگا اعتراض کہ آدمیوں کے مرتبے جدا جدا ہیں سو کس طرح صحیح ہوگی معیت سو کہا جائے گا کہ حاصل ہوگی معیت ساتھ مجرد اجتماع کے کسی چیز میں اور نہیں لازم ہے کہ تمام چیزوں میں ہو سو جب تمام لوگ بہشت میں داخل ہوئے تو صادق ہوگی معیت اگرچہ جدا جدا ہوں گے درجے اور یہ جو کہا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں فرمایا ہاں، تو یہ تائید کرتی ہے اس کو جو بیان کی میں نے معیت سے اس واسطے کہ اصحاب کے درجے جدا جدا ہیں اور یہ جو کہا یہاں تک کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی یعنی یہ لڑکا بوڑھا نہ ہونے پائے گا کہ تم سب مر جاؤ گے تو تمہارے حق میں گویا قیامت آ گئی مثل مشہور ہے کہ اگر اپنی جان نہیں تو گویا سارا جہان نہیں اور ایک روایت میں اس قول کے بدلے یہ ہے کہ نہ باقی رہے گی تم میں سے کوئی آنکھ جھمکتی اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مراد قول اس کے سے کہ تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی یعنی تم سب مر جاؤ گے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی ایسی جان نہیں جس پر سو برس آئے یعنی آج کے دن سے سو برس تک کوئی زندہ نہیں رہے گا جو آج موجود ہیں اور نظیر اس کی ہے یہ قول حضرت ﷺ کا دوسری حدیث میں جو علم میں گزر چکی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا بتلاؤ تو اپنی اس رات کا حال سو بے شک اس رات سے سو برس تک کوئی زمین پر باقی نہیں رہے گا اُن لوگوں میں سے جو اس وقت زمین پر موجود ہیں اور اس زمانے والوں میں سے بعض لوگوں کو یہ گمان تھا کہ آج سے سو برس تک دنیا ختم ہو جائے گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ تھی کہ یہ قرن گزر جائے گا اس زمانے کے لوگ نہیں رہیں گے، میں کہتا ہوں اور خارج میں بھی اسی طرح واقع ہوا کہ حضرت ﷺ کے اس حدیث فرمانے کے وقت سے پورے سو برس ہونے تک کوئی باقی نہ رہا اُن لوگوں میں سے جو اس وقت موجود تھے اور سب اصحاب سے پیچھے ابو طفیل عامر بن واثلہ صحابی فوت ہوئے جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے اور کہا اسماعیلی نے کہ مراد ساتھ قیامت کے قیامت اُن لوگوں کی ہے جو اس وقت حضرت ﷺ کے پاس حاضر تھے اور یہ کہ مراد مر جانا ان کا ہے یعنی وہ مر جائیں گے اور اُن کی موت کے دن کو قیامت کہا اس واسطے کہ وہ ان کو امور آخرت کی طرف پہنچاتی ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ بڑی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے ہی پاس رکھا ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر بہت آیتیں اور حدیثیں اور احتمال ہے مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی مبالغہ ہو بیچ تقریب قائم ہونے قیامت کے یعنی قیامت بہت قریب ہے نہیں مراد ہے حد معین کرنا جیسے کہ دوسری حدیث میں فرمایا کہ میں اور قیامت ایسے متصل ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں اور نہیں مراد ہے کہ قائم ہوگی وہ وقت پہنچنے بڑھاپے شخص مذکور کے سو حاصل اس کا یہ ہے کہ قیامت نہایت قریب ہے اور ان لوگوں نے حقیقی قیامت کا سوال کیا تھا حضرت ﷺ نے مجازی قیامت کا

جواب دیا اس واسطے کہ اگر فرماتے کہ میں قیامت کا وقت نہیں جانتا تو جنگلی لوگ جاہل بد اعتقاد ہوتے کہ کیسا پیغمبر ہے کہ قیامت کو نہیں جانتا سو کلام کیا ان سے ساتھ معاریض کے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو مسلم نے روایت کی کہ جب جنگلی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے تو آپ سے پوچھتے تھے کہ قیامت کب آئے گی؟ سو جوان میں زیادہ تر کم عمر ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہا یہاں تک کہ اس کو بڑھاپے نے پایا تو تمہاری قیامت تم پر قائم ہو جائے گی، کہا عیاض وغیرہ نے کہ یہ روایت واضح ہے تفسیر کرتی ہے سب الفاظ مشکل کو جو اور روایتوں میں ہیں، اور مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اختصار کے وہ چیز ہے جو زیادہ کی ہمام نے قول اس کے سے فقلنا ونحن كذلك آخر حدیث تک کہ اتنا شعبہ کی روایت میں نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ عَلَامَةِ حُبِّ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ لِقَوْلِهِ ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾.

اللہ کے واسطے محبت رکھنے کی نشانی واسطے دلیل قول اللہ تعالیٰ کے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

فائدہ: ذکر کی بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں یہ حدیث کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے کہا کرمانی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ترجمہ میں محبت اللہ کی بندے سے یا محبت بندے کی اللہ سے یا بندوں کا آپس میں محبت رکھنا اللہ کے واسطے اس طور سے کہ اس میں کوئی چیز ریا سے نہ ملے اور آیت پہلی دونوں محبت کے موافق ہے اور پیغمبر کی پیروی پہلی محبت کی علامت ہے اس واسطے کہ وہ مسبب ہے واسطے پیروی کے اور علامت دوسری محبت کے اس واسطے کہ وہ اتباع کا سبب ہے اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے وجہ مطابقت حدیث کے ترجمہ سے اور توقف کیا اس میں بہت لوگوں نے اور مشکل اس سے ٹھہرانا اس کا ہے علامت اس محبت کی جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور شاید کہ وہ محمول ہے اوپر احتمال ثانی کے کہ پیدا کیا ہے اس کو کرمانی نے اور یہ کہ مراد علامت اس محبت کی ہے جو بندہ اللہ تعالیٰ سے رکھے سو دلالت کی آیت نے اس پر کہ نہیں حاصل ہوتی ہے وہ مگر ساتھ پیروی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دلالت کی حدیث نے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اگرچہ اصل یہ ہے کہ نہیں حاصل ہوتی ہے وہ مگر ساتھ بجا لانے تمام اس چیز کے کہ حکم کیا ساتھ اس کے لیکن کبھی حاصل ہوتی ہے بطور تفضل اور عطا کے اس کے اعتقاد رکھنے سے اگرچہ نہ حاصل ہو استیفاء عمل کا ساتھ مقتضی اس کی کے بلکہ محبت اس کی جو یہ عمل کرے کافی ہے بیچ حاصل ہونے اصل نجات کے اور ہونے کے ساتھ ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ عمل کرتے ہیں اس واسطے کہ محبت رکھنی ان سے تو بسبب ان کی فرمانبرداری کے ہے اور محبت اعمال دل سے ہے پس ثواب دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے محب کو اس کے اعتقاد پر اس واسطے کہ نیت اصل ہے اور عمل اس کے تابع ہے اور نہیں لازم ہے معیت کو برابر ہونا درجوں میں اور اختلاف ہے بیچ سبب نزول اس آیت کے سو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ بعض لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں سو ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ ان کے قول کی تصدیق عمل سے ٹھہرائے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور ذکر کیا ہے کلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ یہ آیت یہودیوں کے حق میں اتری جب کہ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں اور محمد بن اسحاق کی تفسیر میں ہے کہ وہ نصاریٰ نجران کے حق میں اتری کہ انہوں نے کہا کہ ہم مسیح کو پوجتے ہیں اللہ کی محبت اور تعظیم کے واسطے اور تفسیر ضحاک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ قریش کے حق میں اتری کہ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اللہ کی محبت کے واسطے کہ ہم کو اللہ سے قریب کر دیں۔ (فتح)

٥٧٠٢۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.

۵۷۰۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

٥٧٠٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهٗ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ وَأَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۰۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! کیا فرماتے ہیں آپ اس مرد کے حق میں جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہو اور ان کو نہیں ملا؟ یعنی ان کی مانند عمل نہیں کیا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔ متابعت کی ہے اس کی جریر اور سلیمان اور ابو عوانہ نے اعمش سے اس نے ابو وائل سے اس نے عبداللہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

٥٧٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ تَابَعَهٗ أَبُوْ

۵۷۰۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آدمی ایک قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کو نہیں ملا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے، متابعت کی اس کی ابو معاویہ اور محمد نے۔

مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

٥٧٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ مَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ.

۵۷۰۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا حضرت! قیامت کب آئے گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کے واسطے کیا سامان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کے واسطے کچھ سامان نہیں کیا، نہ بہت نماز ہے نہ روزہ نہ خیرات لیکن میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور تیرے واسطے ہے جو تو نے ثواب کے واسطے کیا اور تیرے واسطے ہے جو تو نے کمایا اور تجھ پر ہے جو تو نے کسب کیا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ اخْسَأْ

ایک مرد کا دوسرے مرد سے کہنا دور ہو اور چپ رہ اے مردود!

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اخسا زجر اور جھڑک ہے کتے کے واسطے اور دور کرنا ہے اس کو یعنی اس کو دُر دُر کہنا یہ اصل اس کلمہ کی ہے اور استعمال کیا ہے اس کو عرب نے ہر اس شخص کے حق میں جو نالائق بات کہے یا کرے جس سے اللہ غضبناک ہو۔ (فتح)

٥٧٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَمَا هُوَ قَالَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ.

۵۷۰۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا کہ البتہ میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی ہے یعنی دل میں سو بتلا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ وہ دخ ہے فرمایا دور ہو اے مردود!۔

٥٧٠٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

۵۷۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور چند اصحاب کے ساتھ ابن صیاد کی طرف چلے یعنی اس کا حال دریافت کرنے کو یہاں تک کہ انہوں نے اس کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا پایا بنی مغالہ کے ٹیلے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَّكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا قَالَ هُوَ الدُّخُّ قَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ قَالَ سَالِمٌ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّقِيْ

میں اور البتہ ابن صیاد اس دن بالغ ہونے کے قریب پہنچا تھا سو اس کو حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا آنا معلوم ہوا یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اس کی پیٹھ کو اپنا ہاتھ مارا پھر اس سے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے اس کی کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ سو ابن صیاد نے حضرت ﷺ کو دیکھا سو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان پڑھوں کے پیغمبر ہو، پھر ابن صیاد نے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا پیغمبر ہوں؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو دھکا دیا یہاں تک کہ زمین پر گرا اور ٹوٹ گیا یا اس کو اس کے کپڑے سمیت گھونٹا پھر فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا پھر ابن صیاد سے فرمایا کہ تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا آتا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مخلوط اور مشتبہ کیا گیا تجھ پر امر یعنی تجھ کو کسی چیز کی اصل حقیقت معلوم نہ ہوگی ٹھیک جواب نہ آئے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں نے تیرے واسطے ایک چیز چھپائی، ابن صیاد نے کہا کہ وہ دخ ہے یعنی اور آپ نے اس کے واسطے سورۂ دخان چھپائی تھی، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ دور ہو اے کتے! سو تیری قدر ہرگز نہ بڑھے گی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حکم ہو تو اس کی گردن ماروں، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد حقیقت میں دجال ہے تو تجھ کو اس پر قابو نہ ملے گا اور اگر ابن صیاد دجال نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تجھ کو کچھ بہتری نہیں یعنی اگر حقیقت میں یہی دجال موعود ہے تو تو اس کو مار نہ سکے گا اس واسطے کہ دجال کی موت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقدر ہے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اس کے دھوکے اس کے مارنے میں کیا فائدہ ہے؟ کہا سالم نے سو میں نے عبداللہ بن

بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ أَيْ صَافِ وَهُوَ اسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ سَالِمٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهٗ قَوْمَهٗ لَقَدْ أَنْذَرَهٗ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهٗ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ خَسَأْتُ الْكَلْبَ بَعَّدْتُهٗ ﴿خَاسِئِيْنَ﴾ مُبْعَدِيْنَ.

عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتا تھا کہ اس کے بعد حضرت ﷺ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ دونوں چلے قصد کرتے ان کھجور کے درختوں کو جن میں ابن صیاد تھا یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ کھجوروں میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ کھجور کی ٹہنیوں کی آڑ میں چھپے اس حال میں کہ ابن صیاد کی غفلت طلب کرتے تھے تا کہ اس سے کچھ چیز سنیں پہلے اس سے کہ وہ حضرت ﷺ کو دیکھے یعنی اس کو غافل پا کر اس کا کچھ حال معلوم کریں تا کہ اصحاب کے واسطے اس کی کہانت ظاہر کریں اور ابن صیاد اپنے بستر پر کپڑا اوڑھے لیٹا تھا اس میں کچھ غن غن کرتا تھا تو اس نے ابن صیاد کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور آپ کھجور کی ٹہنیوں سے چھپتے تھے تو اس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف! اور یہ اس کا نام ہے دیکھ محمد آئے ، ابن صیاد الگ ہوا یعنی چپ ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابن صیاد کی ماں اس کو چھوڑتی تو اپنا حال ظاہر کرتا ، کہا سالم رضی اللہ عنہ نے کہ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ پھر حضرت ﷺ لوگوں میں خطبہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر دجال کو ذکر کیا سو فرمایا کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی پیغمبر نہیں مگر کہ البتہ اس نے اپنی قوم کو ڈرایا ہے دجال سے البتہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں تم کو اس کی پہچان میں وہ بات کہوں گا جو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے نہیں کہی ، جان رکھو کہ بے شک دجال کانا ہے اور ٹھیک اللہ کانا نہیں ۔ کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے خسات الکلب کے معنی ہیں میں نے اس کو دور کیا اور خاسئین کے معنی یعنی بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾ ہیں دور کیے گئے۔

فائدہ: ابن صیاد مدینے میں یہودی کا لڑکا تھا عجیب وغریب اس کے حالات تھے کاہن تھا اکثر باتیں جنوں سے

دریافت کر کے لوگوں کو بتلاتا تھا دو بار حضرت ﷺ اس کے پاس گئے پہلی بار لڑکوں میں کھیلتا ہوا اس کو پایا جیسا کہ اس حدیث میں ہے دوسری بار پھر اس کے پاس گئے اور وہ کپڑے میں لیٹا کچھ غن غن کرتا تھا حضرت ﷺ نے چاہا کہ کھجور کے درختوں کی آڑ میں ہو کر اس کی آواز سنیں کہ کیا کہتا ہے، اس کی ماں نے حضرت ﷺ کو دیکھ پایا اور اس کو حضرت ﷺ کے آنے سے خبر دار کر دیا وہ چپ ہو گیا اول پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان ہوا پھر گم ہو گیا اس کا حال معلوم نہ ہوا بعض اصحاب کو گمان تھا کہ یہی دجال موعود ہے اور حضرت ﷺ کو بھی پہلے احتمال تھا کہ شاید دجال موعود یہی ہو پھر جب آپ کو وحی سے معلوم ہوا اور تمیم داری رضی اللہ عنہ نے بھی آپ سے بیان کیا کہ وہ بچشم خود دجال کو دیکھ آیا ہے تو حضرت ﷺ کا شک رفع ہوا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ مَرْحَبًا

باب ہے بیچ بیان کہنے مرد کے دوسرے کو مرحبا یعنی خوش آمدید

فائدہ: اصل معنی اس کلمے کے یہ ہیں کہ تو فراخ زمین میں آیا ہے یعنی یہاں تنگی نہیں جس جگہ تو آیا ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مرحبا میری بیٹی کو یعنی خوشی ہو

وَقَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ

اور کہا ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آئی تو حضرت ﷺ نے فرمایا خوشا بحال ام ہانی رضی اللہ عنہا

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں پوری پہلے گزر چکی ہیں۔

۵۷۰۸۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِيْنَ جَآءُوْا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا حَيٌّ مِّنْ رَبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَرَآئَنَا فَقَالَ أَرْبَعٌ

۵۷۰۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوشا بحال ایلچیوں کو جو آئے نہ ذلیل ہوں نہ شرمندے سو انہوں نے کہا یا حضرت! ہم گروہ ربیعہ کی قوم میں سے ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کی قوم ہے یعنی جو ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر مہینے حرام میں سو حکم کیجیے ہم کو ساتھ امر فاصل کے جس کے ساتھ ہم بہشت میں داخل ہوں اور دعوت کریں ساتھ اس کے اپنے پچھلوں کو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ چار اور چار یعنی میں تم کو

وَأَرْبَعٌ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُومُوا رَمَضَانَ وَأَعْطُوا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ.

حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دو اور رمضان کے مہینے کا روزہ رکھو اور لوٹ کے مال کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے واسطے دو اور نہ پیو کدو کے تونبے میں اور مرتبان میں اور کھجور کی لکڑی کے برتن میں اور روغنی رال والے برتن میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں اور کتاب الاشربہ میں گزر چکی ہے اور اس باب میں حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ کی آئی ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیغام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا مرحبا واہلا اور یہ نزدیک نسائی کے ہے۔

بَابُ مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَآئِهِمْ

قیامت کے دن لوگوں کو اپنے باپ کے نام سے بلایا جائے گا

فائدہ: اور البتہ وارد ہو چکی ہے اس میں حدیث ام درداء رضی اللہ عنہا کی کہ میں اس پر تنبیہ کروں گا اور استغنا کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یعنی اس کی پرواہ نہیں کی اس واسطے کہ وہ اس کی شرط پر نہ تھی اور کفایت کی اس نے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے قول اس کے کہ یہ عذر فلاں بن فلاں کا ہے سو یہ حدیث شامل ہے اس کو کہ قیامت کے میدان میں اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جائے اور باپ کے نام سے پکارا جائے گا۔

٥٧٠٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

۵۷۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ہر فریبی دغاباز کے واسطے جھنڈا بلند کیا جائے گا سو کہا جائے گا کہ یہ دغابازی ہے فلانے کی جو فلانے کا بیٹا ہے۔

٥٧١٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَآءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ.

۵۷۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر دغاباز کے واسطے قیامت کے دن ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں رد ہے اس شخص پر کہ جو کہتا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو اپنی ماؤں

کے نام سے بلایا جائے گا واسطے پردہ پوشی باپوں کے میں کہتا ہوں اور یہ حدیث ضعیف ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند ضعیف کے کہا ابن بطال نے کہ باپ کے ناموں سے بلانا اشد ہے تعریف میں اور ابلغ ہے تمیز میں اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے حکم کرنا ساتھ ظاہر امروں کے اور یہ تقاجا کرتا ہے کہ مراد ساتھ باپوں کے وہ ہیں جن کی طرف دنیا میں منسوب کیے جاتے تھے نہ وہ جو نفس الامر میں ہیں اور یہی معتمد ہے کہا ابن ابی جمرہ نے کہ غدر سے مراد عام ہے تھوڑا ہو یا بہت اور اس حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنا چاہے گا ایک نشانی ہوگی جس کے ساتھ وہ گنہگار پہچانا جائے گا اور تائید کرتا ہے اس کی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ﴾ اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ہر دغاباز کے واسطے جھنڈا ہوگا بنا براس کے ایک آدمی کے واسطے کئی جھنڈے ہوں گے بقدر عدد اس کی دغابازیوں کے اور حکمت جھنڈے کے بلند کرنے میں یہ ہے کہ سزا واقع ہوتی ہے غالبًا ساتھ ضد گناہ کے سو چونکہ دغا پوشیدہ امروں میں سے ہے تو مناسب ہوا کہ اس کی سزا شہرت کے ساتھ ہو اور جھنڈا بلند کرنا مشہور تر چیز ہے نزدیک عرب کے۔ (فتح)

بَابٌ لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِي — کوئی یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید اور نجس ہوا

فائدہ: خبیث بولا جاتا ہے باطل اعتقاد پر اور جھوٹی بات پر اور قبیح فعل پر، میں کہتا ہوں اور حرام پر بھی اور صفات مذمومہ قولیہ اور فعلیہ پر۔ (فتح)

٥٧١١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ.

۵۷۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز نہ کہے کوئی کہ میرا نفس پلید اہوا لیکن چاہیے کہ یوں کہے کہ میرا نفس دین میں کاہل اور سست ہوا۔

٥٧١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ. تَابَعَهٗ عُقَيْلٌ.

۵۷۱۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی نہ کہے کہ میرا نفس ناپاک ہوا لیکن چاہیے کہ یوں کہے کہ میرا نفس دین میں سست ہوا۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خبیث کے نام کو اور اختیار کیا اس لفظ کو جو سالم تھا اس سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ برے نام کو اچھے نام سے بدل ڈالتے تھے اور کہا ابن بطال نے کہ یہ

بطور ندب کے ہے اور بطور واجب کرنے کے نہیں ہے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ نہی اس سے ندب کے واسطے ہے اور دوسرا امر بھی ندب کے واسطے ہے سو اگر تعبیر کیا جائے ساتھ اس لفظ کے جو اس کے معنی کو ادا کرے تو کفایت کرتا ہے لیکن ترک اولی ہے اور حدیث سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے بچنا قبیح لفظوں اور ناموں سے اور عدول کرنا طرف ان ناموں کے کہ نہیں ہے کوئی قباحت بیچ ان کے اور اگرچہ مراد خبث اور لقس دونوں سے ادا ہو جاتی ہے لیکن لفظ خبیث کا قبیح ہے اور جامع ہے امور زائدہ کو مراد پر برخلاف لقس کے کہ وہ خاص ہے ساتھ پر ہونے معدے کے اور اس حدیث میں ہے کہ طلب کرے خیر کو یہاں تک کہ ساتھ نیک فال کے اور منسوب کرے خیر کو اپنے نفس کی طرف اگرچہ کچھ نسبت سے ہو اور ہٹائے بدی کو اپنے نفس سے جہاں تک کہ ممکن ہو اور بدی اور شر والوں سے پیوند کاٹ ڈالے ان کے ساتھ میل جوڑ نہ رکھے یہاں تک کہ مشترک لفظوں سے بھی اور ملحق ہے ساتھ اس کے یہ کہ جب کسی ضعیف سے پوچھا جائے کہ تیرا کیا حال ہے تو یوں نہ کہے کہ میں پاک نہیں بلکہ یوں کہے کہ میں ضعیف ہوں اور نہ نکالے اپنے نفس کو پاک لوگوں سے۔ (فتح)

بَابٌ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

نہ برا کہو زمانے کو

٥٧١٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ يَسُبُّ بَنُوْ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ.

۵۷۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی زمانے کو برا کہتا ہے اور میں ہوں صاحب زمانہ میرے ہاتھ میں ہے رات دن۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی مجھ کو ایذا دیتا ہے زمانے کو برا کہتا ہے اور حالانکہ میں ہوں صاحب زمانہ میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات دن کو پلٹتا ہوں۔

٥٧١٤- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.

۵۷۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنب کا نام کرم نہ رکھو اور یوں نہ کہو اے نقصان زمانے کو! اس واسطے کہ اللہ ہی ہے صاحب زمانہ۔

فائدہ: یہ خیبۃ الدھر منسوب ہے ندبہ پر گویا کہ اس نے گم کیا زمانے کو واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوتی ہے اس سے

مکروہ چیزوں سے سوند بہ کیا اس کا بطور آہ کرنے کے اوپر اس کے اور کہا داؤدی نے کہ وہ بدعا ہے زمانے پر ساتھ خبیث اور نقصان کے یہ اصل اس کلمے کی ہے پھر ہر مذموم کے واسطے استعمال کیا گیا اور زمانے کو برا کہنا اس واسطے منع آیا ہے کہ جو اعتقاد کرے کہ وہی فاعل ہے واسطے بری چیز کے سواس کو برا کہا تو اس نے خطا کیا اس واسطے کہ اللہ ہی ہے فاعل ہر فعل کا سو جب تم نے برا کہا جس نے یہ تکلیف تم پر اتاری تو رجوع کرے گا وہ برا کہنا تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی اور پہلے گزر چکی ہے شرح حدیث کی سورہ جاثیہ کی تفسیر میں اور حاصل اس کا جو کہا گیا ہے اس کی تاویل میں تین وجہ ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ اللہ ہی ہے زمانہ یعنی مدبر ہے واسطے سب امور کے، دوسری یہ کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی میں زمانے والا ہوں، تیسری یہ کہ اس کی تقدیر یہ ہے کہ میں پلٹنے والا ہوں زمانے کو اسی واسطے اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ میرے ہاتھ میں ہے دن رات اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں ہی نیا کرتا ہوں زمانے کو اور پرانا کرتا ہوں اور ملے جاتا ہوں بادشاہوں کو روایت کی یہ حدیث احمد نے اور کہا محققوں نے کہ جو کسی فعل کو زمانے کی طرف حقیقۃً منسوب کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اور جس کی زبان پر یہ لفظ جاری ہو بغیر اعتقاد کے تو وہ کافر نہیں لیکن یہ اس کے واسطے مکروہ ہے واسطے مشابہ ہونے اس کے ساتھ کافروں کے اطلاق میں اور یہ مانند اس تفصیل کے جو گزری بیچ قول ان کے کہ ہم مینہ برسائے گئے فلانے تارے کی تاثیر سے اور کہا عیاض نے کہ گمان کیا ہے بعض نے جن کو تحقیق نہیں کہ لفظ دہر کی اللہ کے ناموں سے ہے اور یہ غلط ہے اس واسطے کہ دہر دنیا کی مدت کا نام ہے اور تعریف کی ہے اس کی بعض نے کہ وہ مدت ہے اللہ تعالیٰ کے مفعولات کی دنیا میں یا اس کے فعل کی اس چیز کے واسطے جو موت سے پہلے ہے اور البتہ تمسک کیا ہے جاہلوں نے دہریہ اور معطلہ سے ساتھ ظاہر اس حدیث کے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس کے اس پر جو علم میں پکا نہیں اس واسطے کہ دہر ان کے نزدیک حرکات فلک اور مدت عالم کی ہے اور نہیں کوئی چیز نزدیک ان کے اور نہیں کوئی صانع سوائے اس کے اور کافی ہے ان کے رد میں قول حضرت ﷺ کا باقی حدیث میں کہ میں دہر ہوں میں اس کے رات دن کو پلٹتا ہوں سو کس طرح پلٹتی ہے کوئی شے اپنے نفس کو بلند ہے اللہ تعالیٰ ان کے قول سے بہت بلند اور کہا شیخ ابن ابی جمرہ نے کہ نہیں ہے پوشیدہ کہ جس نے صنعت کو برا کہا اس نے اس کے صانع کو برا کہا سو جس نے نفس دن رات کو برا کہا اس نے جرأت کی بڑے امر پر بغیر معنی کے اور جس نے برا کہا اس چیز کو کہ جاری ہوتی ہے رات دن میں حوادث سے اور یہی غالب تر ہے جو لوگوں سے واقع ہوتا ہے اور یہی ہے جو سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ نفی کی اُن سے تاثیر کی سو گویا کہ کہا کہ ان دونوں کا اس میں کوئی گناہ نہیں اور بہر حال حوادث سو بعض ان میں سے وہ ہیں جو جاری ہوتی ہے ساتھ واسطہ عاقل مکلف کے سو یہ منسوب کیا جاتا ہے شرعاً ولغۃً اس کی طرف جس کے ہاتھ پر جاری ہو اور نیز منسوب کیا جاتا ہے طرف اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے سو بندوں کے فعل ان کے کسب سے ہیں اور اسی واسطے مرتب ہیں

ان پر احکام اور وہ ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی پیدائش ہے اور بعض حوادث وہ ہیں جو بغیر واسطہ کے جاری ہوتے ہیں تو وہ منسوب ہیں طرف قدرت قادر کی اور نہیں رات دن کا کوئی فعل اور نہ تاثیر نہ باعتبار لغت کے نہ باعتبار عقل کے نہ باعتبار شرع کے اور یہی معنی ہیں حدیث میں اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو جاری ہوتا ہے حیوان غیر عاقل کے پھر اشارہ کیا ساتھ اس کے کہ نہی سب دہر سے تنبیہ ہے ساتھ اعلیٰ کے ادنیٰ پر اور یہ کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ مطلق کسی چیز کو برا نہ کہے مگر جس میں شرع نے اجازت دی اس واسطے کہ علت ایک ہے اور استنباط کیا گیا ہے منع ہونا حیلے کا بیعوں میں مانند عینہ کی اس واسطے کہ نہی کے زمانہ کے برا کہنے سے واسطے اس چیز کے ہے کہ رجوع کرتا ہے اس کی طرف باعتبار معنی کے اور ٹھہرایا ہے اس کو سب اس کے پیدا کرنے والے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ وَقَدْ قَالَ إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِيْ يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَقَوْلِهٖ إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ كَقَوْلِهٖ لَا مُلْكَ إِلَّا لِلّٰهِ فَوَصَفَهٗ بِانْتِهَآءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوْكَ أَيْضًا فَقَالَ ﴿إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً أَفْسَدُوْهَا﴾

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کرم تو ایماندار کا دل ہے اور البتہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہو مانند قول اس کے کے کہ حقیقت میں پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنی جان پر قابو رکھے مانند قول اس کے کے نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ سو وصف کیا اس کو ساتھ انتہا ملک کے پھر بادشاہوں کو بھی ذکر کیا سو کہا کہ جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو فاسد کر ڈالتے ہیں۔

فائدہ: غرض بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ یہ حصہ اپنے ظاہر پر نہیں یعنی حقیقی نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ معنی یہ ہیں کہ لائق تر ساتھ نام کرم کے ایماندار کا دل ہے اور یہ مراد نہیں کہ اس کے سوائے اور کسی چیز کا نام کرم نہیں رکھا جاتا جیسا کہ مراد ساتھ قول اس کے کے انما المفلس وہ شخص ہے جو مذکور ہوا اور یہ مراد نہیں کہ جو دنیا میں مفلس ہو اس کو مفلس نہیں کہا جاتا اور اسی طرح ساتھ قول اس کے انما الصرعة اور اسی طرح قول آپ کا کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی بادشاہ نہیں کہ اس سے یہ مراد نہیں کہ اس کے سوائے اور کسی کا نام ملک نہیں رکھا جاتا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہی ہے بادشاہ حقیقی اگرچہ اس کے سوائے اور کا نام بھی ملک رکھا جاتا ہے اور شہادت لی ہے اس نے اس کے واسطے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ان الملوك اور قرآن میں اس کی چند مثالیں ہیں مانند قول اللہ تعالیٰ کے وقال الملك بیچ حق ساقی یوسف وغیرہ کے اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ اس سے پکڑا جاتا ہے کہ تعریف میں مبالغہ کرنا جائز نہیں جب کہ موصوف اس کا مستحق نہ ہو۔ (فتح)

۵۷۱۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۵۷۱۵۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ.

نے فرمایا اور انگور کو کرم کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرم تو ایماندار کا دل ہے۔

فائدہ: ویقولون میں واو عطف کے واسطے ہے اور وہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی کہتے ہیں کہ کرم انگور کا درخت ہے کہا خطابی نے کہ مراد ساتھ نہی کے شراب کے حرام کرنے کی تاکید ہے ساتھ مٹانے اس کے اسم کے اس واسطے کہ بیچ باقی رکھنے اس نام کے اس کے واسطے تقریر ہے اس کی کہ وہم کرتے تھے کہ اس کا پینے والا اکرم ہے سو منع کیا کہ اس کا نام کرم نہ رکھا جائے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کرم ایماندار کا دل ہے اس واسطے کہ اس میں ایمان کا نور اور اسلام کی ہدایت ہے اور حکایت کی ابن بطال نے ابن انباری سے کہ انہوں نے انگور کا نام کرم رکھا تھا کہ اس کی شراب کا پینا سخاوت پر رغبت دلاتا ہے اور نیک عادتوں کا حکم کرتا ہے پس اسی واسطے منع کیا کہ انگور کو کرم نہ کہو تا کہ شراب کی اصل کا نام کرم نہ رکھا جائے بلکہ ایماندار جو اس کے پینے سے بچے اور کرم کو اس کے ترک میں دیکھے وہ لائق تر ہے ساتھ اس نام کے اور کہا نووی نے کہ نہی اس حدیث میں کراہت کے واسطے ہے یعنی انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے اور حکایت کی قرطبی نے مارزی سے کہ منع ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب شراب ان پر حرام ہوئی اور ان کو سخاوت پر رغبت دلاتی تھی تو حضرت ﷺ نے مکروہ جانا کہ اس حرام چیز کا نام وہ رکھا جائے جو اُبھارے ان کی طبیعتوں کو اس کی طرف وقت ذکر اس کے کے سو ہوگا یہ مانند محرک کے واسطے ان کے اور یہ محمول ہے اوپر ارادے اُکھاڑنے مادے کے ساتھ ترک کرنے تسمیہ اصل خمر کے ساتھ اس نام بہتر کے اور اسی واسطے وارد ہوئی نہی کبھی انگور سے اور کبھی اس کے درخت سے پس ہوگی تنفیر ساتھ فحوے کے اس واسطے کہ جب منع ہے نام رکھنا اس کا جو حلال ہے حال میں ساتھ نام بہتر کے واسطے اس کے کہ حاصل ہوتی ہے اس سے شراب بالقوہ تو شراب کو کرم کہنا بطریق اولیٰ منع ہوگا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ تھا مشتق ہونا کرم کا کرم سے اور زمین کریمہ وہ بہتر زمین ہے سو نہیں لائق ہے یہ کہ تعبیر کیا جائے ساتھ اس صفت کے مگر ایماندار کا دل کہ وہ بہتر ہے سب چیزوں سے اس واسطے کہ ایماندار بہتر ہے سب حیوانوں میں اور اس میں سب سے بہتر چیز اس کا دل ہے اس واسطے کہ جب وہ سنورا تو سب بدن سنورا اور وہ زمین ہے ایمان کے واسطے اور کرم کو جو ایماندار کے دل کے ساتھ تشبیہ دی تو اس میں معنی لطیف ہیں اس واسطے کہ شیطان کے اوصاف جاری ہوتے ہیں ساتھ کرمت کے جیسا کہ جاری ہوتا ہے شیطان آدمی میں جگہ بہنے خون کے سو جب ایماندار شیطان سے غافل ہو تو ڈالتا ہے اس کو مخالفت میں جیسے اگر کوئی اپنے انگور کے شیرہ سے غافل ہو تو شراب بن جاتا ہے پس ناپاک ہو جاتا ہے اور نیز قوی کرتا ہے تشبیہ کو یہ کہ شراب خود بخود ایک

گھڑے میں پلٹ کر سرکہ ہو جاتا ہے یا سرکہ بنانے سے پس ہو جاتا ہے پاک اور اسی طرح ایماندار بھی اسی وقت پاک ہو جاتا ہے ساتھ توبہ خالص کے گناہوں کی پلیدی سے جن کے سبب سے ناپاک ہو گیا تھا یا تو خود بخود توبہ کرتا ہے یا کسی کے نصیحت کرنے سے پس لائق ہے عاقل کو کہ اپنے دل کے معالجے میں کوشش کرے تا کہ نہ ہلاک ہو جائے اور حالانکہ وہ اوپر صفت مذموم کے ہو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ فِيْهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہنا مرد کا دوسرے کو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان اس باب میں حدیث زبیر رضی اللہ عنہ کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ مجاز ہے رضا سے یعنی میرے ماں باپ مبذول ہیں تیرے واسطے اور یہ زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث مناقب میں گزر چکی ہے اور اس میں یہ قول زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے اپنے ماں باپ کو جمع کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

٥٧١٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ارْمِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ أَظُنُّهُ يَوْمَ أُحُدٍ.

٥٧١٦۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں سنا کسی کو کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان میں گمان کرتا ہوں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ

کہنا مرد کا دوسرے سے کہ اللہ مجھ کو تجھ پر قربان کرے

فائدہ: یعنی کیا مباح ہے یا مکروہ اور جمع کیا ہے سب حدیثوں کو جو جواز پر دلالت کرتی ہیں ابوبکر بن ابی عاصم نے اور جزم کیا ہے اس نے ساتھ جائز ہونے اس کے کے اور کہا کہ بادشاہ اور رئیس اور اہل علم کو یہ کہنا جائز ہے اور اگر یہ منع ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قائل کو اس سے منع کرتے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا

یعنی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نے اپنے ماں باپ آپ پر قربان کیے

فائدہ: یہ حدیث پوری معہ شرح کے مناقب میں گزر چکی ہے۔

٥٧١٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ

٥٧١٧۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سامنے سے آئے یعنی جنگ خیبر سے پلٹ کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهٖ فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَا وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ فَأَلْقٰى أَبُوْ طَلْحَةَ ثَوْبَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَصَدَ قَصْدَهَا فَأَلْقٰى ثَوْبَهٗ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ قَالَ أَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.

اس کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کیے تھے سو جب بعض راہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا سو حضرت ﷺ اور عورت گر پڑے اور کہا کہ گمان کرتا ہوں کہ کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اونٹ سے گرایا اور حضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا حضرت! اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کیا آپ کو کچھ تکلیف پہنچی؟ فرمایا کہ نہیں لیکن لازم جان اپنے اوپر حفاظت عورت کی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا اور عورت کی طرف قصد کیا اور اس پر کپڑا ڈالا سو عورت اٹھ کھڑی ہوئی سو ان کے واسطے ان کی سواری پر کجاوہ باندھا پھر دونوں سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ جب مدینے کی پشت پر پہنچے یا کہا مدینے پر بلند ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں سو ہمیشہ رہے یہ کہتے یہاں تک کہ مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے کہا طبری نے کہ ان حدیثوں میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے اس قول کے اور ایک روایت میں ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ پر داخل ہوئے اور حضرت ﷺ بیمار تھے سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ مجھ کو آپ پر فدا کرے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اپنا گنوار پن نہیں چھوڑا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے منع پر اس واسطے کہ وہ صحت میں ان حدیثوں کے برابر نہیں اور بر تقدیر ثبوت کے اس میں صریح منع نہیں بلکہ اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ وہ ترک اولیٰ ہے بیچ کہنے کے واسطے بیمار کے یا ساتھ دل لگانے کے یا ساتھ دعا اور آہ کے۔ (فتح)

بَابُ أَحَبِّ الْأَسْمَآءِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَوْلِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ يَا بُنَيَّ

اللہ کے نزدیک بہت پیارا نام کون سا ہے؟ اور کہنا مرد کا اپنے ساتھی سے اے بیٹا!

۵۷۱۸۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

۵۷۱۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو ہم نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور ہم تجھ کو اکرام نہیں کریں گے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔

فائدہ: مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور ملحق ہے ساتھ ان کے جو ان کی مثل ہے مانند عبدالرحیم اور عبدالصمد وغیرہ کے اور یہ نام اللہ کے نزدیک بہت پیارے اس واسطے ہیں کہ وہ بغل گیر ہیں اس چیز کو کہ وہ وصف واجب ہے واسطے اللہ کے اور اس کو جو وصف واجب ہے واسطے آدمی کے اور وہ عبودیت ہے پھر منسوب کیا گیا عبد طرف رب کی اضافت حقیقی پس صادق ہوا مفرد کرنا ان ناموں کا اور شریف ہوئے ساتھ اس ترکیب کے پس حاصل ہوئی ان کے واسطے یہ فضیلت اور کہا اس کے غیر نے کہ حکمت صرف ان دو ناموں کے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ قرآن میں عبد کی نسبت اللہ کے ان دونوں ناموں کے سوائے اور کسی نام کی طرف واقع نہیں ہوئی اور بعض شارحین نے کہا کہ اللہ کے واسطے نام ہیں بہتر اور ان میں اصول ہیں اور فروع یعنی باعتبار اشتقاق کے اور اصول ہیں یعنی باعتبار معنی کے سو اصول کے اصول دو نام ہیں اللہ اور رحمٰن اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے مشتمل ہے سب ناموں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ﴾ اسی واسطے نہیں نام رکھا گیا ساتھ ان کے کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور جب یہ مقرر ہو چکا تو ہوگی اضافت ہر ایک کی دونوں میں سے طرف اللہ تعالیٰ کے محض حقیقی سو ظاہر ہوئی وجہ بہت پیارے ہونے کی اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ترجمہ سے مطابق ہونا دشوار ہے اور قریب تر یہ ہے کہ جب انہوں نے اس پر انکار کیا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت سے تیری کنیت نہیں رکھیں گے تو اس نے تقاضا کیا کہ کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ اس کا نام عبدالرحمٰن رکھے تو اختیار کیا اس کے واسطے وہ نام کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس سے خوش ہو جب کہ بدلہ اسم کو سو حال نے تقاضا کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مشورہ دیں گے اس کو مگر بہتر نام سے اور اس کے احسن ہونے کی توجیہ اول باب میں گزر چکی ہے اور اس حدیث سے لیا جاتا ہے مشروع ہونا کنیت کا ساتھ اولاد کے اور نہیں خاص ہے ساتھ پہلی اولاد کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي قَالَهُ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے بیان میں کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو کہا ہے

أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت میں گزر چکی ہے۔

۵۷۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوْا لَا نَكْنِيْهِ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

۵۷۱۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو اصحاب نے کہا کہ ہم اس کی کنیت نہیں رکھیں گے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر یعنی کسی کی کنیت ابوالقاسم نہ رکھو۔

۵۷۲۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ.

۵۷۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھو میری کنیت کو۔

۵۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوْا لَا نَكْنِيْكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ.

۵۷۲۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک مرد کے یہاں لڑکا پیدا ہوا سو اس نے اس کا نام قاسم رکھا تو ہم نے کہا کہ ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور نہ انعام کریں گے تجھ پر ساتھ اس کے سو تیری آنکھ اس سے ٹھنڈی ہو سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ حال آپ سے ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ۔

فائدہ: کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت پر کنیت رکھنا یعنی کسی کو ابوالقاسم کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کے تین مذہب ہیں، اول یہ کہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ثابت ہوا یہ شافعی رحمہ اللہ سے دوسرا یہ کہ جائز ہے مطلق اور نہی خاص ہے ساتھ زندگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے، تیسرا یہ کہ جس کا نام محمد ہو اس کے واسطے جائز نہیں اور جس کا نام محمد نہ ہو اس کے واسطے جائز ہے کہا رافعی نے شاید کہ یہی ہے صحیح تر اس واسطے کہ لوگ ہمیشہ سے اس کو کرتے آئے ہیں تمام شہروں میں بغیر انکار کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ مخالف ہے واسطے ظاہر حدیث کے اور ساتھ پہلے مذہب کے قائل ہیں ظاہر یہ اور مبالغہ کیا ہے بعض نے کہ نہیں جائز ہے واسطے کسی کے کہ اپنے بیٹے کا نام

قاسم رکھے تا کہ اس کی کنیت ابوالقاسم نہ رکھی جائے اور حکایت کیا ہے طبری نے مذہب چوتھا اور وہ یہ کہ منع ہے نام رکھنا ساتھ محمد کے مطلق اور اسی طرح کنیت رکھنا ساتھ ابوالقاسم کے مطلق اور اس کی سند وہ چیز ہے جو عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کا نام محمد سے بدل کر اور نام رکھا اور ایک مرد نے کہا کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرا نام محمد رکھا ہے تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا پس یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا اور پانچواں مذہب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مطلق منع ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تفصیل ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو اس کے واسطے ابوالقاسم کنیت رکھنا منع ہے اور جس کا نام کچھ اور ہو اس کو منع نہیں اور دوسرے مذہب کی حجت یہ ہے جو محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام محمد رکھا اور میری کنیت ابوالقاسم رکھی، روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے اور اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ یہ نہی کراہت کے واسطے ہے نہ واسطے تحریم کے اور اگر حرام ہوتا تو اصحاب علی رضی اللہ عنہ پر انکار کرتے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے امر اس چیز میں کہ اس نے کہا سو شاید کہ انہوں نے معلوم کیا کہ یہ رخصت خاص علی رضی اللہ عنہ کے واسطے ہے اور کسی کے واسطے نہیں یا انہوں نے سمجھا کہ یہ نہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ خاص ہے اور یہ قوی تر ہے اس واسطے کہ بعض اصحاب نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی اور وہ طلحہ بن عبیداللہ ہے اور البتہ جزم کیا ہے طبری نے کہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ کنیت رکھی تھی اور اسی طرح سب محمد ہیں یعنی ابن ابی بکر اور ابن سعد اور ابن جعفر اور ابن عبدالرحمٰن اور ابن حاطب اور ابن اشعث کی کنیت بھی ابوالقاسم ہے اور یہ کہ ان کے باپوں نے ان کی یہ کنیت رکھی، کہا عیاض نے اور ساتھ اس کے قائل ہیں جمہور سلف اور خلف اور فقہاء امصار کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کسی کو ابوالقاسم کہنا منع تھا بعد میں نہیں اور حاصل کلام یہ کہ قریب تر طرف انصاف کے اخیر مذہب ہے جو مفصل ہے یعنی پانچواں مذہب اور کہا شیخ ابومحمد بن ابی جمرہ نے اس کے بعد کہ اشارہ کیا طرف ترجیح مذہب ثالث کے باعتبار جواز کے لیکن اولیٰ اول مذہب کو پکڑنا ہے یعنی مطلق منع ہے اس واسطے کہ اس میں ذمہ بری ہوتا ہے اور حرمت اور تعظیم زیادہ ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ

باب ہے بیچ نام حزن کے یعنی حزن نام رکھنا منع ہے

٥٧٢٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ حَزْنٌ قَالَ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتِ

٥٧٢٢۔ حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کا باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حزن، یعنی سخت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سہل ہے یعنی نرم اس نے کہا میں نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا، کہا ابن مسیب نے سو اس کے بعد ہمیشہ ہم میں سخت خوئی رہی ہے۔

الْحُزُوْنَةُ فِينَا بَعْدُ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَحْمُوْدٌ هُوَ ابْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بِهٰذَا.

فائدہ: کہا ابن بطال نے اس میں ہے کہ حکم ساتھ بہتر نام رکھنے کے اور بدلنے نام کے طرف بہتر کی نہیں ہے واسطے وجوب کے۔ (فتح)

بَابُ تَحْوِيْلِ الْاِسْمِ إِلَى اسْمٍ أَحْسَنَ مِنْهُ — ایک نام کو دوسرے بہتر نام سے بدلنا

فائدہ: یہ ترجمہ نکالا گیا ہے اس چیز سے کہ عروہ سے مرسل روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی برا اسم سنتے تو اس کو اچھے نام سے بدل ڈالتے اور موصول کیا ہے اس کو ترمذی نے۔

٥٧٢٣۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُوْ أُسَيْدٍ بِابْنِهٖ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ قَلَبْنَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا اسْمُهٗ قَالَ فُلَانٌ قَالَ وَلٰكِنْ أَسْمِهِ الْمُنْذِرَ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

۵۷۲۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منذر بن ابی اُسید رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا جب کہ پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے اس کو اپنی ران پر رکھا اور ابو اُسید بیٹھا تھا سو حضرت ﷺ مشغول ہوئے کسی چیز سے جو آپ کے آگے تھی سو حکم کیا ابو اُسید نے ساتھ اٹھانے اپنے بیٹے کے سو اٹھایا گیا حضرت ﷺ کی ران سے سو حضرت ﷺ شغل سے فارغ ہوئے اور دھیان کیا تو فرمایا کہاں ہے لڑکا؟ ابو اُسید نے کہا کہ یا حضرت! ہم نے اس کو اپنے گھر کی طرف پھر بھیجا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہے نام اس کا؟ کہا فلانا فرمایا لیکن اس کا نام منذر ہے یعنی یہ اسم جو تو نے اس کا رکھا ہے اس کے ساتھ لائق نہیں بلکہ وہ منذر ہے سو حضرت ﷺ نے اس کا نام اس دن منذر رکھا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا نام فلانا ہے تو معلوم نہیں کہ اس نے اس کا کیا نام بتلایا تھا سو شاید وہ نام اچھا نہیں تھا اس واسطے اس سے چپ رہا یا بعض راوی اس کو بھول گئے اور حضرت ﷺ نے اس کا نام منذر رکھا نیک فال کے واسطے کہ اس کے واسطے علم ہو جس کے ساتھ ڈرائے۔ (فتح)

٥٧٢٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا

۵۷۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زینب کا نام

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيْلَ تُزَكِّيْ نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ.

برہ تھا سو کہا گیا کہ وہ اپنے آپ کو بے عیب جانتی ہے تو حضرت ﷺ نے اس کا نام زینب رکھا۔

فائدہ: اور مراد اس سے حضرت ﷺ کی بیوی زینب بنت جحش ہیں یا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی۔

۵۷۲۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ أَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ.

۵۷۲۵۔ حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کا دادا حزن حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام حزن ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا بلکہ تو سہل ہے اس نے کہا کہ میں نہیں بدلوں گا جو میرے باپ نے میرا نام رکھا، کہا ابن مسیّب نے سو ہمیشہ رہی ہم میں سخت خوئی اس کے بعد۔

فائدہ: کہا طبری نے نہیں لائق ہے نام رکھنا جس کے معنی قبیح ہوں اور نہ جس میں تزکیہ ہو اور نہ جس کے معنی میں گالی ہو اور نام اگرچہ اعلام ہیں واسطے اشخاص کے حقیقت صفت کی اُن سے مقصود نہیں ہوتی لیکن وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کوئی سننے والا نام سنے سو گمان کرے کہ وہ صفت ہے واسطے مسمی کے اسی واسطے حضرت ﷺ بدلتے تھے نام کو طرف اس نام کی کہ اگر نام والے کو اس کے ساتھ بلایا جائے تو سچ ہو اور حضرت ﷺ نے چند نام بدلے لیکن نہ بطور منع کے بلکہ بطور اختیار کے یعنی اس واسطے نہیں بدلے تھے کہ ان کے ساتھ نام رکھنا منع تھا اور اسی واسطے جائز رکھا ہے مسلمانوں نے کہ قبیح کا نام حسن رکھیں اور فاسد کا نام صالح اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حضرت ﷺ نے حزن پر نام کا بدلنا لازم نہ کیا جب کہ اس نے نام بدلنے سے انکار کیا اور اگر یہ لازم ہوتا تو اس کے اس کے قول پر برقرار نہ رکھتے کہ میں اپنا نام نہیں بدلوں گا اور البتہ وارد ہوا ہے حکم ساتھ اچھا نام رکھنے کے ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے سو اپنے نام اچھے رکھا کرو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ سَمّٰى بِأَسْمَآءِ الْأَنْبِيَآءِ

جو نام رکھے پیغمبروں کے نام سے

فائدہ: اور اس باب میں دو صریح حدیثیں وارد ہوئی ہیں ایک مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے پیغمبروں اور نیکوں کے نام پر نام رکھا کرتے تھے اور دوسری حدیث ابووہب کی ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نام رکھا کرو پیغمبروں کے نام پر اور بہت پیارا نام اللہ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمن ہے اور بہت سچا حارث اور ہمام ہے اور بہت برا حرب اور مرہ ہے بعض نے کہا حارث اور ہمام اس واسطے کہ بندہ بیج کھیتی دنیا کے ہے یا آخرت کے اور اس واسطے کہ وہ قصد کرتا ہے ایک چیز کا بعد دوسری کے اور حرب اور مرہ میں ناخوشی اور تلخی ہے اور گویا کہ یہ دونوں حدیثیں بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھیں تو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ استنباط کیا اس کو باب کی حدیثوں سے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کو مکروہ جانتا ہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے گزرا کہ انہوں نے طلحہ کی اولاد کا نام بدلنا چاہا اور ان کے نام پیغمبروں کے نام پر تھے اور نیز روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں حدیث یوسف بن عبداللہ کی کہ اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف رکھا اور اس کی سند صحیح ہے۔ (فتح)

وَقَالَ أَنَسٌ قَبَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ يَعْنِي ابْنَهُ

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو چوما

فائدہ: یہ حدیث پوری جنازے میں گزر چکی ہے۔

۵۷۲۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيْمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ.

۵۷۲۶۔ حضرت اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے کہا کہ کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا (ہاں لیکن) لڑکپن میں مر گئے تھے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پیغمبر کا ہونا مقدر ہوتا تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن ابی اوفی نے اور ایسی بات رائے اور قیاس سے نہیں کہی جاتی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب ابراہیم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا فوت ہوا تو فرمایا کہ اس کے واسطے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر زندہ رہتا تو ہوتا صدیق نبی اور البتہ اس کے ماموں آزاد ہوتے اور احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو پیغمبر ہوتا لیکن نہ تھا کہ زندہ رہے اس واسطے کہ تمہارا پیغمبر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلا پیغمبر ہے پس یہ چند حدیثیں صحیح ہیں ان اصحاب سے کہ انہوں نے یہ مطلق کہا سو میں نہیں جانتا کہ کیا باعث ہوا ہے نووی رحمہ اللہ کو کہ اس نے انکار کیا ہے اور کہا کہ یہ

جرأت ہے غیب کی چیزوں پر۔(فتح)

۵۷۲۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ.

۵۷۲۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم مر گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اس کے واسطے بہشت میں دودھ پلانے والی ہے (جو اس کے دودھ پلانے کی مدت کو پورا کریں گی)۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ جب وہ فوت ہوا تو اس وقت ۱۶ یا ۱۸ مہینے کا تھا۔

۵۷۲۸۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر میں تو قاسم ہوں تم میں تقسیم کرتا ہوں اور روایت کیا ہے اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۵۷۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

۵۷۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نام رکھا کرو میرے نام پر اور نہ کنیت رکھا کرو میری کنیت پر اور جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بے شک اس نے مجھ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا اور جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

۵۷۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ وُلِدَ لِي

۵۷۳۰۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور چبا کر اس

غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوْسٰى.

کے حلق میں لگائی اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور مجھ کو دیا اور وہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑا تھا۔

فائدہ: اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت اس کی اولاد پیدا ہونے سے پہلے تھی ورنہ اس کی کنیت اس کے بیٹے ابراہیم کے نام پر رکھی جاتی اور نہیں منقول ہے کہ کسی نے اس کی کنیت ابوابراہیم رکھی ہو۔

٥٧٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۳۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج میں گہن ہوا جس دن ابراہیم فوت ہوا روایت کیا ہے اس کو ابوبکرہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نام رکھنا پیغمبروں کے نام سے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے سعید بن میتب رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے نزدیک بہت پیارے نام پیغمبروں کے نام ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا اس کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تا کہ نہ گالی دیا جائے کوئی جو نام رکھا گیا ہو ساتھ اس کے سو ارادہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسم کی تعظیم کا تا کہ نہ ذلیل ہو بیچ اس کے اور یہ قصد بہتر ہے اور ذکر کیا ہے طبری نے کہ حجت اس میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ ان کا نام محمد رکھتے ہیں پھر ان کو لعنت کرتے ہیں اور یہ روایت ضعیف ہے اور برتقدیر ثابت ہونے اس کے سو نہیں ہے اس میں حجت واسطے منع کے بلکہ اس میں نہی ہے اس کے لعنت کرنے سے جس کا نام محمد ہو اور کہا جاتا ہے کہ نام شہیدوں کے نام ہیں تو اس نے کہا کہ میں اُمید وار ہوں کہ میرے بیٹے شہید ہوں اور تو امید وار نہیں کہ تیرے بیٹے پیغمبر ہوں سو اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ اس کا یہ فعل اولیٰ ہے طلحہ رضی اللہ عنہ کے فعل سے۔ (فتح)

بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيْدِ

ولید نام رکھنا

فائدہ: وارد ہوئی ہے بیچ مکروہ ہونے اس نام کے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مرد اپنے غلام یا لڑکے کا نام حرب یا ولید رکھے اور اس کی سند ضعیف ہے اور روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن میتب رحمہ اللہ سے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی کے ہاں لڑکا ہوا سو اس نے اس کا نام ولید رکھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کا نام اپنے فرعونوں کے نام پر رکھا البتہ اس امت میں ایک مرد ہو گا اس کو ولید کہا جائے گا اور وہ بڑا

فتنہ انگیز ہوگا اس مت پر فرعون سے کہا اوزاعی نے سو وہ لوگ دیکھتے تھے کہ وہ ولید بن عبدالملک ہے پھر ہم نے دیکھا کہ وہ ولید بن یزید ہے واسطے فتنہ میں پڑنے لوگوں کے ساتھ اس کے جب کہ لوگ اس سے باغی ہوئے اور اس کو قتل کیا اور اسی سبب سے اس امت پر فتنوں کا دروازہ کشادہ ہوا اور بہت ہوا ان میں قتل ہونا اس کے نام کو بدل ڈالو سو انہوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور چونکہ یہ حدیث بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہ تھی تو اپنی عادت کے موافق اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور وارد کی اس میں وہ حدیث جو دلالت کرتی ہے جواز پر اس واسطے کہ اگر یہ نام مکروہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بدل ڈالتے جیسے کہ آپ کی عادت تھی سو بے شک حدیث مذکور کے بعض طریق میں ہے کہ ولید بن ولید مذکور اس کے بعد مدینے میں ہجرت کر کے آیا سو نہیں منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدلہ ہوا اور جو بدلہ تھا وہ اس کے بیٹے کا نام تھا۔ (فتح)

٥٧٣٢۔ أَخْبَرَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

٥٧٣٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو کہا کہ الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ربیعہ کو اور مکے کے دبے کمزور مسلمانوں کو اور اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور اُن پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنَ اسْمِهِ حَرْفًا

جو اپنے ساتھی کو بلائے اور اس کے نام سے کوئی حرف کم کرے

وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هِرٍّ

یعنی اور کہا ابو حازم نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہر!

فائدہ: اور اس نام میں فی الجملہ کچھ کمی ہے لیکن ایک حرف نہیں اور شاید کہ لحاظ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس اسم کی تصغیر سے پہلے اور وہ ہرۃ ہے سو جب حذف کی جائے یہی اخیر تو صادق آئے گا یہ کہ ایک حرف کو آپ نے نام سے کم کیا پس حدیث ترجمہ کے مطابق ہے اور ادب مفرد میں حرف کے بدلے شیئا کہا ہے۔ (فتح)

٥٧٣٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

٥٧٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا نَرٰى.

نے فرمایا اے عائش! یعنی اے عائشہ! یہ جبریل تجھ کو سلام کرتے ہیں کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس کو سلام اور رحمت اللہ تعالیٰ کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت ﷺ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی۔

٥٧٣٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوْقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنْجَشْ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

۵۷۳۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا عورتوں میں تھیں جو اونٹوں پر سوار تھیں اور انجشہ حضرت ﷺ کا غلام ان کو ہانکتا تھا یعنی سرود سے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے انجش! آہستہ آہستہ چل اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک۔

فائدہ: اور مطابقت ان دونوں حدیثوں کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔

بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُّوْلَدَ لِلرَّجُلِ

لڑکی کی کنیت رکھنا اور کنیت رکھنا مرد کی پہلے اس سے کہ اس کے اولاد پیدا ہو

٥٧٣٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِيْ أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُوْ عُمَيْرٍ قَالَ أَحْسِبُهُ فَطِيْمًا وَكَانَ إِذَا جَآءَ قَالَ يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِيْ تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُوْمُ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّيْ بِنَا.

۵۷۳۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں سے زیادہ تر خوش تھے (یہ بطور تمہید کے کہا) اور میرا ایک بھائی تھا اس کو ابو عمیر کہا جاتا تھا میں اس کو گمان کرتا ہوں کہ وہ فطیم تھا یعنی دودھ چھوڑایا گیا تھا بعد کامل ہونے مدت رضاعت کے اور جب حضرت ﷺ تشریف لاتے کہتے تھے اے ابو عمیر! کیا کیا لال نے وہ لال جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا سو اکثر اوقات نماز کا وقت آتا حالانکہ حضرت ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے سو حکم کرتے ساتھ جھاڑنے بستر کے جو آپ کے نیچے ہوتا سو جھاڑا جاتا اور اس پر پانی چھڑکا جاتا پھر

نماز کو کھڑے ہوتے اور ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے
سو ہم کو نماز پڑھاتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں آیا کرتے تھے ان کے گھر میں آ کر سویا کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ایک دن ہمارے گھر میں تشریف لائے سو کہا اے ام سلیم! کیا ہے میرے واسطے کہ میں تیرے بیٹے ابوعمیر کو غمگین دیکھتا ہوں؟ اس نے حضرت ﷺ کو خبر دی اور یہ حدیث مطابق ہے واسطے ایک رکن ترجمہ کے اور رکن دوسرا ماخوذ ہے الحاق سے بلکہ ساتھ طریق اولیٰ کے اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کی طرف رد کی اس پر جو منع کرتا ہے کنیت رکھنے کو اس کے واسطے جس کی اولاد نہ ہو اس سند سے کہ وہ واقع کے خلاف ہے سو روایت کی ہے طحاوی وغیرہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صہیب سے کہا کہ کیا سبب ہے کہ تجھ کو لوگ ابویحییٰ کنیت کرتے ہیں اور حالانکہ تیری اولاد نہیں اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے میری کنیت رکھی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے علقمہ کی کنیت رکھی اس کی اولاد ہونے سے پہلے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی کنیت ابوعبدالرحمٰن رکھی پہلے اس سے کہ اس کی اولاد ہو کہا علماء نے کہ لڑکے کی کنیت رکھتے تھے نیک فال کے واسطے کہ فال لیتے تھے ساتھ اس کے کہ وہ جیتا رہے یہاں تک کہ اس کی اولاد پیدا ہوگی اور واسطے امن کے لقب ڈالنے سے یعنی تاکہ اس پر کوئی لقب غالب نہ آئے اور اس حدیث میں بہت فائدے ہیں جمع کیا ہے ان کو ابوالعباس احمد معروف ابن قاص فقیہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جز مفرد میں اور ذکر کیا ہے اس نے اول کتاب میں کہ بعض لوگوں نے اہلحدیث پر عیب کیا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں بعض ایسی حدیثوں کو روایت کرتے ہیں کہ ان میں کچھ فائدہ نہیں اور اس نے نہیں جانا کہ اس حدیث میں کئی مسئلے ہیں فقہ کے اور کئی فن ہیں ادب کے پھر کہا کہ اس حدیث میں ساٹھ مسئلے ہیں فقہ اور ادب کے سو میں نے ان کو چھانٹ کر لکھا ہے اور جو مجھ کو میسر ہوا اس پر زیادہ کیا سو کہا اس نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے آہستہ چلنا اس واسطے کہ اس کے ایک طریق میں ہے کہ جب حضرت ﷺ چلتے تھے تو تکیہ کرتے تھے اور بھائیوں کی ملاقات کرنا، اور یہ کہ جائز ہے مرد کو ملاقات کرنا اجنبی عورت سے جب کہ نہ ہو جوان اور امن ہو فتنہ سے، اور خاص کرنا امام کا بعض رعیت کو ساتھ ملاقات کے، اور اختلاط بعض رعیت سے سوائے بعض کے، اور چلنا حاکم کا تنہا، اور یہ کہ بہت ملاقات کرنا دوستی کو کم نہیں کرتا، اور یہ جو فرمایا کہ ملاقات کیا کر ایک دن درمیان ایک تو یہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جو طمع کے واسطے ملاقات کرے اور نہی کثرت اختلاط لوگوں کے سے مخصوص ہے ساتھ اس کے جو فتنے اور ضرر سے ڈرے اور اس میں مشروع ہونا مصافحہ کا ہے واسطے دلیل قول انس رضی اللہ عنہ کے بیچ اس کے کہ نہیں چھوا میں نے کسی ہتھیلی کو جو حضرت ﷺ کی ہتھیلی سے نرم تر ہو اور خاص کرنا اس کا ساتھ مرد کے سوائے عورت کے اور یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنا زائر کا اس کے گھر میں جس کی ملاقات

کرے خاص کر جب کہ ہو زائر ان لوگوں میں سے جن کے ساتھ برکت طلب کی جاتی ہے اور یہ کہ جائز ہے پڑھنا نماز کا چٹائی پر اور ترک کرنا تقرر کا اس واسطے کہ حضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ گھر میں لڑکا ہے اور باوجود اس کے گھر میں نماز پڑھی اور بیٹھے اور یہ کہ سب چیزیں اوپر یقین طہارت کے ہیں اس واسطے کہ ان کا چٹائی پر پانی چھڑکنا فقط ستھرائی کے واسطے تھا اور یہ کہ مختار نمازی کے واسطے یہ ہے کہ زیادہ تر پر راحت حال میں کھڑا ہو برخلاف اس کے جو مستحب جانتا ہے مشددین سے کہ پر کوشش حال میں کھڑا ہو اور یہ کہ جائز ہے اُٹھانا عالم کا اپنے علم کو اس کی طرف جو اس سے فائدہ اٹھائے اور اس میں فضیلت ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لوگوں کی اور اس کے گھر کی کہ ہو گیا ان کے گھر میں قبلہ کہ یقین ہے ساتھ صحت اس کی کے اور یہ کہ جائز ہے خوش طبعی کرنا اور مکرر کرنا خوش طبعی کا اور یہ کہ وہ مباح بطور سنت ہے نہ رخصت اور یہ کہ خوش طبعی کرنا ساتھ اس لڑکے کے جس کو تمیز نہ ہو جائز ہے اور اس حدیث میں ترک کرنا تکبر اور ترفع کا ہے اور اس میں فرق ہے کہ جب کوئی راہ میں چلے تو باعزت چلے اور جب گھر میں ہو تو خوش طبعی کرے اور یہ جو وارد ہوا ہے کہ منافق کا باطن اس کے ظاہر کے مخالف ہوتا ہے تو یہ عموم پر نہیں اور اس حدیث میں استدلال کرنا ہے ساتھ آنکھ کے اوپر حال آنکھ والے کے کہ استدلال کیا حضرت ﷺ نے ظاہری غم سے اور پر غم باطن کے یہاں تک کہ حکم کیا کہ وہ غمگین ہے اور اس میں مہربانی کرنا ہے ساتھ صدیق کے چھوٹا ہو یا بڑا اور سوال اس کے حال سے اور یہ کہ جو حدیث کہ وارد ہوئی بیچ زجر کے لڑکے کے رونے سے وہ محمول ہے اس پر کہ جب کہ روئے کسی سبب عامد سے یا ایذا سے بغیر حق کے اور اس حدیث میں قبول کرنا خبر واحد کا ہے اس واسطے کہ جس نے ابوعمیر کے غم کے سبب سے خبر دی اور وہ اسی طرح تھا اور یہ کہ جائز ہے کنیت رکھنی اس کی جس کی اولاد نہ ہو اور جائز ہے کھیلنا چھوٹے لڑکے کا ساتھ جانور کے اور جائز ہے ماں باپ کے واسطے کہ اپنے لڑکے کو چھوڑیں کہ وہ کھیلے جس کے ساتھ کھیلنا مباح ہے اور جائز ہے خرچ کرنا مال کا اس چیز میں کہ کھیلے ساتھ اس کے لڑکا مباح چیزوں سے اور جائز ہے بند رکھنا جانور کا پنجرے وغیرہ میں اور جانور کے پروں کا کترنا اس واسطے کہ ابوعمیر کے جانور کا حال کسی ایک سے خالی نہیں اور جو واقع ہو دوسرا ملحق ہوگا ساتھ اس کے حکم میں اور یہ کہ جائز ہے داخل کرنا شکار کا حل سے حرم میں اور بند رکھنا اس کا بعد داخل کرنے اس کے کے برخلاف اس کے جو منع کرتا ہے اس کے بند رکھنے کو اور قیاس کرتا ہے اس کو اس پر جو شکار کرے پھر احرام باندھے کہ واجب ہے اس پر چھوڑ دینا اس کا اور یہ کہ جائز ہے مصغر کرنا اسم کا اگرچہ حیوان کا نام ہو اور یہ کہ جائز ہے مواجہت لڑکے کی ساتھ خطاب کے یعنی اس کو مخاطب کرنا جائز ہے برخلاف اس کے جو کہتا ہے کہ دانا نہ خطاب کرے مگر سمجھ والے کو اور صواب جواز ہے جس جگہ جواب کی طلب نہ ہو اور اس حدیث میں معاشرت لوگوں کی ہے بقدر ان کی عقلوں کے اور یہ کہ جائز ہے قیلولہ کرنا غیر کے گھر میں اگرچہ اس کی بیوی اس میں نہ ہو اور مشروع ہونا قیلولہ کا اور یہ کہ جائز ہے قیلولہ حاکم کا بعض رعیت کے گھر میں اگرچہ عورت ہو اور داخل ہونا مرد

کا اجنبی عورت کے گھر میں اور اس کا خاوند موجود نہ ہو اگرچہ محرم نہ ہو جب کہ فتنے سے امن ہو اور اس حدیث میں اکرام زائر کا ہے اور یہ کہ خفیف چھین سنت کے مخالف نہیں اور یہ کہ تشیع مزور کی زائر کی نہیں ہے وجوب پر اور جو باقی رہا اس حدیث کے فوائد سے یہ ہے کہ بعض مالکیہ اور خطابی نے شافعیہ میں سے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مدینے کا شکار حرام نہیں اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے جو ابن قاص نے کہی کہ وہ شکار کیا گیا تھا حل میں پھر داخل کیا گیا حرم مدینے میں پس اسی واسطے مباح ہوا بند رکھنا اس کا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حرم مدینے کا شکار حرام نہ ہو اور جواب دیا ہے ابن تین نے کہ یہ شکار مدینے کے حرام ہونے سے پہلے تھا اور عکس کیا ہے اس کا بعض حنفیہ نے سو کہا کہ قصہ ابوعمیر کا دلالت کرتا ہے کہ جو حدیث کہ مدینے کے شکار کے حرام ہونے میں وارد ہوئی ہے وہ منسوخ ہے اور دونوں قول کا تعاقب کیا گیا ہے اور جو جواب دیا ہے ابن قاص نے خطاب کرنے سے ساتھ اس لڑکے کے جس کو تحقیق کی تمیز نہ ہو اس میں جواز مواجہت اس کی ہے ساتھ خطاب کے جب کہ خطاب کو سمجھتا ہو اور ہو گا اس میں فائدہ اگرچہ ساتھ دل لگانے کے ہو اور اسی طرح بیچ تعلیم کرنے اس کے کے حکم شرعی کو وقت قصد عادت ڈالنے اس کے اس پر کہ لڑکپن سے جیسا کہ حسن کے قصے میں ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے کھجور منہ سے نکال ڈال اور بے تمیز لڑکے کے ساتھ مطلق خطاب کرنا بھی جائز ہے جب کہ اس سے حاضرین کا خطاب مقصود ہو یا سمجھنے والوں سے استفہام منظور ہو اور بہت وقت کہا جاتا ہے چھوٹے لڑکے سے جو بالکل کچھ نہیں سمجھتا کہ تیرا کیا حال ہے اور مراد سوال اس کے اٹھانے والے سے ہوتا ہے اور نیز اس حدیث کے فائدوں سے ہے پانی چھڑکنا اس چیز میں جس کی پاکی کا یقین نہ ہو اور یہ کہ اسماء علام یعنی ناموں سے ان کے معنی مراد نہیں ہوتے اور یہ کہ بولنا ان کا مسمیٰ پر نہیں مستلزم ہے کذب کو اس واسطے کہ وہ لڑکا کسی کا باپ نہ تھا اور حالانکہ ابوعمیر بولا گیا اور اس میں جواز سجع کا ہے کلام میں یعنی کلام میں تک بندی جائز ہے جب کہ نہ تکلف سے اور یہ کہ نہیں منع ہے یہ پیغمبر سے جیسا کہ منع تھا آپ کو جوڑنا شعروں کا اور اس حدیث میں اتحاف زائر کا ہے یعنی زائر کو تحفہ دینا جو اس کو خوش لگے ماکول وغیرہ سے اور اس میں جواز روایت کا ہے ساتھ معنی کے اس واسطے کہ یہ قصہ ایک ہے اور مختلف الفاظ کے ساتھ آیا ہے اور یہ کہ جائز ہے اقتصار کرنا بعض حدیث پر کبھی اور پورا بیان کرنا اس کو کبھی اور یہ سب احتمال ہے کہ ہو انس رضی اللہ عنہ سے یا کسی نیچے کے راوی سے اور اس میں ہاتھ پھیرنا ہے لڑکے کے سر پر ساتھ مہربانی کے اور اس میں جواز سوال کا ہے اس چیز سے جس کا سائل کو علم ہو واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا کیا لال نے باوجود اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ مر گیا اور اس میں خاطر داری کرنا ہے خادم کے قرابتیوں کی اور ظاہر کرنا محبت کا ان کے واسطے اس واسطے کہ یہ سب جو مذکور ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں جانا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا وغیرہ ان کے گھر والوں کے ساتھ مہربانی اور خوش خلقی سے ملنا بواسطہ خدمت انس رضی اللہ عنہ کے تھا اور یہ جو ابن قاص نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس پر کہ لڑکے کو جانور کے ساتھ

کھیلنا مطلق جائز ہے تو اس میں نزاع کیا گیا ہے سو کہا ابو عبدالملک نے جائز ہے کہ یہ منسوخ ہو ساتھ نہی کے تعذیب حیوان سے یعنی حیوان کو عذاب کرنا منع ہے کہا قرطبی نے حق یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ جس کی رخصت دی گئی ہے لڑکے کے واسطے وہ بند رکھنا جانور کا ہے تا کہ اس کے ساتھ کھیلے اور لیکن اس کو عذاب کرنا خاص کر یہاں تک کہ مر جائے سو یہ کبھی مباح نہیں ہوا اور جو فائدہ کہ ابن قاص نے نہیں ذکر کیا یہ ہے کہ پھر وہ لڑکا بیمار ہوا اور مر گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رات بھر اپنے خاوند ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر نہ کیا بلکہ اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ چھوڑا یہاں تک کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رات کو اس سے صحبت کی پھر صبح کے وقت اس کو اس کے مرنے کی خبر دی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا کی ام سلیم رضی اللہ عنہا حاملہ ہوئیں پھر لڑکا جنا انس رضی اللہ عنہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حلق میں شیرینی لگائی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (فتح)

بَابُ التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرٰى

ابو تراب کے ساتھ کنیت رکھنی اگرچہ اس کے واسطے اور کنیت ہو

٥٧٣٦۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَآءِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَيْهِ لَأَبُوْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُّدْعٰى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبُوْ تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُهُ فَقَالَ هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَآءَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُوْلُ اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ.

٥٧٣٦۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب ناموں میں بہت پیارا نام علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابو تراب تھا اور البتہ وہ خوش ہوتے تھے کہ اس کے ساتھ بلائے جائیں اور نہیں رکھا تھا ان کا نام ابو تراب مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن علی رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہوئے سو نکلے اور مسجد میں دیوار کے ساتھ لیٹے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے ان کو تلاش کرتے سو کہا کہ وہ یہ دیوار کے ساتھ لیٹے ہیں، سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور ان کی پیٹھ مٹی سے بھری تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھتے تھے اور فرماتے تھے اُٹھ اے ابو تراب!۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ آدمی کی ایک سے زیادہ کنیت رکھنی جائز ہے اور لقب دینا ساتھ کنیت کے اور اکثر اوقات مشتق ہوتا ہے حال شخص کے سے اور یہ کہ جب صادر ہو لقب کبیر سے بیچ حق چھوٹے کے تو اس کو

قبول کرے اگر چہ اس کا لفظ مدح کا لفظ نہ ہو اور یہ کہ جو اس کو تنقیص پر حمل کرتا ہے اس کی طرف التفات نہیں، کہا ابن بطال نے اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی واقع ہوتی ہے درمیان اہل فضل کے اور اس کی بیوی کے وہ چیز جو پیدا ہوا ہے آدمی اس پر غضب سے اور کبھی باعث ہوتا ہے اس کو یہ طرف نکلنے کی گھر سے اور نہیں عیب کیا جاتا اوپر اس کے، میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو سبب علی رضی اللہ عنہ کے نکلنے کا یہ خوف کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ غضب کی حالت میں ان سے وہ چیز صادر ہو جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جناب کے لائق نہ ہو سو اکھاڑا مادہ کلام کا ساتھ اس کے یہاں تک کہ غصے کا جوش دونوں سے ٹھنڈا ہو اور اس میں کرم خلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس واسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ ان کو راضی کریں اور ان کی پیٹھ سے مٹی پونچھی تا کہ ان کو خوش کریں اور ان کو کنیت مذکور سے بلایا جو ماخوذ تھی ان کی حالت سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عتاب نہ کیا اس پر کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے ناراض ہوئے باوجود بلند ہونے مرتبے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ مستحب ہے نرمی کرنا ساتھ داماد کے اور نہ جھڑکنا ان کو واسطے باقی رکھنے ان کی محبت کے اس واسطے کہ عتاب کا ڈر اس سے ہوتا ہے جس سے حقد اور کینے کا ڈر ہو نہ اس سے جو اس سے پاک ہو۔ (فتح)

بَابُ أَبْغَضِ الْأَسْمَآءِ إِلَى اللّٰهِ

سب ناموں میں زیادہ تر مبغوض نام اللہ کے نزدیک کون سا ہے؟

فائدہ: ایک روایت میں اخبث کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں اکرہ کا لفظ آیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مکروہ خالد اور مالک ہے۔

۵۷۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْنَى الْأَسْمَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ.

۵۷۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت بڑا کم بخت نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن اس شخص کا ہوگا جس نے شاہان شاہ نام رکھایا۔

فائدہ: اخنع خنوع سے ہے اور اس کے معنی ہیں ذلت یعنی نہایت ذلیل نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مرد کا ہوگا جس نے شاہان شاہ نام رکھایا اور کہا ابن بطال نے کہ جب ہو نام ذلیل تر سب ناموں سے تو جو اس کے ساتھ نام رکھا جائے وہ بھی سخت تر ذلیل ہوگا سب سے۔

۵۷۳۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ

۵۷۳۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ تر ذلیل نام اور کہا سفیان نے ایک بار سے

أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَخْنَعُ الْأَسْمَآءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى بِمَلِكِ الْأَمْلَاكِ قَالَ سُفْيَانُ يَقُوْلُ غَيْرُهٗ تَفْسِيْرُهٗ شَاهَانْ شَاهْ.

زیادہ یعنی کئی بار کہ ذلیل تر سب ناموں میں اللہ کے نزدیک اس مرد کا ہوگا جس نے شاہان شاہ نام رکھا، اور سفیان نے کہا کہ ابوزناد کے غیر نے کہا کہ اس کی تفسیر شاہان شاہ ہے۔

فائدہ: جس نے شاہان شاہ نام رکھا یعنی اس نے خود اپنا یہ نام رکھا یا لوگوں نے اس کا یہ نام رکھا اور وہ اس کے ساتھ راضی ہوا اور اس پر بدستور رہا اور سفیان نے جو ملک الاملاک کی تفسیر شاہان شاہ کے ساتھ کی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں اس نام کی بہت کثرت ہوگئی تھی سو تنبیہ کی سفیان نے جس نام کی مذمت کے ساتھ حدیث وارد ہوئی ہے وہ ملک الاملاک میں بند نہیں بلکہ جو لفظ کہ اس کے معنی ادا کرے خواہ کسی زبان میں ہو پس وہی مراد ہے ساتھ ذم کے جیسے شاہان شاہ، اور مہاراج اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حرام ہے نام رکھنا ساتھ ملک الاملاک اور شاہان شاہ اور مہاراج کے اس واسطے کہ اس میں وعید شدید وارد ہوئی ہے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو اس کے معنی میں ہے مثل خالق الخلق یعنی خلق کا پیدا کرنے والا اور احکم الحاکمین یعنی سب حاکموں کا حاکم اور سلطان السلاطین اور امیر الامیر اور کہا بعض نے اور نیز ملحق ہے ساتھ اس کے وہ شخص جو نام رکھا جائے ساتھ اُن ناموں کے جو خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں مانند رحمان اور قدوس اور جبار کی اور قاض القضاۃ اور حاکم الحکام بھی اس کے ساتھ ملحق ہے یا نہیں سو اس میں علماء کو اختلاف ہے سو کہا زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں احکم الحاکمین اے اعدل الحکام واعلمھم یعنی زیادہ تر عادل اور عالم سب حاکموں سے اس واسطے کہ نہیں فضیلت ہے کسی حاکم کو دوسرے پر مگر ساتھ علم کے اور عدل کے کہا اور بہت لوگ غرق ہوئے جہل اور جور میں ہمارے زمانے کے مقلدوں سے لقب کیے گئے ہیں اقضی القضاۃ اور اس کے معنی ہیں احکم الحاکمین سو عبرت لی اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن منیر نے ساتھ اس حدیث کے اقضاکم علی سو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں حرج ہے اس پر جو بولے قاضی کو جو اپنے زمانے میں سب قاضیوں سے زیادہ تر عادل اور عالم ہو اقضی القضاۃ یا مراد اس کی اپنے ملک یا شہر کا قاضی ہو اور تعاقب کیا ہے ابن منیر کا عراقی نے سو کہا اس نے کہ ٹھیک وہی ہے جو زمخشری نے کہا اور رد کیا ہے اس چیز کو کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے ابن منیر نے علی رضی اللہ عنہ کی زیادہ تر قاضی ہونے سے ساتھ اس طور کے کہ یہ تفضل فقط ان لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہے جو اس کے ساتھ مخاطب تھے اور جو ان کے ساتھ ملحق ہیں پس نہیں ہے یہ مساوی واسطے اطلاق تفضیل کے ساتھ الف اور لام کے اور نہیں پوشیدہ ہے جو اس اطلاق میں ہے جرأت اور سوء ادب سے اور نہیں عبرت ساتھ قول اس شخص کے جو قاضی ہوا پس صفت کیا گیا ساتھ اس کے سو حیلہ کیا اس نے اس کے جائز ہونے میں سو حق لائق تر ہے یہ کہ پیروی کی جائے اس کی اور منع کیا ہے ماوردی نے اس بادشاہ کو جو اس کے زمانے

میں تھا لقب کرنے سے ساتھ ملک الملوک کے باوجود اس کے کہ ماوردی کو اقضی القضاۃ کہا جاتا تھا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ ملحق ہے ساتھ ملک الملوک کے قاضی القضاۃ اگرچہ مشہور ہوا ہے مشرق کے شہروں میں قدیم زمانے سے اطلاق اس کا بڑے قاضی پر اور البتہ اہل مغرب اس سے سلامت ہیں کہ ان کے نزدیک جو بڑا قاضی ہو اس کا نام قاضی الجماعہ ہے اور اس حدیث میں مشروع ہونا ادب کا ہے ہر چیز میں اس واسطے کہ زجر ملک الاملاک سے اور وعید اس پر تقاضا کرتی ہے اس کو کہ یہ مطلق منع ہے برابر ہے کہ اس کی مراد ہو کہ وہ زمین کے سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے یا بعض کا اور برابر ہے کہ وہ اس میں حق پر ہو یا باطل پر باوجود اس کے کہ نہیں پوشیدہ ہے فرق درمیان اس کے جو اس کا قصد کرنے والا ہو اور اس میں صادق ہو اور جو اس کا قصد کرے اور کاذب ہو۔ (فتح)

بَابُ كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ
باب ہے بیچ بیان کنیت مشرک کے

فائدہ: یعنی کیا جائز ہے ابتدا اور کیا جب اس کی کنیت ہو تو کیا جائز ہے بلانا اس کو ساتھ اس کے یا ذکر کرنا اس کا ساتھ کنیت کے اور باب کی حدیثیں اس اخیر معنی کے مطابق ہیں اور ملحق ہے ساتھ اس کے دوسرا حکم میں۔ (فتح)

وَقَالَ مِسْوَرٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِلَّا أَنْ يُّرِيْدَ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ.

یعنی اور کہا مسور نے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے مگر یہ کہ ابو طالب کا بیٹا چاہے کہ میری بیٹی کو طلاق دے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب فرض الخمس میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٣٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَّأُسَامَةُ وَرَآءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِيْ حَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَا حَتّٰى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ

٥٧٣٩۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے فدک کی چادر پر اور اُسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو قوم بنی حارث بن خزرج میں جنگ بدر سے پہلے سو چلے یہاں تک کہ گزرے اس مجلس میں جس میں عبداللہ بن اُبی منافق تھا اور یہ واقعہ عبداللہ بن اُبی کے ظاہری مسلمان ہونے سے پہلے تھا سو اچانک دیکھا کہ مجلس میں لوگ ہیں ملے ہوئے مسلمانوں سے اور مشرکوں سے یعنی بت پرستوں اور یہودیوں سے یعنی اس مجلس میں کچھ لوگ مسلمان تھے اور کچھ مشرک اور مسلمانوں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے سو جب سواری کی گرد اڑ کر مجلس پر پڑی تو ابن اُبی نے اپنی

يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمُسْلِمِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَآءِهٖ وَقَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَابَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِأَبِيْ أَنْتَ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ

چادر سے اپنی ناک کو بند کیا اور کہا کہ ہم پر گرد مت اڑاؤ تو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا اور پھر کھڑے ہوئے اور اترے سو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور ان کو قرآن پڑھ کر سنایا تو عبداللہ بن اُبی نے آپ سے کہا اے مرد آدمی نہیں کوئی چیز بہتر اس سے جو تو کہتا ہے اگر ہو حق سو ہم کو ہماری مجلس میں ایذا نہ دیا کر اور جو تیرے پاس آئے تو اس پر مسئلے سنایا کر کہا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کیوں نہیں! یا حضرت! آپ ہماری مجلسوں میں آیا کریں اور جو چاہیں فرمایا کریں، سو ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہوئی یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ یعنی عبداللہ بن اُبی نے، اس نے ایسا ایسا کہا، سو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرا باپ آپ پر قربان اس کو معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اس کی جس نے آپ پر قرآن اُتارا کہ البتہ اللہ تعالیٰ حق دین کو لایا جو آپ پر اُتارا اور البتہ اس شہر والوں نے اتفاق کیا تھا کہ اس کو تاج پہنائیں اور اپنا بادشاہ بائیں سو جب رد کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ساتھ حق کے جو آپ کو دیا تو اس کو اس سبب سے حسد ہوا اور جل گیا سو اسی حال نے اس کے ساتھ کیا ہے جو آپ نے دیکھا یعنی آپ جو دین حق لائے اور اس کی ریاست میں خلل پڑا اس واسطے وہ ایسی باتیں کرتا ہے پس وہ حسد کی وجہ سے مغرور ہے تو حضرت ﷺ نے اس سے درگزر کی اور

الَّذِیْ أَنْزَلَ عَلَیْكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰی أَنْ یُّتَوِّجُوْهُ وَیُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَیْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ یَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَیَصْبِرُوْنَ عَلَی الْأَذٰی قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ﴾ الْآیَةَ وَقَالَ ﴿وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَأَوَّلُ فِی الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰی أَذِنَ لَهٗ فِیْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِیْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَیْشٍ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ مَنْصُوْرِیْنَ غَانِمِیْنَ مَعَهُمْ أُسَارٰی مِنْ صَنَادِیْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَیْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَیٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَایِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا.

معمول تھا کہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب مشرکوں اور اہل کتاب سے درگزر کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم کیا اور تکلیف پر صبر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور البتہ سنو گے تم اہل کتاب سے آخر آیت تک اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوست رکھتے ہیں بہت اہل کتاب سو حضرت ﷺ تاویل کرتے تھے بیچ معاف کرنے کے ان سے جو حکم کیا اللہ نے آپ کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ آپ کو ان کے جہاد کا حکم کیا سو جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر کیا سو اللہ تعالیٰ نے اس میں قتل کیا جو قتل کیا کفار کے رئیسوں اور قریش کے سرداروں سے اور حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب با فتح اور باغنیمت پلٹے ان کے ساتھ کفار کے رئیس اور قریش کے سردار قیدی تھے اور ابن اُبی اور اس کے ساتھ والے مشرک بت پرستوں نے کہا کہ یہ امر یعنی اسلام سامنے آیا اور غالب ہوا سو حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کرو سو وہ اسلام لائے یعنی بظاہر مسلمان ہوئے اور دل میں منافق رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب نے کہا؟ اور یہ کنیت ہے عبداللہ بن اُبی کی اور وہ اس وقت ظاہری اسلام بھی نہیں لایا تھا پھر آخر میں ظاہری

اسلام لایا جیسا کہ سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۵۷۴۰۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ قَالَ نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

۵۷۴۰۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا یا حضرت! آپ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا کہ بے شک وہ آپ کی حفاظت اور حمایت کرتا تھا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں، وہ دوزخ کے پایاب آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو دوزخ کے نیچے تہ میں ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ترجمہ میں گزر چکی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں اس کے بعد کہ مقرر کیا کہ کافر کی کنیت رکھنی جائز نہیں مگر دو شرطوں سے اور البتہ بہت بار ذکر آیا ہے ابوطالب کا حدیثوں میں اور اس کا نام عبد مناف ہے اور اللہ نے فرمایا: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ﴾ کہا اور محل اس کا یہ ہے جب کہ پائی جائے اس میں شرط اور وہ یہ ہے کہ نہ پہچانا جائے مگر کنیت سے یا اس کے نام کے ذکر کرنے سے فتنے فساد کا خوف ہو پھر کہا اور حضرت ﷺ نے ہرقل کی طرف خط لکھا اور اس کا نام لیا اس کو کنیت یا اس کے لقب سے ذکر نہ کیا اور اس کا لقب قیصر تھا اور تعقب کیا گیا ہے اس کے کلام پر ساتھ اس کے کہ نہیں بند ہے اس میں جو اس نے ذکر کیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے عبداللہ بن اُبی کو اس کی کنیت سے یاد کیا اس کا نام نہ لیا اور حالانکہ وہ اپنے نام سے زیادہ تر مشہور تھا اور یہ فتنے کے خوف کے واسطے نہ تھا اس واسطے کہ جس کے پاس اس کا ذکر کیا وہ اسلام میں قوی تھا وہاں یہ خوف نہ تھا کہ اگر ابن اُبی کا نام لیا جاتا یعنی عبداللہ تو یہ فتنے تک نوبت پہنچاتا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ محمول ہے الفت دلانے پر جیسا کہ جزم کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے سو کہا اس نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے بلانا کافر کو ساتھ کنیت کے اوپر وجہ الفت کے یا اس کے اسلام کی اُمید کے واسطے یا واسطے حاصل کرنے نفع کے ان سے اور بہرحال کنیت بلانی ابوطالب کی سو ظاہر یہ ہے کہ وہ قبیل اول سے ہے اور وہ مشہور ہونا اس کا ہے کنیت سے نہ اسم سے اور بہرحال کنیت بلانی ابولہب کی سو اشارہ کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے طرف چوتھے احتمال کی اور وہ پرہیز کرتا ہے منسوب کرنے اس کے سے طرف بت کی اس واسطے کہ اس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور کہا اس کے غیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو ساتھ کنیت اس کی کے سوائے نام اس کے کے واسطے اشارہ کرنے کے طرف اس کی کہ وہ داخل ہوگا آگ میں جو شعلہ مارنے والی ہے یعنی نکتہ بیچ ذکر کرنے اس کے کے کنیت سے یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے معلوم کیا کہ اس کا انجام آگ کی طرف ہے جو شعلہ مارنے والی ہے اور اس کی کنیت اس کے حال کے موافق ہوئی تو مناسب ہوا یہ کہ

ذکر کیا جائے ساتھ کنیت کے اور بعض نے کہا کہ ابولہب لقب ہے اور تعقب کیا گیا ہے اس کا کہ یہ قوی کرتا ہے پہلے احتمال کو اس واسطے کہ لقب جب کہ نہ ہو اور بوجہ ذم کے واسطے کافر کے تو نہیں لائق ہے کہنا اس کا مسلمان سے اور جو شہادت لی ہے ساتھ اس کے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرقل کی طرف لکھنے سے سو واقع ہوا ہے نفس خط میں کہ حضرت ﷺ نے اس کو عظیم روم لکھا اور یہ مشعر ہے ساتھ تعظیم کے اور لقب غیر عرب کے واسطے مانند کنیت کے ہے عرب کے واسطے یعنی حاصل یہ ہے کہ مشرک کو کنیت اور لقب سے بلانا جائز ہے خاص کر الفت یا خوف فتنے کے واسطے تو مطلق جائز ہے اور اسی طرح خط لکھنا اس کی طرف ساتھ لقب اور کنیت کے اور اسی طرح ابتداء اس کی کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔

بَابُ الْمَعَارِيضُ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ — معاریض فراخ اور دور ہیں جھوٹ سے

فائدہ: معاریض کے معنی ہیں تعریض کرنا اور تعریض خلاف تصریح کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ تعریض کے ساتھ کلام کرنے میں گنجائش ہے جو بے پرواہ کرتی ہے جھوٹ بولنے سے یعنی تعریض کو جھوٹ نہیں کہا جاتا اور یہ ترجمہ لفظ حدیث کا ہے کہ روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ معاریض میں وہ چیز ہے جو کفایت کرتی ہے مسلمان کو جھوٹ بولنے سے کہا جوہری نے کہ وہ توریہ ہے ساتی ایک چیز کے دوسری چیز سے یعنی ایک چیز بولی جاتی ہے اور مراد دوسری ہوتی ہے اور کہا راغب نے کہ تعریض ایک کلام ہے کہ اس کے واسطے دو وجہ ہوتی ہیں ایک بولی جاتی ہے اور مراد اس کا لازم ہوتا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ إِسْحَاقُ سَمِعْتُ أَنَسًا مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ هَدَأَ نَفَسُهُ وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

اور کہا اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ کہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا مر گیا سو اس نے پوچھا کہ کیا حال ہے لڑکے کا؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کا دم ٹھہر گیا، اور میں امید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچی ہے۔

فائدہ: اور یہ حدیث پوری جنائز میں گزر چکی ہے اور شاہد ترجمہ کا اس سے یہ قول ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ہے کہ اس کا دم ٹھہر گیا اور میں اُمید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اس واسطے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے سمجھا کہ بیمار لڑکے کو آرام ہوا اس واسطے کہ ہدا کے معنی ہیں سکن اور نفس ساتھ فتح فا کے مشعر ہے ساتھ سونے کے اور بیمار جب سو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بیماری دور ہوئی یا ہلکی ہوئی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ قطع ہوا دم اس کا بالکل ساتھ موت کے اور یہی مراد ہے اس کے قول سے کہ میں اُمید وار ہوں کہ البتہ اس نے آرام پایا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اس نے آرام پایا بیماری سے ساتھ عافیت کے اور مراد ام سلیم رضی اللہ عنہا کی یہ تھی کہ اس نے آرام پایا دنیا کی تکلیف سے اور بیماری کے دُکھ سے سو وہ سچی ہے باعتبار مراد اپنی کے اور خبر اس کی ساتھ اس کے نہیں مطابق واسطے اس بات کے جس کو

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا اور اسی واسطے راوی نے کہا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ وہ سچی ہے یعنی باعتبار اس چیز کے کہ اس نے سمجھی۔ (فتح)

٥٧٤١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسِيْرٍ لَهٗ فَحَدَا الْحَادِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيْرِ.

۵۷۴۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے سو آہنگ سے سرود کرنے لگا اونٹوں کے ہانکنے والا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چلا اے انجشہ! ساتھ شیشوں کے تجھ کو خرابی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور مراد اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نرمی کر ساتھ شیشوں کے اس واسطے کہ مراد ساتھ اس کے عورتیں ہیں کما تقدم تقریرہ۔

٥٧٤٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ غُلَامٌ يَحْدُوْ بِهِنَّ يُقَالُ لَهٗ أَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ يَعْنِي النِّسَآءَ.

۵۷۴۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں تھے اور آپ کا ایک غلام تھا آہنگ سے اونٹوں کو ہانکتا تھا اس کو انجشہ کہا جاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ آہستہ چل اے انجشہ! اونٹوں کو شیشے لدے اونٹوں کی طرح ہانک کہا ابوقلابہ نے کہ مراد شیشوں سے عورتیں ہیں۔

٥٧٤٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَادٍ يُقَالُ لَهٗ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِيْ ضَعَفَةَ النِّسَآءِ.

۵۷۴۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تھا جو اونٹوں کو آہنگ سے ہانکتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ آہستہ آہستہ چل اے انجشہ! نہ توڑ شیشوں کو کہا قتادہ نے یعنی ضعیف عورتوں کو۔

٥٧٤٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۵۷۴۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے

شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

میں ہول پڑی تو حضرت مَلَّاتِیْمُ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر آگے نکل گئے سو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ چیز نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا۔

فائدہ: اور مراد اس سے یہ قول حضرت مَلَّاتِیْمُ کا ہے کہ ہم نے گھوڑے کا قدم تو دریا پایا یعنی اس کی تیز روی کے واسطے اور اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور شاید کہ شہادت لی ہے بخاری رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ کی دونوں حدیثوں سے جواز تعریض کے واسطے اور جامع درمیان تعریض کے اور مدلول ان حدیثوں کے استعمال کرنا لفظ کا ہے بیچ غیر موضوع لہ کے واسطے ان معنی کے کہ دونوں کے درمیان جامع ہیں اور کہا ابن منیر نے کہ حدیث شیشوں اور گھوڑے کی نہیں ہے معاریض سے بلکہ مجاز سے ہے سو گویا کہ جب اس نے اس کو جائز دیکھا تو تعریض جو حقیقت ہے اولیٰ ہے ساتھ جواز کے اور کہا ابن بطال نے کہ تشبیہ دی گھوڑے کے چلنے کو ساتھ دریا کے واسطے اشارہ کرنے کے کہ وہ بند نہیں ہوتا پھر اطلاق کیا صفت چلنے کو نفس گھوڑے پر بطور مجاز کے کہا اور یہ اصل ہے بیچ جائز ہونے استعمال تعریض کے اور محل جواز کا وہ ہے کہ خلاص ہو ظلم سے یا حاصل ہو حق لیکن استعمال کرنا اس کا اس کے عکس میں حق کے باطل کرنے سے یا باطل کے حاصل کرنے سے تو نہیں جائز ہے اور روایت کی طبری نے محمد بن سیرین سے کہ قوم باہلہ سے ایک مرد بڑا نظر باز تھا اس کی نظر فوراً لگ جاتی ہے سو اس نے شریح کی خچر دیکھی تو شریح نے خوف کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو اس کی نظر لگ جائے تو شریح نے کہا کہ جب یہ خچر بیٹھتی ہے تو نہیں اُٹھ سکتی یہاں تک کہ اُٹھائی جائے تو اس نے کہا اُف اُف سو وہ اس کی نظر سے سلامت رہی اور مراد شریح کی یہ تھی کہ وہ نہیں اٹھتی یہاں تک کہ اللہ اس کو اٹھائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهُوَ يَنْوِيْ أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ

کہنا مرد کا واسطے کسی شے کے کہ یہ کچھ چیز نہیں اور اس کی مراد یہ ہو کہ وہ حق نہیں

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ بِلَا كَبِيْرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت مَلَّاتِیْمُ نے دو قبر والوں کو فرمایا کہ ان کو عذاب ہوتا ہے بغیر کبیرے گناہ کے اور البتہ وہ حقیقت میں کبیرہ گناہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری معہ شرح کے کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۵۷۴۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا

۵۷۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے

مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ.

حضرت ﷺ سے کاہنوں کا حکم پوچھا یعنی جو لوگ کہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں ان کی بات کو ماننا جائز ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہیں وہ کچھ چیز اس میں جو دعویٰ کرتے ہیں علم غیب سے یعنی ان کی بات صحیح نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے لوگوں نے کہا یا حضرت! کبھی وہ ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں اور وہ سچ ہوتی ہے یعنی تو اس کا کیا سبب ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچ بات جن کی طرف سے ہے کہ وہ اس کو فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے آواز شیشے کی یا مرغ کی سو وہ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتلاتے ہیں۔

فائدہ: ان کی بات صحیح نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جائے جیسا کہ اعتماد کیا جاتا ہے پیغمبر کے قول پر جو وحی سے خبر دیتا ہے یعنی کاہن لوگ جھوٹے ہیں اور بے حقیقت ہیں ان سے دریافت کرنا اور ان کی بات پر اعتماد کرنا درست نہیں اس واسطے کہ اللہ کے سوائے غیب کو کوئی نہیں جانتا۔ (فتح)

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَآءِ وَقَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿أَفَلَا يَنْظُرُوْنَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾.

آسمان کی طرف آنکھ اٹھانا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا نہیں دیکھتے اونٹ کو کیونکر پیدا کیا گیا اور آسمان کو کہ کیونکر بلند کیا گیا۔

فائدہ: اور یہی مراد ہے باب سے اور شاید کہ یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ آئی ہے بیچ نہی کے اس سے اور کہا ابن تین نے کہ غرض بخاری رحمہ اللہ کی رد کرنا ہے اس پر جو مکروہ رکھتا ہے آسمان کی طرف آنکھ اٹھانے کو جیسا کہ روایت کیا ہے طبری نے عطاء سلمی سے کہ وہ مکے میں چالیس برس رہا عاجزی سے آسمان کی طرف نہ دیکھتا تھا ہاں مسلم میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا منع ہے فرمایا کہ بے شک باز رہیں لوگ اپنی آنکھ اٹھانے سے نماز میں آسمان کی طرف نہیں تو ان کی آنکھیں چھن جائیں گی۔ (فتح)

وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جس کا اول یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری میں اور میرے سینے کے درمیان اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا کہ الٰہی! میں بلند رتبہ رفیقوں کا ساتھ چاہتا ہوں اور اس کی شرح وفات نبوی میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٤٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ إِلَى السَّمَآءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ.

۵۷۴۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے پھر وحی مجھ سے بند ہوئی سو جس حالت میں کہ میں چلا جاتا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی تو میں نے آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی سو اچانک میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ ہے جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا کرسی پر بیٹھا ہے آسمان اور زمین کے درمیان۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی۔ (فتح)

٥٧٤٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾.

۵۷۴۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک رات کاٹی اور حضرت ﷺ ان کے پاس تھے سو جب رات کی پچھلی تہائی یا کچھ رات باقی رہی تو حضرت ﷺ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا سو یہ آیت پڑھی کہ بے شک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اولی الالباب تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تہجد کی نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے آسمان کی طرف نظر کی اور اس باب میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ حضرت ﷺ اپنی آنکھ آسمان کی طرف بہت اٹھاتے تھے۔ (فتح)

بَابُ نَكْتِ الْعُوْدِ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ

مارنا لکڑی کا پانی اور کیچڑ میں

٥٧٤٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَآئِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ وَفِيْ يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدٌ يَضْرِبُ بِهٖ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ فَجَآءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ أَوْ تَكُوْنُ فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَقُمْتُ فَفَتَحْتُ لَهٗ وَبَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ فَأَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ قَالَ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

۵۷۴۸۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی اس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے سو ایک مرد نے آ کر دستک دی یعنی چاہا کہ دروازہ کھلے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی بشارت دے سو میں گیا تو اچانک دیکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا اور اس کو بہشت کی بشارت دی پھر اور مرد نے دستک دی سو اچانک میں نے دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے اس کے واسطے دروازہ کھولا اور اس کو بہشت کی بشارت دی پھر اور مرد نے دست دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیے تھے پس سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا کہ اس کے واسطے دروازہ کھول اور اس کو بہشت کی بشارت دے بلوے پر کہ اس کو پہنچے گا یا ہوگا سو میں گیا تو اچانک میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں سو میں نے ان کے واسطے دروازہ کھولا اور ان کو بہشت کی بشارت دی اور خبر دی میں نے ان کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور یہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور وہ قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس کو پانی اور مٹی میں مارتے تھے کہا ابن بطال نے کہ عرب کی عادت ہے کہ ہاتھ میں لاٹھی رکھتے ہیں اور اس پر کلام کے وقت تکیہ کرتے ہیں اور بعض عجم والوں نے اس میں ان پر عیب کیا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو استعمال کیا تو اس میں حجت بالغہ ہے اور شاید مراد وہ لاٹھی ہے جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ کیا کرتے تھے، میں کہتا ہوں اور فقہ ترجمہ کی یہ ہے کہ نہیں گنا جاتا یہ عبث مذموم سے اس واسطے کہ واقع ہوتا ہے یہ عاقل سے وقت فکر کرنے کے کسی چیز میں پھر نہیں استعمال کرتا اس کو اس چیز میں کہ نہ ضرر کرے تاثیر اس کی بیچ اس کے برخلاف اس کے جو فکر کرے اور اس کے ہاتھ میں چھری ہو پس استعمال کرے اس کو لکڑی میں کہ ہو بنا میں کہ وہ عبث

مذموم ہے۔ (فتح)

بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

مرد کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے زمین میں مارے اس طرح سے کہ اس میں اثر کرے

٥٧٤٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ الْأَرْضَ بِعُوْدٍ فَقَالَ لَيْسَ مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَّقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَقَالُوا أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾ الْآيَةَ.

۵۷۴۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑی کو زمین میں مارنا شروع کیا اور فرمایا کہ تم میں سے ایسا کوئی نہیں مگر کہ البتہ فراغت کی گئی ہے اس کی مکان سے بہشت اور دوزخ سے یعنی بہشتی اور دوزخی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہو چکے ہیں اصحاب نے کہا ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ اعتماد کریں؟ یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے سو ہو گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کیے جاؤ اس واسطے کہ ہر ایک آدمی کو وہی آسان معلوم ہو گا جس کے واسطے وہ پیدا کیا گیا، پھر یہ آیت پڑھی سو جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور تقویٰ کیا، آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ لکڑی کو زمین میں مارنے لگے۔

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

تعجب کے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ معنی تکبیر اور تسبیح کے تعظیم اللہ کی اور پاک جاننا اس کا ہے بدی سے اور استعمال کرنا اس کا وقت تعجب کے اور یہ توجیہ خوب ہے اور شاید کہ بخاری رحمہ اللہ نے رمز کی ہے طرف رد کی اس شخص پر جو اس کو منع کرتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقْتَ نِسَآئَكَ قَالَ لَا قُلْتُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ اللہ اکبر۔

٥٧٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۵۷۵۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ يُرِيْدُ بِهٖ أَزْوَاجَهٗ حَتّٰى يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ.

حضرت ﷺ سو کر جاگے سو فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کیا ہی رحمت کے خزانے اترے ہیں اور آج کی رات کیا ہی فتنے اور فساد نازل ہوئے ہیں کون ہے کہ حجروں والی عورتوں کو جگائے؟ یعنی حضرت ﷺ کی بیویوں کو تا کہ تہجد کی نماز پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں کپڑے پہننے والی ہیں اور آخرت میں ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت اور قیامت میں گناہ سے فضیحت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے۔

٥٧٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح و حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُهٗ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهٗ سَاعَةً مِنَ الْعِشَآءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا

٥٧٥١۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی ملاقات کو آئیں اور حضرت ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے تھے رمضان کی پچھلی دس راتوں میں سو ایک گھڑی رات حضرت ﷺ کے ساتھ بات چیت کرتی رہیں پھر اٹھ کر گھر کو پلٹیں حضرت ﷺ ان کے ساتھ کھڑے ہوئے ان کے پہنچانے کو یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچیں جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر پاس تھا تو دو انصاری مرد دونوں پر گزرے سو انہوں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا پھر چلے تو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ جلدی نہ کرو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ صفیہ رضی اللہ عنہا حیی کی بیٹی ہے یعنی میری بیوی ہے کوئی اجنبی عورت نہیں بدگمان نہ ہونا دونوں نے کہا سبحان اللہ یا حضرت! آپ کی ذات میں بدگمانی کو کیا دخل ہے اور یہ بات اُن پر بھاری پڑی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے بدن میں اس طرح پھرتا ہے جیسے لہو اور میں ڈرا کہ تمہارے دل میں کچھ بدگمانی ڈالے۔

هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا مَا قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ آدَمَ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَّقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا.

فائدہ: اور یہ حدیث مطابق ہے واسطے باب کے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں انصاریوں نے جو سبحان اللہ کہا تو مراد ان کی تعجب ہے قول مذکور سے ساتھ قرینہ اس قول کے کہ ان پر بھاری پڑی اور شاق گزری اس حدیث کی شرح کچھ علم میں گزر چکی ہے اور کچھ فتن میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور بعض نے کہا کہ مراد خزائن سے رحمت ہے اور مراد فتن سے عذاب ہے اس واسطے کہ وہ اسباب ہیں اس کی طرف پہنچانے والے اور یا مراد خزائن سے پیشین گوئی ہے ساتھ اس چیز کے جو حضرت ﷺ کی امت پر فتح ہوگی مال غنیمت سے یعنی آئندہ ملک فتح ہوں گے اور میری امت کو بیشمار غنیمتیں ہاتھ لگیں گی اور فتنے فساد اس سے پیدا ہوں گے پس یہ حدیث منجملہ پیشین گوئیوں سے ہے۔ (فتح)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَذْفِ
باب ہے بیچ ٹھیکری مارنے کے

فائدہ: خذف کے معنی ہیں انگلیوں سے کنکرے کا پھینکنا۔

۵۷۵۲۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ.

۵۷۵۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ٹھیکری مارنے سے منع کیا اور فرمایا کہ بے شک وہ نہ شکار کو مارتی ہے اور نہ دشمن کو زخمی کرتی ہے اور بے شک وہ آنکھ کو پھوڑتی ہے اور دانت کو توڑتی ہے۔

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ
چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنا

فائدہ: یعنی اس کا مشروع ہونا اور ظاہر حدیث کا تقاضا کرتا ہے اس کے واجب ہونے کو واسطے ثابت ہونے امر صریح کے ساتھ اس کے لیکن نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اتفاق اس کے مستحب ہونے پر اور بہر حال لفظ اس کا سو نقل کیا ہے ابن بطال وغیرہ ایک گروہ سے کہ الحمد للہ سے زیادہ نہ کہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو دو باب کے بعد آئے گی اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ کہے الحمد للہ علی کل حال روایت کیا ہے اس کو طبرانی اور ترمذی وغیرہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ علی کل حال اور ایک روایت میں ہے کہ یا یہ کہے اور یا الحمد للہ رب العالمین کہے اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور ایک روایت

میں ہے کہ دونوں لفظ کہے روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں علی رضی اللہ عنہ سے کہ جو چھینک سن کر الحمد للہ رب العالمین علی کل حال کہے اس کو دانت اور کان میں کبھی درد نہیں ہوتا اور یہ موقوف ہے لیکن اس میں قیاس کو دخل نہیں اس واسطے اس کو حکم رفع کا ہے یعنی وہ حکما مرفوع ہے اور ایک گروہ سے روایت ہے کہ جو زیادہ ہو ثناء سے اس چیز میں کہ حمد کے متعلق ہے بہتر ہے سو روایت کی طبری نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا اور کہا الحمد للہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یرحمک اللہ پھر دوسرے نے چھینکا اور کہا **الحمد لله رب العالمین حمدا كثیر طیبا مبارکا فیه** تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلند ہوا یہ اس سے انیس درجے اور اس کی تائید کرتی ہے جو ترمذی وغیرہ نے رفاعہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو میں چھینکا تو میں نے کہا **الحمد لله حمدا طیبا مبارکا فیه مبارکا علیه کما یحب ربنا ویرضٰی** پھر جب نماز سے پھرے تو فرمایا کون ہے کلام کرنے والا تین بار فرمایا میں نے کہا کہ میں ہوں فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں نے تیس اوپر کئی فرشتے دیکھے کہ اس کی طرف جلدی جھپٹے کہ ان میں سے کون اس کو لے کر آسمان پر چڑھے اور اس کی اصل بخاری میں ہے لیکن اس میں چھینک کا ذکر نہیں اور نقل کیا ہے ابن بطال نے طبرانی سے کہ چھینکنے والے کو اختیار ہے کہ الحمد للہ کہے یا زیادہ کرے رب العالمین یا علی کل حال اور دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب جائز ہے لیکن جس میں ثنا زیادہ ہو وہ افضل ہے بشرطیکہ ماثور ہو اور بعض چھینکنے کے وقت تمام سورۂ الحمد پڑھتے ہیں سو اس کی کوئی اصل نہیں اور بعض الحمد للہ کے بدلے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتے ہیں یا اس کو الحمد للہ سے پہلے کہتے ہیں سو یہ مکروہ ہے۔ (فتح)

۵۷۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ.

۵۷۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا تو کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سبب پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی۔

فائدہ: تشمیت کے معنی ہیں چھینک کا جواب دینا یعنی اس کے واسطے برکت کی دعا کرنا اور کہا حلیمی نے کہ چھینکنے والے کے واسطے جو الحمد للہ مشروع ہوا ہے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ چھینک دفع کرتی ہے ایذا کو دماغ سے جس میں فکر کی قوت ہے اور اسی جگہ سے پیدا ہوتے ہیں پٹھے جو حس کے کان ہیں اور اس کے سلامت رہنے سے سب اعضاء سلامت رہتے ہیں سو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑی بھاری نعمت ہے سو مناسب ہوا کہ اس کے عوض میں الحمد للہ کہا جائے اس واسطے کہ اس میں اقرار ہے اللہ کے واسطے ساتھ پیدا کرنے اور قادر ہونے کے اور منسوب کرنا پیدا کرنے

کو اس کی طرف نہ طرف طبائع کی اور اس حدیث میں ہے کہ جواب دینا چھینک کا فقط اس کے واسطے جائز ہے جو الحمد للہ کہے کہا ابن عربی نے کہ اس پر اجماع ہے اور اس میں جواز سوال کا ہے علت حکم سے اور بیان کرنا اس کا سائل کے واسطے خاص کر جب کہ اس میں اس کا نفع ہو اور اس حدیث میں ہے کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کو تلقین نہ کیا جائے تا کہ الحمد للہ کہے اور اس کو اس کا جواب دیا جائے اور اس میں نظر ہے وسیاتی البحث فیہ ان شاء اللہ تعالٰی اور چھینکنے والے کے آداب سے یہ ہے کہ چھینک کے وقت اپنی آواز کو پست کرے اور الحمد للہ پکار کر کہے اور اپنے منہ کو ڈھانپے تا کہ نہ ظاہر ہو اس کے منہ یا ناک سے وہ چیز کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے کو ایذا دے اور اپنی گردن کو دائیں بائیں نہ پھیرے تا کہ اس کے ساتھ ضرر نہ پائے اور کہا ابن عربی نے کہ حکمت آواز کی پست کرنے میں یہ ہے کہ آواز اونچی کرنے سے اعضا میں جنبش آتی ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینکنے کے وقت اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے تھے اور اپنی آواز کو پست کرتے تھے کہا ابن دقیق العید نے کہ چھینک کے جواب دینے میں فائدہ حاصل کرنا محبت اور الفت کا ہے درمیان مسلمانوں کے اور ادب سکھلانا چھینکنے والے کا ساتھ کسر نفسی کے تکبر سے اور حمل کرنا تواضع پر اس واسطے کہ رحمت کے ذکر کرنے میں اشعار ہے ساتھ گناہ کے جس سے اکثر لوگ خالی نہیں ہیں۔ (فتح)

بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ فِيْهِ أَبُوْ هُرَيْرَةَ

چھینکنے والے کو جواب دینا یعنی یرحمک اللہ کہنا جب کہ الحمد للہ کہے

فائدہ: یعنی مشروع ہونا چھینک کے جواب کا ساتھ شرط مذکور کے اور نہیں معین کیا بخاری رحمہ اللہ نے حکم کو اور البتہ ثابت ہو چکا ہے امر ساتھ اس کے باب کی حدیث میں کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر امر کا وجوب ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو آئندہ باب میں ہے کہ حق ہے ہر مسلمان پر جو سنے کہ اس کو چھینک کا جواب دے اور بخاری رحمہ اللہ کے واسطے ہے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ ایک مسلمان کے واسطے دوسرے مسلمان پر واجب ہیں سو ذکر کیا ان میں سے چھینک کا جواب دینا اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے جو اس کے پاس ہو یرحمک اللہ روایت کیا ہے اس کو احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور البتہ لیا ہے ان حدیثوں کے ظاہر کو ابن مزین مالکی نے اور یہی قول ہے جمہور اہل ظاہر کا کہا ابن ابی جمرہ نے کہ ہمارے علماء میں سے ایک جماعت نے کہا کہ وہ فرض عین ہے اور قوت دی ہے اس کو ابن قیم نے سنن کے حواشی میں اور لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ چھینک کا جواب دینا فرض کفایہ ہے سو جب بعض جواب دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جاتا ہے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن ولید اور ابوبکر بن عربی نے اور یہی قول ہے حنفیہ اور جمہور حنابلہ کے اور ایک جماعت مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ مستحب ہے اور کفایت کرتا ہے ایک آدمی جماعت کی طرف

سے اور یہی قول ہے شافعیہ کا اور راجح باعتبار دلیل کے دوسرا قول ہے یعنی فرض کفایہ ہے اور جو حدیثیں کہ وجوب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس کے فرض کفایہ ہونے کے مخالف نہیں اس واسطے کہ حکم ساتھ جواب دینے چھینک کے اگر چہ وارد ہوا ہے بیچ عموم مکلفین کے پس فرض کفایہ کے ساتھ بھی سب مکلفین مخاطب ہیں صحیح تر قول میں اور ساقط ہوتا ہے ساتھ فعل بعض کے۔ (فتح)

٥٧٥٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمَيَاثِرِ.

۵۷۵۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم کیا سات چیز کا اور منع کیا سات چیز سے ہم کو حکم کیا ان چیزوں کا بیمار کی خبر پوچھنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب دینا اور دعوت کرنے والے کی دعوت کا قبول کرنا اور سلام کا جواب دینا اور مظلوم کی مدد کرنا اور قسم کا سچا کرنا اور منع کیا ہم کو سات چیزوں سے سونے کی چھاپ یا سونے کے حلقے سے اور ریشمی کپڑے سے اور دیبا سے اور سندس سے اور زین پوش سے۔

فائدہ: اس حدیث کی اکثر شرح کتاب اللباس میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ نہیں براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفصیل جو ترجمہ میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ ہر چھینکنے والے کو جواب دیا جائے عام طور سے کہا اور تفصیل تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو آئندہ آتی ہے سو اس کو لائق تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس باب میں ذکر کرتا تا کہ معلوم ہوتا کہ اگر چہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہر عموم ہے لیکن مراد اس سے خاص وہ شخص ہے جو چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے اور شاید یہ ان بابوں سے ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کی تہذیب سے پہلے مر گیا، میں کہتا ہوں اور یہ کاری گری اس کی نہیں خاص ہے ساتھ اس باب کے بلکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح میں ایسا بہت جگہوں میں کیا ہے کہ ترجمہ باندھا ہے ساتھ تقیید کے اور تخصیص کے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اطلاق سے یا تعمیم سے اور اکتفا کیا دلیل تقیید یا تخصیص سے ساتھ اشارہ کرنے کے یا تو اس چیز کے واسطے کہ واقع ہوئی ہے اس حدیث کے بعض طریقوں میں جس کو وارد کیا ہے یا اور حدیث میں جیسا کہ اس باب میں کیا ہے اس واسطے کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ قول اپنے کے فیہ ابو ہریرہ طرف اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے اس کی حدیث میں کہ امر ساتھ جواب دینے چھینک

کے مقید ہے ساتھ اس کے جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور یہ دقیق تر تصرف اس کا ہے اس کتاب میں اور کثرت سے لانا بخاری رحمہ اللہ کا اس کو دلالت کرتا ہے کہ یہ اس نے جان بوجھ کر کیا ہے نہ یہ کہ وہ اس کی تہذیب سے پہلے مر گیا تھا بلکہ علماء نے اس بات کو بخاری رحمہ اللہ کے دقیق فہم اور خوب غور سے شمار کیا ہے اور حاصل یہ ہے کہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث اگرچہ عام ہے اس میں الحمد للہ کہنے کی قید نہیں لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ قید آ چکی ہے کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کو اس وقت جواب دینا لازم ہے ورنہ ضروری نہیں پس یہی وجہ ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے اور اس حکم سے بعض لوگ مخصوص ہیں کہ ان پر چھینکنے والے کو جواب دینا واجب نہیں اول وہ شخص مخصوص ہے جو چھینکنے کے بعد الحمد للہ نہ کہے، کما تقدم، دوسرا کافر ہے کہ اگر وہ چھینکے تو اس کو وہ جواب نہ دیا جائے یعنی یرحمک اللہ نہ کہا جائے سو البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ یہودی لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکتے تھے اس امید سے کہ ان کو **یرحمکم اللہ** کہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرماتے **یهدیکم اللہ ویصلح بالکم** تیسرا زکام والا ہے جو تین بار سے زیادہ چھینکے اس واسطے کہ ظاہر امر کا ساتھ جواب دینے چھینک کے شامل ہے ایک بار کو اور زیادہ کو لیکن روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ جواب دے اس کو چھینک کا ایک بار اور دو بار اور تین بار اور جو اس کے بعد ہے سو وہ زکام ہے اور اسی قسم کی اور بھی روایت آئی ہے کہ تین بار چھینک کا جواب دینا ضروری ہے اس کے بعد نہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں کہ جب کوئی کئی بار پے در پے چھینکے تو سنت ہے کہ ہر بار اس کو جواب دے تین بار تک اور مستفاد ہوتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مشروع ہونا جواب چھینک کا جب کہ الحمد للہ کہے جب تک کہ تین بار سے زیادہ نہ چھینکے برابر ہے کہ پے در پے چھینکے یا دیر کے ساتھ اور اگر پے در پے چھینکے اور چھینک کے غلبے سے الحمد للہ نہ کہہ سکے پھر اس کے بعد الحمد للہ کہے جتنی بار چھینکا ہو تو کیا اس کو جواب دیا جائے یا نہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو جواب دیا جائے اور البتہ روایت کی ہے ابو یعلیٰ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ تین بار کے بعد چھینک کا جواب دینا منع ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں راوی مجہول ہے کہا ابن العربی نے کہ اس حدیث میں اگرچہ راوی مجہول ہے لیکن مستحب ہے عمل ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ دعا ہے ساتھ خیر کے اور صلہ کے پس اولیٰ عمل کرنا ہے ساتھ اس کے اور عبید بن رفاعہ کی حدیث میں ہے کہ تین بار کے بعد کہا جائے کہ تو مزکوم ہے پس یہ زیادتی ہے واجب ہے قبول کرنا اس کا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہیں ہے تو جس کو چھینک کا جواب دیا جائے بعد تین بار کے اس واسطے کہ مجھ کو بیماری ہے تیری چھینک خفت بدن سے پیدا نہیں، کما سیاتی اور اگر کوئی کہے کہ جب بیماری ہوئی تو اس کو بطریق اولیٰ جواب دینا چاہیے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر محتاج ہے طرف دعا کی اپنے غیر سے ہم کہتے ہیں ہاں لیکن اس کے واسطے وہ دعا کی جائے جو اس کے مناسب ہو نہ وہ دعا جو چھینکنے والے کے واسطے مشروع ہے یعنی بلکہ اس کے واسطے عافیت کی دعا کر

جو مسلمان دوسرے مسلمان کے واسطے کرتا ہے، چوتھا وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے جو چھینک کے جواب کو برا جانے، کہا ابن دقیق العید نے کہ بعض اہل علم کا یہ مذہب ہے کہ جس کے حال سے معلوم ہوا کہ وہ چھینک کے جواب کو مکروہ جانتا ہے تو اس کو چھینک کا جواب نہ دیا جائے اور اگر کہا جائے کہ کس طرح ترک کیا جائے گا سنت کو اس سبب سے تو ہم کہتے ہیں کہ وہ سنت ہے اس کے واسطے جو اس کو چاہے نہ اس کے واسطے جو اس کو برا جانے اور یہی حکم ہے سلام اور بیمار پرسی کا کہا ابن دقیق العید نے کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس سے باز نہ رہے مگر جس سے ضرر کا خوف ہو اور غیر اس کا یعنی جس سے ضرر کا خوف نہ ہو تو اس کو چھینک کا جواب دیا جائے واسطے بجا لانے حکم کے اور تا کہ تکبر ٹوٹے۔ میں کہتا ہوں اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ لفظ تشمیت کا دعا ہے ساتھ رحمت کے پس وہ مناسب ہے ہر مسلمان کے واسطے جو ہو، پانچواں وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے جو امام کا خطبہ سنتا ہو اور کوئی چھینکے کہ راجح یہ ہے کہ اس وقت چپ رہے اس کو چھینک کا جواب نہ دے اس واسطے کہ ممکن ہے کہ خطبے کے بعد اس کا جواب دے خاص کر جب کہ کہا جائے کہ خطبے کی حالت میں کلام کرنا منع ہے، چھٹا وہ شخص اس حکم سے مخصوص ہے کہ چھینکنے کے وقت ایسی حالت میں ہو جس میں اللہ کا نام لینا منع ہے جیسے کہ پاخانے یا جماع میں ہو تو وہ تاخیر کرے پھر الحمد للہ کہے پھر اس کو جواب دیا جائے اور اگر اسی حالت میں الحمد للہ کہے تو کیا جواب کا مستحق ہے نہیں اس میں نظر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

جو مستحب ہے چھینکنے سے اور جو مکروہ ہے جمائی لینے سے

فائدہ: کہا خطابی نے کہ معنی استحباب اور کراہت کے ان میں ان کے سبب کی طرف پھرتے ہیں اور اس کا بیان یوں ہے کہ چھینک ہوتی ہے خفت بدن سے اور مسام کے کھلنے سے اور نہ نہایت پیٹ بھر کر کھانے سے اور یہ برخلاف ہے جمائی کے کہ وہ ہوتی ہے بدن کے پر ہونے اور بھاری ہونے سے جو پیدا ہوتا ہے بہت کھانے سے اور اول چاہتا ہے خوش دلی کو عبادت میں اور دوسرا اس کے برعکس ہے۔ (فتح)

٥٧٥٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُّشَمِّتَهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ

٥٧٥٥۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ اللہ چھینک کو پسند رکھتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے سو جب کوئی چھینکے پھر الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر واجب ہے کہ اس کے حق میں دعا کرے یعنی یرحمک اللہ کہے اور بہر حال جمائی سو وہ تو شیطان سے ہے سو چاہیے کہ اس کو دفع کرے جہاں تک کہ اس سے ہو سکے اور جب کہے ہاہا تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ هَا
ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

فائدہ: چھینکنے سے بدن ہلکا ہوتا ہے اتو آدمی بندگی کر سکتا ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جمائی گرانی سے آتی ہے اور غفلت اور سستی لاتی ہے اس واسطے اللہ کو بری معلوم ہوتی ہے اور مراد چھینک سے وہ چھینک ہے جو زکام سے نہ پیدا ہواس واسطے کہ اس میں حکم ہے الحمد للہ کہنے کا اور جواب دینے کا اور احتمال ہے کہ مراد عام چھینک ہو اور اس کا جواب خاص ہو اور البتہ وارد ہوئی ہے وہ چیز جو چھینکنے والے کے بعد حال کو خاص کرتی ہے سو ترمذی نے روایت کی ہے کہ چھینک اور جمائی اور اونگھ نماز میں شیطان سے ہے اور یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض نہیں اس واسطے کہ وہ مقید ہے ساتھ حالت نماز کے سو کبھی سبب ہوتا ہے شیطان چھینک کے حاصل ہونے میں نمازی کے واسطے تا کہ اس کو نماز سے باز رکھے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ چھینک کو نماز میں مکروہ نہیں کہا جاتا اس واسطے کہ وہ روک نہیں سکتی برخلاف جمائی کے کہ وہ روک سکتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مستحب ہے چھینکنے والے کو کہ جلدی الحمد للہ کہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے مسجد میں چھینک ماری تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یرحمک اللہ اگر تو نے الحمد للہ کہا ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چھینک کا جواب دینا اس کے واسطے مشروع ہے جو چھینک اور الحمد للہ سنے اور اگر چھینکنا اور الحمد للہ کہنا نہ سنے تو اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ

جب چھینکے تو اس کو چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے؟

۵۷۵۶۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.

۵۷۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمد للہ کہے اور چاہیے کہ اس کا بھائی یا ساتھی اس کو یرحمک اللہ کہے پھر جب اس کو یرحمک اللہ کہے تو چاہیے کہ کہے چھینکنے والا یھدیکم اللہ ویصلح بالکم یعنی اللہ تم کو راہ دکھلائے اور تمہارے حال کو سنوارے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمد للہ کہے تو اس امر سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ وہ مشروع

ہے ہر حال میں یہاں تک کہ نمازی کو بھی اور یہی قول ہے جمہور اصحاب کا اور اماموں کا جو ان کے بعد ہیں اور ساتھ اسی کے قائل ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور نقل کیا ہے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض تابعین سے کہ مشروع ہے نفل نماز میں نہ فرض میں اور باوجود اس کے اپنے جی میں الحمدللہ کہے لیکن اگر قرأت فاتحہ میں چھینکے تو نہ کہے اس واسطے کہ اس کی قرأت میں موالات شرط ہے اور جزم کیا ہے ابن العربی نے مالکیہ سے کہ نمازی اپنے دل میں الحمدللہ کہے اور مراد بھائی سے حدیث میں بھائی مسلمان ہے اور یہ جو کہا یرحمک اللہ تو احتمال ہے یہ دعا ہو ساتھ رحمت اللہ کے اور احتمال ہے کہ ہو اخبار بطور بشارت کے تو گویا کہ جواب دینے والے نے چھینکنے والے کو بشارت دی ساتھ حاصل ہونے رحمت کے آئندہ زمانے میں بسبب حاصل ہونے اس کے حال میں اس واسطے کہ اس نے دفع کیا جو اس کو ضرر دیتا تھا اور کہا ابن بطال نے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے یعنی اس کو دعا کے ساتھ خاص کرے اس میں اور کسی کو شریک نہ کرے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ اور کو بھی اس میں شریک کرے یعنی کہے یرحمنا اللہ وایاکم اور یہی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مؤطا میں کہا ابن دقیق العید نے ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ نہیں ادا ہوتی ہے سنت مگر ساتھ خطاب کریں گے اور جو بہت لوگوں کی عادت ہے کہ رئیس کو کہتے ہیں یرحم اللہ سیدنا تو یہ خلاف سنت ہے اور یہ جو کہا یهدیكم الله ويصلح بالكم تو یہ نہیں مشروع ہے مگر اس کے واسطے جو چھینک کا جواب دے اور یہ واضح ہے اور یہ کہ یہ لفظ جواب ہے تشمیت کا اور اس میں اختلاف ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ کہے اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ وہ یہ کہے یغفر اللہ لنا ولکم اور روایت کیا ہے اس کو طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ سے کہا ابن بطال نے کہ مذہب مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ اس کو دونوں لفظ میں اختیار ہے جو چاہے سو کہے اور دونوں کو جمع کرنا بہت بہتر ہے مگر ذمی کے واسطے اور کہا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں بعد روایت کرنے اس کے کہ یہ حدیث یعنی جس میں یہ لفظ ہے یهدیکم اللہ ویصلح بالکم زیادہ تر ثابت ہے جو اس باب میں مروی ہے اور کہا طبری نے کہ یہ ثابت تر ہے سب حدیثوں میں اور کہا بیہقی نے کہ وہ صحیح تر چیز ہے جو اس باب میں وارد ہوئی اور پکڑا ہے اس کو طحاوی نے حنفیہ سے اور ترجیح دی ہے اس کو اور اختیار کیا ہے ابن ابی جمرہ نے کہ مجیب دونوں لفظ کو جمع کرے تا کہ خیر کے واسطے زیادہ تر جامع ہو اور خلاف سے نکلے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن دقیق العید نے اور مؤطا مالک میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وہ چھینکتے اور اس کو یرحمک اللہ کہا جاتا تو کہتے یرحمنا الله وایاکم يغفر الله لنا ولكم کہا ابن ابی جمرہ نے اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ چھینکنے والے پر اللہ کی بڑی نعمت ہے لی جاتی ہے یہ اس چیز سے کہ مرتب ہے اس پر خیر سے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ اللہ کا اپنے بندے پر بڑا فضل ہے اس واسطے کہ اللہ نے دور کیا اس سے ضرر ساتھ نعمت چھینک کے پھر اس کے واسطے الحمدللہ کہنا مشروع کیا جس پر اس کو ثواب دیا جائے پھر دعا ساتھ خیر کے بعد دعا کے ساتھ خیر کے اور مشروع ہوئیں یہ نعمتیں پے

در پے نہایت تھوڑے وقت میں بطور فضل اور احسان کے اللہ کی طرف سے اور اس میں جو دیکھے اپنے دل سے بصیرت ہے اور زیادتی قوت ایمان کی ہے یہاں تک کہ حاصل ہوتا ہے اس کے واسطے اس سے جو نہیں حاصل ہوتا چند دنوں کی عبادت سے اور داخل ہوتی ہے اس میں حب اللہ کی جس نے اس پر یہ انعام کیا جو اس کے دل میں نہ تھی اور حب رسول کی جس کے ہاتھ میں اس خیر کی معرفت حاصل ہوئی اور علم جس کو اس کی سنت لائی جس کا اندازہ معین نہیں اور بیچ زیادتی ایک ذرہ کے اور اس سے وہ چیز ہے جو اس کے سوائے بہت عملوں سے اوپر ہے اور واسطے اللہ کے ہے بہت حمد اور کہا حلیمی نے کہ بلا کے انواع اور سب آفات مؤاخذہ ہے اور مؤاخذہ تو صرف گناہ کا ہے اور جب حاصل ہوا گناہ بخشا گیا اور رحمت نے بندے کو پایا تو نہ واقع ہوگا مؤاخذہ سو جب چھینکنے والے کو کہا جائے یرحمک اللہ تجھ پر رحمت کرے تو اس کے معنی ہیں کہ اللہ اس کو تیرے واسطے ٹھہرائے تاکہ تو ہمیشہ سلامت رہے اور اس میں اشارہ ہے طرف تنبیہ چھینکنے والے کے اوپر طلب رحمت کے اور توبہ کرنے کے گناہ سے اور اسی واسطے مشروع ہے اس کے واسطے جواب ساتھ قول اپنے کے غفر اللہ لنا ولکم۔ (فتح)

بَابٌ لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ

جب چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کو چھینک کا جواب نہ دیا جائے یعنی اس کو یرحمک اللہ کہا نہ جائے

٥٧٥٧ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ قَالَ إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ.

۵۷۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو مردوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھینکا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو یرحمک اللہ کہا اور دوسرے کو نہ کہا تو اس مرد نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو یرحمک اللہ کہا اور مجھ کو نہیں کہا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ کی حمد کی اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔

فائدہ: یہ حدیث عنقریب گزر چکی ہے اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس طرف کہ یہ حکم عام ہے اور نہیں خاص ہے ساتھ اس مرد کے جس کے واسطے یہ واقع ہوا اگرچہ یہ واقعہ حال کا ہے جس میں عموم نہیں لیکن وارد ہوتا ہے امر ساتھ اس کے مسلم کی حدیث میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہو اور اگر الحمد للہ نہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ نہ کہو کہا نووی رحمہ اللہ نے یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ جو الحمد للہ نہ کہے اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جائے، میں کہتا ہوں یہ منطوق اس کا ہے لیکن کیا نہی اس میں تنزیہ کے واسطے ہے یا تحریم کے واسطے سو جمہور کے نزدیک تو تنزیہ کے واسطے ہے اور کم تر درجہ الحمد للہ اور یرحمک اللہ کا یہ ہے کہ اس کا ساتھی سنے اور اس سے لیا جاتا ہے

کہ اگر الحمدللہ کے سوائے کوئی اور لفظ بولے تو اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جائے اور البتہ ابوداؤد وغیرہ نے سالم بن عبید سے روایت کی ہے کہ ایک مرد چھینکا سو اس نے کہا السلام علیکم تو حضرت ﷺ نے فرمایا تجھ پر اور تیری ماں پر جب کوئی چھینکے تو چاہیے کہ الحمدللہ کہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ مشروع ہے یرحمک اللہ کہنا اس کے واسطے جو الحمدللہ کہے جب کہ پہچانے سامع کو کہ اس نے الحمدللہ کہا اگرچہ اس کو نہ سنے کہ مشروع ہے اس کے واسطے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے واسطے عام ہونے امر کے ساتھ اس کے چھینکنے والے کو جب کہ الحمدللہ کہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مختار یہ ہے کہ جو سنے وہی اس کے یرحمک اللہ کہے نہ غیر اس کا اور ابن العربی نے حکایت کیا ہے اس میں اختلاف کو اور ترجیح دی کہ اس کو یرحمک اللہ کہے اور اسی طرح نقل کیا ہے اس کو ابن بطال وغیرہ نے مالک سے اور مستثنیٰ کیا ہے ابن دقیق العید نے اس کو جو جانے کہ جو چھینکنے والے کے پاس ہے وہ جاہل ہیں نہیں کر سکتے ہیں فرق درمیان جواب اس شخص کے جو الحمدللہ کہے اور جو نہ کہے اور یرحمک اللہ کہنا موقوف ہے اس پر جو جانے کہ اس نے الحمدللہ کہا سو منع ہے اس کو یرحمک اللہ کہنا اگرچہ پاس والا اس کو یرحمک اللہ کہے اس واسطے کہ اس کو علم نہیں کہ اس نے الحمدللہ کہا یا نہیں اور اگر اس نے چھینکا اور الحمدللہ کہا اور کسی نے اس کو یرحمک اللہ نہ کہا اور اس نے اس کو دور سے سنا تو اس کے واسطے مستحب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے جب کہ اس کو سنے اور البتہ روایت کی ابن عبدالبر نے ساتھ سند جید کے ابوداؤد صاحب سنن سے کہ وہ ایک کشتی میں بیٹھا تھا سو اس نے سنا کہ ایک مرد کنارے پر چھینکا اور اس نے الحمدللہ کہا تو ابوداؤد نے ایک ناؤ ایک درہم سے کرایہ لی یہاں تک کہ چھینکنے والے کے پاس آیا اور اس کو یرحمک اللہ کہا پھر جب وہ سو گئے تو انہوں نے سنا کوئی کہتا ہے کہ اے کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم سے جنت خرید لی اور کہا نووی رحمہ اللہ نے اگر کوئی چھینکے اور الحمدللہ نہ کہے تو اس کے پاس والے کو مستحب ہے کہ اس کو یاد دلائے تا کہ الحمدللہ کہے اور اس کو یرحمک اللہ کہا جائے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اور وہ باب نصیحت اور امر بالمعروف سے ہے اور گمان کیا ہے ابن العربی نے کہ یہ جہالت ہے اس کے فاعل سے اور خطا کی ہے اس میں ابن العربی نے اور ٹھیک مستحب ہونا اس کا ہے اور شاید کہ ابن العربی نے لیا ہے ساتھ ظاہر حدیث باب کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو الحمدللہ یاد نہ دلایا جس نے چھینکا اور الحمدللہ نہ کہا اور احتمال ہے کہ وہ مسلمان ہو اس واسطے حضرت ﷺ نے اس کو یاد نہ دلایا اور احتمال ہے کہ مراد ادب سکھلانا اس کا ہو اوپر ترک حمد کے ساتھ ترک تشمیت کے پھر اس کو حکم معلوم کروایا اور یہ کہ جو الحمدللہ نہ کہے وہ یرحمک اللہ کا مستحق نہیں ہے، اور یہی سمجھا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سو کیا بعد حضرت ﷺ کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے کیا جس نے الحمدللہ کہا اس کو یرحمک اللہ کہا اور جس نے الحمدللہ نہ کہا اس کو یرحمک اللہ نہ کہا جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا تَثَاءَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيهِ کوئی جمائی یعنی اوباسی لے تو چاہیے کہ اپنا ہاتھ

اپنے منہ پر رکھے۔

۵۷۵۸۔ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَّقُوْلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ.

۵۷۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ چھینک کو پسند رکھتا ہے اور جمائی کو برا جانتا ہے سو جب کوئی چھینکے اور اللہ کی حمد کرے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر واجب ہے کہ اس کو یرحمک اللہ کہے اور جمائی تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شیطان سے ہے سو جب کوئی جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جہاں تک کہ ہو سکے اس واسطے ک جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ حکم ساتھ روکنے جمائی کے شامل ہے ہاتھ کے رکھنے کو منہ پر پس حدیث ترجمہ کے مطابق ہو گی، میں کہتا ہوں اور اس کے بعض طریقوں میں صریح یہ لفظ آ چکا ہے روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اس لفظ سے کہ جب کوئی جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھے اور ترمذی کا لفظ ترجمہ کی مثل ہے اور یہ جو کہا کہ جمائی شیطان سے ہے تو نسبت اس کی شیطان کی طرف ساتھ معنی رضا اور ارادے کے ہے یعنی شیطان چاہتا ہے کہ آدمی کو جمائی لیتے دیکھے اس واسطے کہ وہ ایسی حالت ہے کہ اس میں آدمی کی صورت بگڑ جاتی ہے پس شیطان اس سے ہنستا ہے اور راضی ہوتا ہے یہ مراد نہیں کہ جمائی لینا شیطان کا فعل ہے کہا ابن العربی نے ہم نے بیان کیا کہ ہر برے کام کو شرع نے شیطان کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ وہ اس کا واسطہ ہے اور ہر نیک کام کو فرشتے کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ وہ اس کا واسطہ ہے اور جمائی پیٹ بھر کر کھانے سے ہے اور اس سے سستی پیدا ہوتی ہے اور یہ شیطان کے واسطہ سے ہے اور چھینک کم غذا کھانے سے ہے اور اس سے خوش دلی پیدا ہوتی ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ شیطان کی طرف نسبت اس واسطے کی کہ وہ شہوتوں اور خواہشوں کی طرف بلاتا ہے اور مراد ڈرانا ہے اس کے سبب سے جس سے یہ پیدا ہوا اور وہ بہت کھانا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو روکے یعنی اس کے اسباب کے روکنے میں شروع کرے اور نہیں مراد ہے کہ وہ اس کے دفع کرنے پر قابو رکھتا ہے اس واسطے کہ جمائی درحقیقت نہیں روکتی اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب جمائی کا اردہ کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی نماز میں جمائی لے تو چاہیے کہ اس کو روکے جہاں تک کہ ہو سکے اس واسطے کہ شیطان اس میں داخل ہوتا ہے اور کہا ہمارے شیخ نے اکثر

بخاری اور مسلم کی روایتوں میں مطلق جمائی لینا آیا ہے اور بعض روایتوں میں نماز کی قید آئی ہے سو احتمال ہے کہ محمول ہو مطلق مقید پر اور شیطان کی قوی غرض ہے کہ آدمی کی نماز میں وسوسوں سے خلل ڈالے اور احتمال ہے کہ نماز میں اس کی کراہت اشد ہو اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نماز کے سوائے اور حالت میں مکروہ نہ ہو اور تائید کرتا ہے اس کی مطلق کراہت کو ہونا اس کا شیطان سے اور ساتھ اس کے تصریح کی ہے نووی رحمہ اللہ نے اور کہا ابن العربی نے کہ لائق ہے روکنا جمائی کا ہر حال میں اور نماز کی حالت اولیٰ ہے ساتھ دفع کرنے اس کے اس واسطے کہ اس میں نکلنا ہے اعتدال ہیئت سے اور ٹیڑھا ہونا خلقت کا اور ایک روایت میں ہے کہ نہ کھولے منہ کو کتے کی طرح اس واسطے کہ کتا اپنا سر اٹھاتا ہے اور منہ کھولتا ہے اور عاہ عاہ کرتا ہے اسی طرح جب جمائی لینے والا جمائی میں زیادتی کرے تو اس کے مشابہ ہو جاتا ہے اور اس جگہ سے ظاہر ہو گا نکتہ اس کا کہ شیطان اس سے ہنستا ہے اس واسطے کہ وہ اس کو اپنی کھیل بناتا ہے اس کی شکل کے بگاڑنے سے اس حالت میں اور یہ جو فرمایا کہ شیطان اس میں داخل ہوتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد حقیقۃً داخل ہونا ہو اور شیطان اگرچہ آدمی کی رگوں میں لہو کی مانند چلتا ہے لیکن وہ نہیں قابو پاتا ہے اس پر جب تک کہ وہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور جمائی لینے والا اس حالت میں اللہ کو یاد نہیں کرتا سو قابو پاتا ہے اوپر داخل ہونے کے بیچ اس کے حقیقۃً اور احتمال ہے کہ مراد داخل ہونے سے یہ ہو کہ اس پر قابو پاتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھے تو یہ شامل ہے اس کو جب کہ جمائی سے منہ کھولے پھر اس کو ہاتھ وغیرہ سے ڈھانکے اور اس کو جب کہ بند ہو واسطے نگاہ رکھنے اس کے کہ کھلنے سے بسبب جمائی کے اور یہی حکم ہے کپڑے کا اور جو اس کی مانند ہو جس سے مقصود حاصل ہو اور متعین ہوتا ہے ہاتھ اس وقت جب کہ نہ روک سکے جمائی ہاتھ کے سوا اور نہیں فرق ہے اس حکم میں درمیان نماز کے اور اس کے غیر کے بلکہ نماز کی حالت میں اس کی زیادہ تاکید ہے اور یہ حکم مستثنیٰ ہے عموم اس نہی سے کہ نمازی کو منع ہے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر نہ رکھے اور جب کوئی نماز میں جمائی لے تو قرأت سے باز رہے یہاں تک کہ جمائی کا اثر جاتا رہے تاکہ اس کی قرأت کی نظم نہ بگڑے اور یہ منقول ہے مجاہد اور عکرمہ اور مشہور تابعین سے اور خصائص نبوی سے ہے یہ جو ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں یزید بن اصم سے مرسل روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم الله الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ
کتاب ہے اجازت مانگنے کے بیان میں

فائدہ: استئذان کے معنی ہیں اجازت طلب کرنا واسطے اندر آنے کے اس مکان میں جس کا وہ مالک نہ ہو۔

بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ
سلام کرنا کب شروع ہوا؟

فائدہ: باب باندھا ہے سلام کا ساتھ استیذان کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ جو سلام نہ کرے اس کو اجازت نہ دی جائے اور البتہ روایت کی ابوداؤد وغیرہ نے ربعی بن خراش سے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی اور حضرت ﷺ اپنے گھر میں تھے سو اس نے کہا کہ میں اندر آؤں؟ حضرت ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ نکل کر اس کو اجازت سکھلا سو اس نے کہا کہ السلام علیکم میں اندر آؤں، الحدیث، اور اسی طرح روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور نیز اس نے روایت کی کہ ایک مرد نے ایک مرد صحابی سے اجازت مانگی تین بار کہتا تھا میں اندر آؤں اور وہ اس کو دیکھتا تھا اور اجازت نہ دیتا تھا سو اس نے کہا السلام علیکم میں اندر آؤں اس نے کہا ہاں، پھر کہا کہ اگر تو رات تک کھڑا رہتا تو میں تجھ کو اجازت نہ دیتا وسیاتی مزید ذلك فی الباب الذی یلیہ۔ (فتح)

٥٧٥٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰٓئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ فَلَمْ

٥٧٥٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس کی صورت پر اور اس کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا تو اس سے کہا کہ جا ان فرشتوں کو سلام کر پھر سن کہ تجھ کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں سو وہی یعنی جو تجھ کو جواب دیں سلام کا وہ جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہے تو آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا السلام علیکم سو فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا سو جو بہشت میں داخل ہو گا آدم علیہ السلام کی صورت پر ہو گا یعنی ساٹھ ہاتھ کا قد ہو گا پھر

يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ. ہمیشہ لوگوں کے قد گھٹتے گئے اب تک۔

فائدہ: اور اختلاف ہے اس میں کہ صورتہ کی ضمیر کس طرف پھرتی ہے سو بعض نے کہا کہ آدم علیہ السلام کی طرف پھرتی ہے یعنی پیدا کیا آدم علیہ السلام کو اس صورت پر کہ بدستور رہا اس پر یہاں تک کہ اُتارا گیا طرف زمین کی اور یہاں تک کہ مر گیا واسطے دفع کرنے گمان اس کے جو گمان کرتا ہے کہ جب وہ بہشت میں تھا تو اور صفت پر تھا یا اسی طرح پیدا ہوا جس طرح پایا گیا اس کی صورت نہ بدلی جیسے کہ نہیں منتقل ہوئی اولاد اس کی ایک حالت سے طرف دوسری حالت کے اور بعض نے کہا واسطے رد کرنے کے دہریہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہوتا ہے آدمی مگر نطفے سے اور نہیں ہوتا ہے نطفہ آدمی کا مگر آدمی سے اور نہیں کوئی اول اس کے واسطے سو بیان کیا کہ وہ پیدا کیا گیا پہلے پہل اسی صورت پر اور بعض نے کہا واسطے رد کے طبعی علم والوں پر جو گمان کرتے ہیں کہ آدمی کبھی ہوتا ہے طبع کے فعل اور اس کی تاثیر سے اور بعض نے کہا کہ واسطے رد کے قدریہ پر جو گمان کرتے ہیں کہ آدمی اپنے فعل کو خود پیدا کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے اور تمسک کیا ہے اس کے قائل نے ساتھ اس چیز کے جو اس کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے علی صورۃ الرحمٰن اور مراد ساتھ صورت کے صفت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے آدم علیہ السلام کو اپنی صفت پر علم اور حیات اور سمع اور بصر وغیرہ سے اگرچہ اللہ کی صفتوں کو کوئی چیز مشابہ نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ واجب ہے پہلے سلام کرنا کہ اس کے ساتھ امر وارد ہوا ہے اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ وہ ایک خاص واقعہ ہے اس کے واسطے عموم نہیں اور البتہ نقل کیا ہے ابن عبدالبر نے اجماع اس پر کہ پہلے سلام کرنا سنت ہے اور کہا مازری نے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے اور یہی مشہور ہے نزدیک ہمارے اصحاب کے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اختلاف ہے کہ سلام کا جواب دینا فرض عین ہے یا فرض کفایہ اور تصریح کی اس نے ساتھ اس کے اور جگہ میں اور نقل کیا ہے عیاض نے قاضی عبدالوہاب سے کہ نہیں اختلاف ہے اس میں کہ پہلے سلام کرنا سنت ہے یا فرض کفایہ اور اگر جماعت کی طرف سے ایک آدمی سلام کرے تو کفایت کرتا ہے اور مراد سنت اور فرض کفایہ سے یہ ہے کہ سنت کا زندہ کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جو کہا کہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے یعنی شرع کی جہت سے یا مراد اولاد سے بعض اولاد ہے اور وہ مسلمان ہیں اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نہیں حسد کرتے یہودی تم سے کسی چیز پر جو حسد کرتے ہیں تم پر سلام اور آمین کرنے سے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ سلام فقط اسی امت کے واسطے مشروع ہوئی ان کے واسطے سلام مشروع نہیں تھی اور ابوداؤد میں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم جاہلیت میں کہتے ما انعم بك علينا ونعم صباحا اور ایک روایت میں ہے کہ کفر کی حالت میں لوگ سلام کے بدلے یہ کہا کرتے تھے حييت مساء حييت صباحا سو اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے سلام مشروع کی اور یہ جو آدم علیہ السلام نے کہا السلام

علیکم احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو السلام علیکم کی کیفیت سکھلائی ہو بطور نص کے یا آدم علیہ السلام نے السلام علیکم کو سلم سے سمجھا ہو اور احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو الہام کیا ہو کہ یوں کہے السلام علیکم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہی صیغہ ہے مشروع پہلے سلام کرنے کے واسطے اس قول کے دلیل سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی ہے سلام تیرا اور تیری اولاد کا اور یہ اس وقت ہے جب کہ جماعت کو سلام کرے اور اگر ایک کو سلام کرے تو اس کا حکم آئندہ آئے گا اور اگر سلام علیکم کہے یعنی بغیر الف لام کے تو یہ بھی جائز ہے اور کہا عیاض نے مکروہ ہے کہ ابتدا میں کہے وعلیک السلام کہا نووی رحمہ اللہ نے اذکار میں کہ اگر پہلے سلام کرنے والا وعلیکم السلام کہے تو نہیں ہوتی ہے یہ سلام اور نہیں مستحق ہوتا ہے سلام کے جواب کا اس واسطے کہ یہ صیغہ ابتدا کے واسطے صلاحیت نہیں رکھتا کہا اس کو متولی نے اور اگر بغیر واؤ کے کہے تو سلام ہے قطع کیا ہے ساتھ اس کے واحدی نے اور وہ ظاہر ہے اور احتمال ہے کہ نہ کفایت کرے اور احتمال ہے کہ نہ گنی جائے سلام اور نہ مستحق ہو جواب کا اس واسطے کہ ابوداؤد وغیرہ نے ابو جزی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا علیک السلام یا رسول اللہ! حضرت ﷺ نے فرمایا نہ کہہ علیک السلام اس واسطے کہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے اور احتمال ہے کہ وارد ہوا ہو واسطے بیان اکمل کے، کہا غزالی نے مکروہ ہے علیکم السلام کہنا کہا نووی رحمہ اللہ نے مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں اور واجب ہے اس واسطے کہ وہ سلام ہے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ علیکم السلام کفایت کرتا ہے واسطے حاصل ہونے مسمی سلام کے اس پر کہ نام صادق آتا ہے اور اس واسطے کہ انہوں نے کہا کہ نمازی اپنی ایک سلام سے حاضرین کی سلام کے جواب کی نیت کرے اور حالانکہ وہ ساتھ صیغہ ابتدا کے ہے پھر حکایت کی ابوالولید ابن اشد سے کہ جائز ہے پہلے سلام کرنا ساتھ لفظ رد کے اور عکس اس کا اور یہ جو کہا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے جواب میں رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ سلام کے جواب میں ابتدا پر زیادتی کرنا مشروع ہے اور یہ مستحب ہے بالاتفاق واسطے واقع ہونے تحیت کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْرُدُّوْهَا﴾ اور اگر پہلے سلام کرنے والا ورحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کرے تو اس کے جواب میں مستحب ہے کہ وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کیا جائے اور اگر پہلے سلام کرنے والا وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کرے تو اس کے جواب میں زیادتی مشروع ہے یہ نہیں اور اسی طرح پہلے سلام کرنے والے کو بھی وبرکاتہ پر کچھ زیادہ کرنا جائز ہے یا نہیں مؤطا مالک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سلام برکت تک ختم ہے آگے نہیں اور اسی طرح روایت کی ہے بیہقی وغیرہ نے عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے کہ سلام وبرکاتہ پر ختم ہو جاتی ہے اور نیز مؤطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ سلام کے جواب میں برکت پر زیادتی کرنا جائز ہے کہا ابن دقیق العید نے کہ لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْرُدُّوْهَا﴾ کہ سلام کے جواب میں وبرکاتہ پر اور لفظ کا زیادہ کرنا جائز ہے جب کہ پہنچے برکت تک پہلے سلام کرنے والا اور اسی طرح اور روایتوں میں سلام کے جواب میں وبرکاتہ پر ومغفرتہ ورضوانہ وغیرہ

الفاظ کی زیادتی آئی ہے اور یہ حدیثیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب جوڑی جائیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ برکت پر زیادتی کرنا جائز ہے برابر ہے کہ پہلے سلام کرنے والا برکت تک پہنچے یا نہیں اور اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ سلام کا جواب دینا واجب کفایہ ہے یعنی بعض کے جواب دینے سے سب کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے اور ابو یوسف سے آیا ہے کہ واجب ہے جواب دینا ہر ہر فرد پر اور حجت پکڑی گئی ہے اس کے واسطے ساتھ حدیث باب کے اس واسطے کہ اس میں ہے کہا انہوں نے وعلیک السلام اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ جائز ہے کہ سب کی طرف منسوب ہو اور کلام کرنے والے ان میں سے بعض ہوں اور حجت پکڑی گئی ہے جمہور کے واسطے ساتھ حدیث علی رضی اللہ عنہ کے جو مرفوع ہے کہ کفایت کرتا ہے جماعت کی طرف سے جب کہ کسی پر گزریں یہ کہ ان میں سے ایک سلام کرے اور کفایت کرتا ہے بیٹھنے والوں کی طرف سے یہ کہ ان میں ایک سلام کا جواب دے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور بزار نے اور اس کی سند میں ضعیف ہے لیکن اس کے واسطے شاہد ہے حسن بن علی کی حدیث سے نزدیک طبرانی کے اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے ساتھ اتفاق کے اس پر کہ جو پہلے سلام کرنے والا ہو نہیں شرط ہے اس کے حق میں مکرر سلام کرنا یعنی اتنی بار سلام کرنا جتنے لوگ بیٹھے ہوں جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے آدم علیہ السلام کی سلام سے اور اس کے سوائے اور حدیثوں میں ہے پس اسی طرح نہیں واجب ہے سلام کا جواب دینا ہر ہر فرد پر جب کہ ایک آدمی ان کو سلام کرے کہا حلیمی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سلام کا جواب واجب ہوا اس واسطے کہ سلام کے معنی امان ہیں سو جب پہلے کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو سلام کرے اور وہ سلام کا جواب نہ دے تو وہ وہم کرتا ہے اس سے بدی کا سو واجب ہوا اس پر دفع کرنا اس وہم کا اپنے اوپر سے اور سلام کے لفظ کے معنی آئندہ آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور اس حدیث میں امر ہے ساتھ تعلیم علم کے اس کے اہل سے اور لینا ساتھ نزول کے باوجود امکان علو کے اور اکتفا خبر میں باوجود امکان قطع کے ساتھ اس کے جو اس سے کم ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت کہ آدم علیہ السلام اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر ہونے کے درمیان ہے وہ بہت زیادہ ہے اس سے جو اہل کتاب وغیرہ نقل کرتے ہیں اور اس کی توجیہ احتجاج بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! نہ جایا کرو کسی کے گھروں میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک کہ نہ اجازت مانگو اور سلام کرو ان گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں شاید تم یاد رکھو یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جاؤ کیا جانے وہ کس حال میں ہے پھر اگر اس میں کوئی نہ پاؤ تو اس میں نہ جاؤ یہاں تک کہ تم کو

فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾.

اجازت دی جائے اور اگر تم کو کہا جائے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اسی میں خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جانتا ہے جو کرتے ہو نہیں تم پر گناہ اس میں کہ جاؤ ان گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اس میں تمہاری کچھ چیز ہو اور اللہ جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

فائدہ: اور مراد تستانسوا سے ان آیتوں میں جمہور کے نزدیک اجازت مانگنا ہے ساتھ کھنگورنے کے اور مانند اس کے روایت کیا ہے اس کو طبری نے مجاہد سے اور روایت کی عبداللہ سے کہ جب وہ گھر میں آتے تو کلام کرتے اور اپنی آواز بلند کرتے اور روایت کی ابن ابی حاتم نے ابوایوب سے کہ میں نے کہا یا حضرت! یہ سلام ہے پس کیا ہے استئناس یعنی جو اللہ کے قول ﴿حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا﴾ میں ہے فرمایا کہ کہے مرد سبحان اللہ اور اللہ اکبر اور کھنگورے اور گھر والوں کو خبردار کرے اور روایت کی طبری نے قتادہ سے کہ استئناس تین بار اجازت مانگنا ہے پہلی بار تا کہ سنائے دوسری بار تا کہ تیار ہو تیسری بار اگر چاہیں تو اس کو اجازت دیں اور چاہیں تو نہ دیں اور کہا بیہقی نے کہ اس کے معنی ہیں کہ بے خبر کسی کے گھر میں نہ جائے کیا جانے وہ کس حال میں ہے؟ شاید ایسے حال میں ہو کہ اس پر غیر کی اطلاع کو برا جانے۔ (فتح)

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ إِنَّ نِسَآءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُوْرَهُنَّ وَرُؤُوْسَهُنَّ قَالَ اصْرِفْ بَصَرَكَ عَنْهُنَّ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ وَقَالَ قَتَادَةُ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ ﴿خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾ مِنَ النَّظَرِ إِلٰى مَا نُهِيَ عَنْهُ.

اور کہا سعید نے اپنے بھائی حسن بصری سے کہ عجم کی عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھولتی ہیں اس نے کہا کہ اپنی آنکھ کو پھیر لے اور اللہ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمانداروں سے کہ نیچے رکھیں اپنی آنکھیں اور نگاہ رکھیں اپنی شرم گاہوں کو کہا قتادہ نے اس عورت سے جو ان کے واسطے حلال نہیں اور کہہ دے ایمان دار عورتوں سے کہ نیچے رکھیں اپنی آنکھیں اور بچائیں اپنی شرم گاہوں کو اور مراد خائنۃ الاعین سے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾ نظر کرنا ہے طرف اس چیز کی جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔

فائدہ: یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمان داروں سے تو نکتہ بیچ ذکر کرنے اس آیت کے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ اصل مشروع ہونا اجازت مانگنے کا واسطے بچنے کے ہے نظر کرنے سے طرف اس چیز کی کہ گھر والا نہ

چاہے کہ اس کی طرف کوئی دیکھے اگر داخل ہو بغیر اجازت کے اور اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنا اس سے بڑھ کر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مراد خائنۃ الاعین سے یہ ہے کہ مرد خوبصورت عورت کی طرف دیکھے جو اس پر گزرے یا داخل ہو اس گھر میں جس میں وہ عورت ہو اور جب کوئی اس کو دیکھے تو اپنی آنکھیں نیچی کرے اور اللہ جانتا ہے کہ اگر وہ اس پر قابو پائے تو اس سے زنا کرے اور کہا کرمانی نے کہ معنی یہ ہیں کہ اللہ جانتا ہے چوری نظر کرنے کو طرف اس چیز کی کہ حلال نہیں اور ان پر خائنۃ الاعین جو خصائص نبوی میں مذکور ہے تو مراد اس سے اشارہ ہے ساتھ آنکھ کے طرف امر مباح کی لیکن برخلاف اس کے کہ ظاہر ہو اس سے ساتھ قول کے میں کہتا ہوں اور اسی طرح سکوت مشعر ساتھ تقریر کے کہ وہ قائم مقام ہے قول کے۔

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ إِلَى الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَآءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلٰى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ صَغِيْرَةً

اور کہا زہری نے بیچ حق نظر کرنے کے طرف اس عورت کی جس کو حیض نہ آتا ہو یعنی نابالغ کے کہ نہیں جائز ہے دیکھنا طرف کسی کے ان کے بدن سے اُن عورتوں میں سے جن کی طرف دیکھنے کی خواہش کی جاتی ہو اگرچہ چھوٹی ہو۔

وَكَرِهَ عَطَآءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي الَّتِيْ يُبَعْنَ بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ أَنْ يَشْتَرِيَ

اور مکروہ جانا ہے عطاء نے دیکھنے کو طرف ان عورتوں کی جو مکے میں بیچی جاتی ہیں مگر یہ کہ خریدنے کا ارادہ رکھتا ہو

۵۷۶۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلٰى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيْئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ يُفْتِيْهِمْ وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ وَضِيْئَةٌ تَسْتَفْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ

۵۷۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل رضی اللہ عنہ کو قربانی کے دن اپنے پیچھے سوار کیا اپنی سواری کے کولہے پر یعنی اس کے پیچھے پر اور فضل خوبصورت مرد تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے واسطے کھڑے ہوئے ان کو فتوے دیتے تھے سو قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت سامنے آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کرتی تو فضل رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اس کو اس کا حسن خوش لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا اور فضل رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھتا تھا سو اپنے ہاتھ کو پیچھے سے پھیرا سو فضل رضی اللہ عنہ کی ٹھوڑی پکڑی سو اس کے منہ کو اس کی طرف دیکھنے سے موڑا سو اس نے عورت نے کہا کہ یا حضرت! بے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

شک اللہ کے فرض حج نے جو اس کے بندوں پر ہے میرے باپ کو بڑھاپے میں پایا سو وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا یعنی بڑھاپے میں اس کو حج فرض ہوا ہے سو اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو اس سے ادا ہو جاتا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: اس حدیث میں پست اور نیچا کرنا نظر کا ہے خوف فتنے کے واسطے اور یہ تقاضا کرتا ہے اس کو اگر فتنے سے امن ہو تو منع نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت ﷺ نے فضل رضی اللہ عنہ کے منہ کو نہ پھیرا یہاں تک کہ اس نے اس کی طرف توجہ سے نظر کی کہ اس کو وہ عورت خوش لگی سو خوف کیا حضرت ﷺ نے فتنے کا اوپر اس کے اور اس میں غالب ہونا طبیعت بشری کا ہے آدمی پر اور ضعیف ہونا اس کا اس چیز سے کہ مرکب کی گئی ہے اس میں عورتوں کی رغبت سے اور خوش لگنے ان کے سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ مسلمانوں کی عورتوں پر پردہ لازم نہیں جو حضرت ﷺ کی بیویوں پر لازم ہے اس واسطے کہ اگر یہ سب عورتوں پر لازم ہوتا تو البتہ حضرت ﷺ حکم کرتے اس خثعمی عورت کو ساتھ پردہ کرنے کے اور البتہ نہ پھیرتے منہ فضل رضی اللہ عنہ کا اس سے اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عورت پر اپنے منہ کا ڈھانکنا فرض نہیں اس واسطے کہ اجماع ہے اس پر کہ جائز ہے عورت کے واسطے کہ اپنے منہ کو نماز میں ظاہر کرے اگرچہ اس کو اجنبی لوگ دیکھیں اور یہ کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کہہ دے ایمانداروں سے اپنی آنکھیں نیچی رکھیں تو یہ وجوب پر ہے سوائے منہ کے۔ (فتح)

۵۷۶۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا فَقَالَ إِذْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا

۵۷۶۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو راہوں کے بیٹھنے سے تو اصحاب نے کہا یا حضرت! ہم کو تو راہوں کے بیٹھنے سے کوئی چارہ نہیں کہ ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں، سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم وہاں کی نشست کے بغیر نہیں مانتے تو راہ کا حق ادا کرو، اصحاب نے کہا یا حضرت! راہ کا حق کیا ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اجنبی عورت اور لوگوں کے عیبوں سے آنکھ کو نیچے جھکانا اور لوگوں کے تکلیف دینے والی چیز کو

وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ.

راہ سے دور کرنا یعنی اینٹ پتھر کانٹا ہٹانا اور سلام کا جواب دینا اور نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا۔

فائدہ: یعنی اول تو راہ میں بیٹھنا بہتر نہیں اور اگر ضرورت ہو تو راہ کا حق ادا کرے اور دوسری روایتوں میں یہ چیزیں زیادہ ہیں اور نیک بات کرنا اور گمراہ کو راہ دکھلانا اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور عاجز کی فریاد رسی کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا اور سلام کا پھیلانا اور بوجھ لادنے میں مدد کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا اور شامل ہے یہ حدیث اوپر معنی علت نہی کے بیٹھنے سے راہوں میں یعنی راہوں میں بیٹھنے کے منع ہونے کی علت تعرض کرنا واسطے فتنوں کے ساتھ گزرنے جوان عورتوں کے اور خوف اس چیز کے کہ ان کی طرف نظر کرنے سے لاحق ہوتی ہے اس واسطے کہ نہیں منع ہے گزرنا عورتوں کا راہوں میں اپنی حاجتوں کے واسطے اور تعرض کرنا ہے واسطے حقوق مسلمانوں اور حقوق اللہ کے اس قسم سے کہ نہیں لازم آتا آدمی کو جب کہ اپنے گھر میں ہو اور جس جگہ نہ تنہا ہو یا مشغول ہو ساتھ اس چیز کے کہ اس پر لازم آئے اور دیکھنا برے کاموں کا اور بے کار چھوڑنا معارف کا سو واجب ہے ہر مسلمان پر امر اور نہی اس وقت سو اگر اس نے اس کو چھوڑا تو سامنے ہوا گناہ کے اور اسی طرح تعرض کرنا ہے اس کے واسطے جو اس پر گزرے اور اس کو سلام کرے اس واسطے کہ اکثر اوقات اس کی کثرت ہوتی ہے پس عاجز ہوتا ہے سلام کے جواب دینے سے ہر گزرنے والے پر اور اس کا رد کرنا فرض ہے سو گنہگار ہوتا ہے اور آدمی کو حکم ہے کہ فتنوں کے سامنے نہ ہو سو رغبت دی ان کو شارع نے ساتھ ترک جلوس کے یعنی ساتھ نہ بیٹھنے کے راہوں میں واسطے اکھاڑنے مادے کے پھر جب اصحاب نے اپنی ضرورت ذکر کی کہ ہم کو وہاں بیٹھنے سے کوئی چارہ نہیں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے بہتریوں سے ایک دوسرے کی خبر گیری کرنے سے اور مذاکرہ کرنے ان کے بیچ امور دین اور بہتریوں کے اور راحت دینے نفسوں کے سے مباح بات چیت میں تو ان کو بتلایا جو دور کرے مفسدے کو امور مذکورہ سے اور واسطے ہر ایک کے آداب مذکورہ سے شواہد ہیں اور حدیثوں میں بہر حال اچھی بات کرنا سو کہا عیاض نے کہ اس میں رغبت دلانا ہے طرف نیک معاملہ کے درمیان مسلمانوں کے اس واسطے کہ جو راہ میں بیٹھا ہو اس پر بہت لوگ گزرتے ہیں اور اکثر اوقات اس سے اپنا کچھ حال اور وجہ اپنے راہ کی پوچھتے ہیں سو واجب ہے کہ ان کو اچھی طرح سے جواب دے اور نہ جواب دے ان کو ساتھ سخت گوئی کے اور یہ منجملہ تکلیف کی چیز کے دور کرنے سے ہے اور باقی سب چیزوں کا بیان اپنی اپنی جگہ میں ہے اور مقصود باب کی حدیثوں سے آنکھ کا نیچا کرنا ہے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَامِ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

باب سلام اسم ہے اللہ کے اسموں میں سے

فائدہ: یہ ترجمہ لفظ مرفوع حدیث کا ہے جو اس کی شرط پر نہیں سو اپنی عادت کے موافق اس کو ترجمہ میں استعمال کیا

ور وارد کی باب میں جو ادا کرے اس کے معنی کو اس کی شرط پر اور وہ حدیث تشہد کی ہے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے اس میں فان اللہ ھو السلام یعنی اللہ ہی ہے سلام اور اسی طرح ثابت ہو چکا ہے قرآن میں اللہ کے ناموں میں ﴿اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ﴾ اور معنی سلام کے ہیں سالم نقصوں سے اور بعض نے کہا کہ سلامت رکھنے والا اپنے بندوں کو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہے جیسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خبر دار ہے اس پر جو تو کرتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نام لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اعمال پر واسطے امید جمع ہونے معانی خیرات کے اُن میں اور دور ہونے عوارض فساد کے اُن سے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں سلامتی محض اور کبھی اس کے معنی سلام کرنے کے آتے ہیں۔ (فتح)

﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جیسا تعظیم کیے جاؤ تم ساتھ سلام کے تو تعظیم کرو ساتھ اس کلمہ کے کہ اس سے بہتر ہو یا وہی کلمہ کہو الٹ کر۔

فائدہ: اور مناسبت ذکر اس آیت کی ترجمہ میں واسطے اشارہ کرنے کے ہے طرف اس کی کہ عموم امر کا ساتھ تعظیم کرنے کے مخصوص ہے ساتھ لفظ سلام کے یعنی مراد تحیۃ سے اس آیت میں فقط سلام کرنا ہے جیسے کہ دلالت کرتی ہیں اس پر حدیثیں جن کی طرف پہلے باب میں اشارہ گزرا اور اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اور مالک سے ہے کہ مراد ساتھ تحیہ کے اس آیت میں ہدیہ ہے لیکن یہ مالک سے احتمالی بات ہے اور دعویٰ کیا ہے اس نے کہ یہ قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے کہ انہوں نے حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے بایں طور کہ سلام کا بعینہ رد کرنا ممکن نہیں برخلاف ہدیہ کے اس واسطے کہ اس کا بعینہ رد کرنا ممکن ہے اور اس سے بہتر بھی اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ مراد رد کرنا مثل کا ہے نہ عین کا اور یہ بہت مستعمل ہے اور نیز کہا ہے قرطبی نے مالک سے کہ مراد ساتھ تحیہ کے آیت میں چھینک کا جواب دینا ہے اور نہیں سیاق میں دلالت اوپر اس کے لیکن حکم تشمیت کا اور جواب اس کا ماخوذ ہے حکم سلام اور رد سلام سے نزدیک جمہور کے اور شاید اسی کی طرف مائل کی ہے مالک نے۔ (فتح)

۵۷۶۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَلَمَّا

۵۷۶۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو سلام اس کے سب بندوں سے پہلے جبریل علیہ السلام کو سلام میکائیل علیہ السلام کو سلام اور فلانے کو سلام سو جب حضرت ﷺ نماز سے پھرے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک اللہ ہی ہے سلام یعنی اللہ تعالیٰ کو سلام

انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَآءَ.

کرنے کے کوئی معنی نہیں سو جب کوئی نماز میں بیٹھے تو چاہیے کہ التحیات پڑھے یعنی سب زبان کی عبادتیں جیسے ذکر اور تعریف اور بدن کی عبادتیں جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتیں جیسے زکوٰۃ وغیرہ اللہ ہی کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے پیغمبر! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر اس واسطے کہ جب یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام تو جتنے اللہ تعالیٰ کے بندے آسمان اور زمین میں ہیں خواہ فرشتے ہوں یا آدمی پیغمبر ہوں یا ولی تو سب کو اس کا سلام پہنچ گیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی لائق بندگی کے نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ بندہ ہے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہے پھر اس کو اس کے بعد اختیار ہے جو چاہے دعا مانگے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ اللہ ہی ہے سلام اور یہ مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور اتفاق ہے اس پر کہ جو سلام کرے نہیں کفایت کرتا ہے اس کے جواب میں مگر سلام کرنا اور نہیں کفایت کرتا ہے اس کے جواب میں یہ کہنا صحبت بالخیر اور مانند اس کی اور اختلاف ہے اس کے حق میں جو لائے تحیہ میں ساتھ غیر لفظ سلام کے یعنی سلام کے سوائے کسی اور لفظ کے ساتھ سلام کرے کہ کیا اس کا جواب واجب ہے یا نہیں؟ اور نہیں کفایت کرتا ہے جواب سلام کا اشارت سے بلکہ وارد ہوئی ہے اس سے زجر روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے عمرو بن شعیب سے مرفوع کہ نہ مشابہت کرو ساتھ یہود اور نصاریٰ کے اس واسطے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ نہیں وارد ہوتی ہے اس پر حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ مسجد میں گزرے اور عورتوں کی ایک جماعت وہاں بیٹھی تھی سو حضرت ﷺ سے ہاتھ سے سلام کیا اس واسطے کہ یہ محمول ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے لفظ اور اشارے دونوں جمع کر کے سلام کیا اور اشارے سے سلام کرنا اس کے حق میں منع ہے جو بولنے پر قادر ہو حسًا اور شرعًا ورنہ پس وہ مشروع ہے اس کے واسطے جو کسی شغل میں ہو جو اس کو زبان کے ساتھ سلام کے جواب سے مانع ہو مانند نمازی اور بعید اور گونگے کی اور اسی طرح سلام کرنا بہرے پر اور اگر سلام کرے ساتھ لفظ غیر عربی کے تو کیا جواب کا مستحق ہے اس میں تین قول ہیں تیسرا یہ کہ واجب ہے جو عربی میں جواب سلام کا دے سکتا ہو اور کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر تر ہے یہ کہ سلام کرنا

ساتھ غیر لفظ عربی کے ترک مستحب کی ہے اور نہیں ہے مکروہ مگر یہ کہ قصد کرے ساتھ اس کے عدول کا سلام سے طرف اس چیز کی کہ ظاہر تر ہے تعظیم میں بسبب اکابر اہل دنیا کے اور واجب ہے جواب دینا سلام کا فی الفور اور اگر دیر کر کے جواب دے تو وہ جواب نہیں شمار کیا جاتا اور شاید محل اس کا وہ ہے کہ جب کوئی عذر نہ ہو اور واجب ہے سلام کا جواب دینا خط میں اور ساتھ ایلچی کے اور اگر لڑکا بالغ کو سلام کرے تو واجب ہے اس پر سلام کا جواب دینا اور اگر ایک جماعت کو سلام کیا اور ان میں لڑکا ہو وہ جواب دے تو کفایت کرتا ہے ایک وجہ میں۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيْمِ الْقَلِيْلِ عَلَى الْكَثِيْرِ — تھوڑے آدمیوں کا بہت آدمیوں کو سلام کرنا

فائدہ: یہ امر نسبی ہے شامل ہے ایک کو بہ نسبت دو کے یا زیادہ کے اور دو کو بہ نسبت تین کے اور زیادہ کے۔

۵۷۶۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ.

۵۷۶۳۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے چھوٹا بڑے کو اور چلنے والا بیٹھے شخص کو اور تھوڑے لوگ بہت لوگوں کو۔

فائدہ: کہا ماوردی نے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں داخل ہو سو اگر وہ تھوڑی جماعت ہو تو اس کو ایک سلام کفایت کرتا ہے اور اگر ایک بار سے زیادہ سلام کرے سو بعض کو خاص کرے تو نہیں ہے کچھ ڈر اور کفایت کرتا ہے کہ ان میں سے ایک سلام کا جواب دے اور اگر زیادہ کرے تو اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر بہت ہوں کہ ان میں سلام نہ پھیلے تو سلام کرے اول داخل ہونے میں جب کہ ان کو دیکھے اور ادا ہوتی ہے سنت ان کے حق میں جو اس کو سنیں اور واجب ہے ان پر جواب سلام کا بطور کفایت کے اور جب بیٹھ جائے تو ساقط ہو جاتی ہے اس سے سنت سلام کی ان کے حق میں جنہوں نے نہیں سنی اور جب بیٹھے تو کیا مستحب ہے سلام کرنا ان پر جن کے پاس بیٹھا جنہوں نے اس کے سلام کو پہلے نہیں سنا تھا اس میں دو وجہ ہیں اور اسی طرح اس کے جواب میں بھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ بیٹھے پر اور یہ جو کہا مار یعنی گزرنے والا تو یہ عام تر ہے ماشی سے اور شامل ہے سوار اور پیادے کو اور روایت کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ قائم پر اور جب حمل کیا جائے قائم کو مستقر پر یعنی قرار گیر تو ہوگا عام تر اس سے کہ ہو بیٹھنے والا یا ٹھہرنے والا یا تکیہ کرنے والا یا لیٹنے والا اور جو منسوب کی جائے یہ صورت طرف سوار کی تو کئی صورتیں ہو جائیں گی اور ایک صورت باقی رہے گی جو منصوص نہیں اور وہ یہ ہے کہ ملیں دو چلنے والے سوار ہوں یا پیادہ سو دین میں کم تر درجہ رکھتا ہو وہ پہلے سلام کرے

اس کو جو دین میں اعلیٰ قدر رکھتا ہو واسطے برا جاننے اس کی بزرگی کے اس واسطے کہ دین کی فضیلت میں شرع نے ترغیب دی ہے مگر یہ کہ بادشاہ ہو اس سے خوف کیا جاتا ہو تو جو دین میں اعلیٰ ہو وہ اس کو سلام کرے اور اگر دونوں ملنے والے دین میں برابر ہوں تو دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے کما تقدم اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو چلنے والے جب اکٹھے ہوں تو جو پہلے سلام کرے وہ افضل ہے۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيمِ الرَّاكِبِ عَلَى الْمَاشِيْ

سلام کرے سوار پیادے پر

٥٧٦٤۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ .

۵۷۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر۔

فائدہ: لیکن اگر بہت لوگ تھوڑے لوگوں پر گزریں یا چھوٹا بڑے پر تو اس میں کوئی نقص نہیں اور اعتبار کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے گزرنے کو پس کہا کہ گزرنے والا پہلے سلام کرے خواہ بہت ہوں یا تھوڑے اور جو بازار میں چلے وہ نہ سلام کرے مگر بعض کو اس واسطے کہ اگر ہر ہر فرد کو سلام کرے تو البتہ محروم رہے گا اپنی حاجت سے جس کے واسطے نکلا اور البتہ خارج ہوگا عرف سے۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيمِ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

سلام کرے چلنے والا بیٹھے پر

٥٧٦٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ .

۵۷۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے پر اور پیادہ بیٹھے پر اور قلیل کثیر پر۔

بَابُ تَسْلِيمِ الصَّغِيرِ عَلَى الْكَبِيرِ

سلام کرے چھوٹا بڑے پر

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کرے چھوٹا بڑے پر اور گزرنے والا بیٹھے پر اور قلیل کثیر پر۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ ان لوگوں کو جو حکم ہے کہ پہلے سلام کریں تو اس میں حکمت کیا ہے؟ کہا ابن بطال نے کہ سلام کرنا چھوٹے کا بڑے کو بسبب حق بڑے کے ہے اس واسطے کہ اس کو حکم ہے اس کی تعظیم اور عزت کرنے کا اور سلام کرنا قلیل کا کثیر پر بسبب حق کثیر کے ہے اس واسطے کہ ان کا حق بڑا ہے نہ نسبت ان کے اور سلام کرنا چلنے والے کا بیٹھے کو واسطے مشابہ ہونے اس کے کے ہے ساتھ اس کے جو کسی کے گھر میں آئے اور سوار کا سلام کرنا اس واسطے تا کہ سوار ہونے کے سبب سے تکبر نہ کرے پس رجوع کرے طرف تواضع کی اور کہا ابن عربی نے کہ حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ جو کسی قسم سے مفضول ہو وہ پہلے سلام کرے فاضل کو اور کہا مازری نے بہرحال حکم کرنا سوار کو ساتھ سلام کرنے کے سو یہ اس واسطے ہے کہ سوار کو زیادتی ہے پیادے پر سو اس کے بدلے پیادے کو یہ عوض دیا گیا کہ سوار اس کو سلام کرے احتیاط کے واسطے اس واسطے کہ اگر سوار کو دونوں فضیلت حاصل ہوئی تو شاید خود پسندی کرتا اور چلنے والے کو بیٹھے پر سلام کرنے کا اس واسطے حکم ہوا کہ بیٹھے کو اس سے بدی کی توقع ہے خاص کر جب کہ سوار ہو سو جب اس نے پہلے سلام کی تو اس کی بدی سے نڈر ہو گا یا اس واسطے کہ بیٹھنے والے کو چلنے والوں کی رعایت کرنا دشوار ہے باوجود کثرت ان کی کے پس ساقط ہوا اس سے پہلے سلام کرنا واسطے مشقت کے برخلاف چلنے والے کے کہ اس پر کچھ مشقت نہیں اور بہرحال سلام کرنا قلیل کا پس واسطے فضیلت جماعت کے اور یا اس واسطے کہ اگر جماعت اس کو پہلے سلام کرے تو اس پر خود پسندی کا خوف ہے پس احتیاط کی گئی اس کے واسطے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ بڑا اور چھوٹا آپس میں ملیں اور اگر ایک سوار ہو اور ایک پیادہ تو پہلے سوار سلام کرے اور اگر دونوں سوار ہوں یا دونوں چلتے ہوں تو چھوٹا پہلے سلام کرے لیکن اگر پیادہ سوار کو سلام کرے تو یہ منع نہیں اس واسطے کہ وہ بجا لنے والا ہے حکم کو ساتھ پھیلانے سلام کے لیکن رعایت اس بات کی کہ حدیث میں ثابت ہو چکی ہے اولیٰ ہے اور وہ خبر ہے ساتھ امر کے بطور استحباب کے اور نہیں لازم آتی ہے مستحب کے ترک کرنے سے کراہت بلکہ خلاف اولیٰ ہو گا سو اگر مامور پہلے سلام نہ کرے بلکہ دوسرا پہلے سلام کرے تو ہو گا تارک مستحب کا اور دوسرا فاعل سنت کا اور کہا متولی نے کہ اگر مخالفت کرے

سوار یا پیادہ تو مکروہ ہے اور وارد ہر حال میں پہلے سلام کرے۔ (فتح)

بَابُ إِفْشَآءِ السَّلَامِ سلام کا پھیلانا اور رائج کرنا

فائدہ: افشاء کے معنی ہیں ظاہر کرنا اور مراد پھیلانا سلام کا ہے درمیان لوگوں کے تا کہ حضرت ﷺ کی سنت کو زندہ کریں۔

٥٧٦٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَآءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَآءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهٰى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهَانَا عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ.

٥٧٦٦۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو حکم کیا سات چیزوں کا بیمار کی بیمار پرسی کرنا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو یرحمک اللہ کہنا اور ضعیف کی مدد کرنا اور مظلوم کو ظالم سے چھڑانا اور سلام علیکم کا پھیلانا اور قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنا اور منع کیا پینے سے چاندی کے برتن میں اور منع کیا سونے کی انگوٹھی کے استعمال کرنے سے اور ریشمی زین کے سوار ہونے سے اور ریشم اور دیبا اور قسی اور استبرق کے پہننے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطب میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے اس جگہ سلام کا پھیلانا ہے اور مراد سلام کے پھیلانے سے عام تر ہے خواہ پہلے سلام کرے یا سلام کا جواب دے اور مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو جس سے تمہارے درمیان محبت پیدا ہو سلام علیکم آپس میں رائج کرو کہا ابن عربی نے اس حدیث میں ہے کہ سلام کے پھیلانے کے فوائد سے ہے حاصل ہونا محبت کا درمیان سلام کرنے والوں کے اور شاید یہ اس واسطے ہے کہ اس میں الفت کلمے کی ہے تا کہ عام ہو مصلحت ساتھ واقع ہونے ہم مدوی کے اوپر قائم کرنے احکام دین کے اور رسوا کرنے کافروں کے اور یہ وہ کلمہ ہے کہ جب سنا جائے تو دل اس کے قائل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سلام کو رائج کرو بہشت میں داخل ہو گی اور حدیثیں سلام کے پھیلانے میں بہت ہیں لیکن کوئی چیز ان میں سے بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر نہیں پس کفایت کی اس نے ساتھ حدیث براء رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو فرمایا کہ سلام کو پھیلاؤ تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ نہیں کفایت کرتا ہے سلام کرنا پوشیدہ بلکہ شرط ہے اس میں پکار کر کہنا اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ سنا جائے ابتدا میں اور جواب میں اور نہیں کفایت کرتا ہے اشارہ ہاتھ سے اور مانند اس کے سے اور البتہ روایت کی نسائی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ یہودیوں کی طرح سلام

نہ کیا کرو اس واسطے کہ ان کی سلام سروں اور ہاتھوں سے ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے حالت نماز کی کہ البتہ وارد ہو چکی ہیں جید حدیثیں کہ حضرت ﷺ نے نماز کی حالت میں سلام کا جواب اشارے سے دیا ان میں سے ایک حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے سو حضرت ﷺ نے اس کو اشارے سے سلام کا جواب دیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے مانند اس کی اور اسی طرح جو دور ہو سلام کرنے کو نہ سنتا ہو جائز ہے اس کو سلام کرنا اشارت سے اور باوجود اس کے زبان سے بھی کہے اور عطاء سے روایت ہے کہ مکروہ ہے سلام کرنا ہاتھ سے اور نہیں مکروہ ہے سر سے کہا ابن دقیق العید نے استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ پہلے سلام کرنا واجب ہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی راہ طرف اس قول کی کہ وہ فرض عین ہے دونوں جانب سے بطور عموم کے اور وہ یہ ہے کہ واجب ہو ہر ایک پر یہ کہ سلام کرے جس کو ملے اس وسطے کہ اس میں حرج اور مشقت ہے اور جب عموم کی دونوں جانب میں ساقط ہو تو خصوص کی دونوں جانب میں بھی ساقط ہو گا اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی قائل کہ ایک پر واجب ہے سوائے باقی لوگوں کے اور نہیں واجب ہے سلام ایک پر سوائے باقی لوگوں کے اور جب ساقط ہو اس صورت پر تو نہیں ساقط ہو گا استحباب اس واسطے کہ عموم بہ نسبت فریقین کے ممکن ہے اور یہ بحث ظاہر ہے اس کے حق میں جو کہتا ہے کہ پہلے سلام کرنا فرض عین ہے اور جو کہتا ہے کہ فرض کفایہ ہے تو اس پر یہ وارد نہیں ہوتا جب کہ ہم قائل ہوں کہ فرض کفایہ کسی ایک معین کے حق میں واجب نہیں اور اس سے کافر مستثنیٰ ہے کہ اس کو پہلے سلام کرنا جائز نہیں ہے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول حضرت ﷺ کا کہ جب تم اس کو کرو گے تو تم میں محبت پیدا ہو گی اور مسلمان کو حکم ہے کہ کافر سے عداوت رکھے پس نہیں مشروع ہے اس کے واسطے وہ فعل جو اس کی محبت کا مستدعی ہو اور فاسق کو سلام کرنے میں اختلاف ہے اور اسی طرح لڑکے پر اور سلام کرنا مرد کا عورت کو اور بالعکس اور اسی طرح مستثنیٰ ہے اس سے جو مشغول ہو ساتھ کھانے اور پینے اور جماع کے یا ہو پاخانے میں یا حمام میں یا سوتا ہو یا نماز میں ہو یا اذان دیتا ہو اور مشروع ہے بیچ خرید وفروخت کرنے والوں اور باقی معاملات کے اور ثابت ہو چکا ہے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نہاتے تھے اور بہر حال سلام کرنا خطبے کی حالت میں سو مکروہ ہے واسطے حکم چپ رہنے کے پس اگر سلام کرے تو نہیں واجب ہے سلام کا جواب دینا اور جو قرآن پڑھنے کے ساتھ مشغول ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ اس کو سلام نہ کرے اور اگر سلام کرے تو کافی ہے اس کو جواب دینا اشارے سے اور اگر زبان سے سلام کا جواب دے پھر از سر نو اعوذ باللہ پڑھے، کہا نووی رحمہ اللہ نے اس میں نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اس کو سلام کرنا جائز ہے اور واجب ہے اس پر سلام کا جواب دینا اور جو دعا میں مستغرق ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے اور جو احرام باندھے لبیک کہتا ہو اس کو بھی سلام کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ لبیک کا قطع کرنا مکروہ ہے اور باوجود اس کے اگر اس کو سلام کرے تو اس پر سلام کا جواب دینا واجب ہے اور

اگر کوئی سلام کا جواب دے اور وہ ساتھ پیشاب وغیرہ کے مشغول ہو تو مکروہ ہے اور اگر کھانے والا ہو یا مانند اس کی تو مستحب ہے اس جگہ میں کہ نہیں واجب ہے اور اگر نماز پڑھتا ہو تو نہیں جائز ہے کہ کہے ساتھ لفظ خطاب کے مانند علیک السلام کی اور اگر ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اگر تحریم کو جانتا ہو اور اگر وہ غائب کی ضمیر سے جواب دے تو نہیں باطل ہوتی ہے اور مستحب ہے کہ اشارے سے جواب دے اور اگر نماز سے فارغ ہو کے زبان سے جواب دے تو وہ بہت بہتر ہے اور اگر مؤذن یا لبیک کہتا ہو تو اس کو زبان سے سلام کا جواب دینا مکروہ نہیں اس واسطے کہ وہ تھوڑی چیز ہے اس کو موالات باطل نہیں ہوتے اور یہ جو نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ خطاب سے نماز باطل ہو جاتی ہے تو اس پر اتفاق نہیں بلکہ شافعی رحمہ اللہ سے نص ہے کہ باطل نہیں ہوتی اس واسطے کہ مراد حقیقت خطاب کی نہیں بلکہ دعا ہے اور ذکر کیا ہے بعض حنفیہ نے کہ جو بیٹھا ہو مسجد میں واسطے قرأت کے یا سبحان اللہ کہنے کے یا نماز کے انتظار کے واسطے تو ان کو سلام کرنا مشروع نہیں اور اگر سلام کرے تو جواب دینا واجب نہیں اور جس پر گمان ہو کہ وہ سلام کا جواب نہیں دیتا اس کو بھی سلام کرنا مشروع ہے اور اس گمان سے سلام کو ترک نہ کرے اور ترجیح دی ہے ابن دقیق العید نے کہ اس پر سلام نہ کرے اس واسطے کہ اس کو گناہ میں ڈالنا سخت تر ہے نہ سلام کرنے سے خاص کر سلام کا پھیلانا حاصل ہو چکا ہے اس کے غیر سے۔ (فتح)

بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ — سلام کرنا اس کو جس کو پہچانتا ہو اور جس کو نہ پہچانتا ہو

فائدہ: یعنی نہ خاص کرے ساتھ سلام کے جس کو پہچانتا ہو اور ابتدا ترجمہ کا لفظ حدیث کا ہے جس کو روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ہوگی اس میں سلام واسطے پہچان کے یعنی جس سے پہچان ہوگی اس کو سلام کرے گا اور کسی کو نہ کرے گا۔

٥٧٦٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلٰى مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ.

۵۷۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کی کون سی خصلت عمدہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بھوکے کو کھانا کھلائے اور سلام کرے تو اس کو جس کو تو پہچانے اور جس کو نہ پہچانے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی من عرفت کے یہ ہیں کہ تو سلام کرے جس کو ملے اور نہ خاص کر سلام کو ساتھ پہچان والے کے اور اس میں خالص کرنا عمل کا ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے اور استعمال کرنا تواضع کا ہے اور پھیلانا سلام کا جو اس امت کی نشانی ہے میں کہتا ہوں اور اس میں فائدہ ہے

کہ اگر ناواقف کو سلام نہ کرے تو احتمال ہے کہ ظاہر ہو کہ وہ اس کا واقف ہو سو اس کو وحشت میں واقع کرے گا اور یہ عموم مخصوص ہے ساتھ مسلمان کے یعنی مراد اس سے مسلمان ہے پس نہ پہلے سلام کیا جائے کافر کو، میں کہتا ہوں اور نہیں ہے اس میں حجت اس کے واسطے جو کہتا ہے کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز ہے ساتھ عموم اس حدیث کے اس واسطے کہ اصل سلام کا مشروع ہونا مسلمان کے واسطے ہے سو محمول ہو گا اس پر قول اس کا علی من عرفت اور بہر حال جس کو نہ پہچانتا ہو جو اس میں بھی دلالت نہیں بلکہ اگر اس نے پہچان لیا کہ وہ مسلمان ہے تو فبھا نہیں تو اگر احتیاط کے واسطے سلام کرے تو منع نہیں یہاں تک کہ ظاہر ہو کہ وہ کافر ہے کہا ابن بطال نے کہ مشروع ہونا سلام کا اوپر غیر پہچان یک مشروع ہے واسطے لگاوٹ کے تا کہ سب مسلمان بھائی ہو جائیں کوئی کسی سے وحشت نہ کرے اور تخصیص میں وہ چیز ہے جو واقع کرتی ہے وحشت میں اور مشابہ ہے ہجرت کو جو منع ہے۔ (فتح)

٥٧٦٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

٥٧٦٨۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو یہ کہ اپنے بھائی مسلمان سے کلام کرنا چھوڑ دے تین دن سے زیادہ دونوں ملیں پس ایک دوسرے سے منہ پھیریں اور دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے اور ذکر کیا سفیان رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے زہری سے تین بار سنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور یہ متعلق ہے ساتھ رکن اول کے ترجمہ سے۔

بَابُ آيَةِ الْحِجَابِ

باب ہے بیچ بیان حجاب کے

فائدہ: یعنی جس آیت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو حکم ہوا کہ بیگانے مردوں سے پردہ کریں۔

٥٧٦٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَدَمْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا حَيَاتَهُ

٥٧٦٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دس برس کے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینے میں تشریف لائے سو میں نے دس برس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ کی زندگی میں اور حجاب کا حال مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ معلوم ہے جب کہ اترا اور البتہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کا حال مجھ سے پوچھتے تھے اور تھا پہلے پہل اُترنا حجاب کا بیچ بنا

وَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِيْ عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِيْ مُبْتَنٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ كَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَيْتُ مَعَهٗ حَتّٰى جَآءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ حَتّٰى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهٗ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَأُنْزِلَ آيَةُ الْحِجَابِ فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ سِتْرًا .

کرنے حضرت ﷺ کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا جحش کی بیٹی کے یعنی جب کہ وہ حضرت ﷺ کے گھر لائی گئیں صبح کو حضرت ﷺ اس کے ساتھ دولہا ہوئے سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو شادی کے کھانے میں بلایا سو انہوں نے کھانا کھایا پھر نکلے اور ان میں سے ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس باقی رہی سو وہ بہت دیر ٹھہری رہی سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ نکلا تا کہ وہ نکلیں سو حضرت ﷺ چلے اور میں بھی حضرت ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے دروازے پر آئے پھر حضرت ﷺ کو گمان ہوا کہ بے شک وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ زینب رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے سو اچانک دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں جدا جدا نہیں ہوئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر پہنچے پھر گمان کیا کہ وہ نکل گئے سو حضرت ﷺ پھرے اور میں بھی آپ کے ساتھ پھرا سو اچانک دیکھا کہ وہ نکل گئے سو پردے کا حکم اتارا گیا سو حضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح سورۂ احزاب میں گزر چکی ہے اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اتارا ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الآیۃ اے ایمان والو! پیغمبر ﷺ کے گھروں میں نہ جایا کرو اور یہ جو کہا کہ میں نے دس برس حضرت ﷺ کی خدمت کی یعنی آپ کی باقی زندگی یہاں تک کہ فوت ہوئے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ تر حجاب کا حال معلوم ہے یعنی سبب نزول اس کے کا اور یہ جو کہا کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے پوچھتے تھے تو اس میں اشارہ ہے طرف خاص ہونے انس رضی اللہ عنہ کے کی ساتھ پہچاننے حال نزول اس کے کے

اس واسطے کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اس سے علم اور عمر میں زیادہ ہیں اور باوجود اس کے وہ اس کا حال انس رضی اللہ عنہ سے پوچھتے تھے۔(فتح)

٥٧٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْهِ مِنَ الْفِقْهِ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَأْذِنْهُمْ حِيْنَ قَامَ وَخَرَجَ وَفِيْهِ أَنَّهُ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ وَهُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَقُوْمُوْا.

٥٧٧٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگ اندر آئے یعنی طعام ولیمہ کھانے کے واسطے سو انہوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوئے جیسے اٹھنے کے واسطے تیار ہوتے ہیں سو لوگ نہ اُٹھے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے تو کھڑے ہوئے ساتھ آپ کے جو کھڑے ہوئے اور باقی لوگ بیٹھے رہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تاکہ اندر داخل ہوں سو اچانک دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہیں پھر وہ اُٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور اندر داخل ہوئے سو میں نے چاہا کہ داخل ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم اُتارا کہ اے ایمان والو! نہ جایا کرو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں، الآیہ۔

٥٧٧١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَآئَكَ قَالَتْ فَلَمْ

٥٧٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرواور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں راتوں رات جائے ضرور کے واسطے پاخانوں کی طرف نکلتی تھیں پس سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی نکلیں اور وہ قد آور تھیں سو ان کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا اور حالانکہ وہ مجلس میں تھے سو کہا کہ البتہ ہم نے تجھ کو پہچانا اے سودہ!

يَفْعَلُ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيْلَةً فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ آيَةَ الْحِجَابِ .

واسطے حرص کرنے کے اس پر کہ پردے کا حکم اترے سو پردے کا حکم اترا۔

فائدہ: اور اس حدیث اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ یہ دونوں سبب اکٹھے واقع ہوئے سو ہر ایک دونوں امروں سے اس کے نزول کا سبب ہے اور کہا طبری نے یہ محمول ہے اس پر کہ یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دوبار واقع ہوا حجاب اترنے سے پہلے بھی اور پیچھے بھی اور احتمال ہے کہ کسی راوی نے ایک قصے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا ہو اور پہلی بات اولیٰ ہے اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس سے عار آئی کہ کوئی اجنبی مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرموں کو دیکھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان کو پردہ کروائیں سو جب پردے کا حکم اترا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بالکل باہر نہ نکلیں اور اس میں بڑی مشقت تھی سو ان کو اجزت ہوئی کہ جائے ضرور کے واسطے نکلا کریں جس سے کوئی چارہ نہیں، کہا عیاض نے کہ خاص کی گئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ساتھ چھپانے منہ اور ہتھیلیوں کے اور ان کے سوائے اور عورتوں کے حق میں اختلاف ہے کہ وہ مستحب ہے یا نہیں علماء نے کہا سو نہیں جائز ہے ان کے واسطے کھولنا اس کا نہ گواہی کے واسطے نہ کسی اور چیز کے واسطے اور نہیں جائز ہے ان کو ظاہر کرنا اپنے بدن کا اگرچہ پردے سے ہوں مگر ضرورت کے واسطے جیسے جائے ضرور کے واسطے نکالا اور جب لوگوں کے واسطے بیٹھ کر بات چیت کرتی تھیں تو پیٹھ کے پیچھے سے کرتی تھیں اور جب حاجت کے واسطے نکلتی تھیں تو پردہ کر لیتی تھیں اور یہ جو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو اپنے بدنوں کا پوشیدہ رکھنا مطلق واجب ہے مگر جائے ضرور میں تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ حج وغیرہ کے واسطے سفر کیا کرتی تھیں اور اس میں طواف اور سعی کرنا ضروری ہے اور اس میں ضروری ہے ظاہر ہونا ان کے بدنوں کا بلکہ سوار ہونے اور اترنے کی حالت میں تو اس سے کوئی چارہ نہیں اور اسی طرح نیچ نکلنے کے طرف مسجد نبوی وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

اجازت مانگنا بسبب نظر کے

فائدہ: یعنی نظر کے سبب سے ہی مشروع ہوا ہے اس واسطے کہ اگر کوئی بغیر اجازت کے کسی کے گھر میں داخل ہو تو البتہ بعض وہ چیز دیکھے گا کہ گھر والا برا جانتا ہے کہ اس کو کوئی دیکھے اور البتہ وارد ہو چکی ہے تشریح اس کی اس کے بعض طریق

میں روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں حلال کسی مسلمان کو کہ کسی کے گھر کے اندر دیکھے یہاں تک کہ اجازت لے سو اگر اس نے کیا تو داخل ہوا یعنی ہو گیا داخل ہونے والے کے حکم میں۔ (فتح)

۵۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هَا هُنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اطَّلَعَ رَجُلٌ مِّنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ.

۵۷۷۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سوراخ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکنے لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کنگھی تھی لوہے کی جس سے اپنے سر کو کھجلاتے تھے سو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو دیکھتا ہے تو البتہ اس سے تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا کہ آنے کی اجازت مانگنا تو صرف نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ لوگوں کے دروازے پر پردے نہ تھے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اجازت مانگیں پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مال دیا سو میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کے ساتھ عمل کیا ہو کہا ابن عبدالبر نے میں گمان کرتا ہوں کہ شاید دستک سے کفایت کرتے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کے گھر میں آتے تو سامنے سے نہ آتے دائیں یا بائیں سے آتے اس واسطے کہ لوگوں کے دروازوں پر پردے نہ تھے۔ (فتح)

۵۷۷۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ.

۵۷۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حجرے میں جھانکا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تیر کا پھل لے کر اٹھے سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ اس کو غافل چاہتے ہیں تا کہ اس کی آنکھ پھوڑیں۔

فائدہ: اور یہ حکم مخصوص ہے ساتھ اس کے جو جان بوجھ کر دیکھے اور بہر حال اگر بلا قصد کسی کے نظر کسی کے گھر میں جا پڑے تو اس پر کوئی حرج نہیں پس صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناگہانی نظر سے پوچھے گئے فرمایا کہ اپنی آنکھ کو پھیر لے اور دوسری بار دیکھنا جائز نہیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من اجل البصر اوپر مشروع ہونے قیاس کے اور علتوں کے اس واسطے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اس پر کہ حرام ہونا اور حلال ہونا متعلق ہے ساتھ

چیزوں کے کہ جب کسی چیز میں پائی جائیں تو واجب ہوتا ہے اس پر حکم سو جس نے واجب کیا اجازت مانگنے کو ساتھ اس حدیث کے اور اعراض کیا اس علت سے جس کے سبب سے اجازت مانگنا مشروع ہوا ہے تو نہ عمل کیا اس نے ساتھ معنی حدیث کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے کے واسطے اجازت مانگنے کا محتاج نہیں واسطے نہ ہونے اس علت کے جس کے سبب سے اجازت مانگنا مشروع ہوا ہے ہاں اگر اس میں کسی منہی چیز کا احتمال ہو جس کے واسطے اجازت مانگنے کی حاجت پڑے تو اس کے واسطے بھی اجازت مانگنا مشروع ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ مشروع ہے اجازت مانگنا ہر ایک پر یہاں تک کہ محرموں کو بھی تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا ستر کھلا ہو اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب ان کی کوئی اولاد بالغ ہوتی تو نہ داخل ہوتے اس پر مگر اجازت سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پاس بھی بغیر اجازت مانگنے کے نہ جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ننگی ہو۔ (فتح)

بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ

زنا ہاتھ پاؤں وغیرہ حواس کا سوائے شرم گاہ کے

فائدہ: یعنی نہیں خاص ہے اطلاق زنا کا ساتھ فرج کے بلکہ اطلاق کیا جاتا ہے اس پر جو سوائے شرم گاہ کے ہے نظر وغیرہ سے اور اس میں اشارہ ہے طرف حکمت نہی کی نظر کرنے سے گھر میں بغیر اجازت کے تا کہ ظاہر ہو مناسبت اس کی پہلے باب سے۔ (فتح)

۵۷۷٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ح حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ.

۵۷۷٤۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کے واسطے حرام کاری کا حصہ مقرر کیا ہے ضرور اس کو پائے گا سو آنکھ کی حرام کاری بیگانی عورت کی طرف دیکھنا ہے اور زبان کی حرام کاری اس سے شہوت کی بات کرنا ہے اور جی حرام کاری کی آرزو کا اور چاہت کرتا ہے اور شرم گاہ کبھی اس کو سچا کر دیتی ہے اگر اسنے بھی حرام کاری کی اور کبھی اس کو جھوٹا کرتی ہے اگر اس نے حرام کاری کی۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب القدر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ، کہا ابن بطال نے کہ نام رکھا گیا نظر اور نطق کا زنا اس واسطے کہ وہ باعث ہے حقیقی زنا کے واسطے اور اسی واسطے کہا کہ شرم گاہ کبھی اس کو سچا کرتی ہے اور کبھی جھوٹا کرتی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اشہب نے کہ جب قاذف کہے کہ تیرے ہاتھ نے زنا کیا تو اس پر حد نہیں آتی اور کہا قاسم نے کہ اس پر حد آتی ہے قذف کی اور یہ ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور مشہور شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ یہ صریح نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيمِ وَالْإِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا — تین بار سلام کرنا اور اجازت مانگنا

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ سلام اور استیذان دونوں اکٹھے ہوں یا تنہا تنہا اور حدیث انس رضی اللہ عنہ کی شاہد ہے اول کے واسطے اور حدیث ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی شاہد ہے ثانی کے واسطے اور بعض طریقوں میں دونوں اکٹھے آئے ہیں اور اختلاف ہے کہ کیا سلام شرط ہے استیذان میں یا نہیں اور کہا مازری نے کہ اجازت مانگنے کی صورت یہ ہے کہ کہے السلام علیکم میں داخل ہوں پھر اس کو اختیار ہے کہ خواہ اپنا نام لے یا فقط سلام پر کفایت کرے۔ (فتح)

٥٧٧٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا.

٥٧٧٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سلام کرتے تو تین بار کرتے اور جب کوئی کلام کرتے تو اس کو تین بار دوہراتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گزر چکی ہے اور یہ کہ کبھی جائز ہے دوہرانا صرف سلام کا جب کہ ہو جمع بہت اور بعض سلام کو نہ سنیں اور قصد کرے کہ تمام لوگوں کو سلام کرے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے بیچ معنی حدیث انس رضی اللہ عنہ کے اور اسی طرح اگر سلام کرے اور اس کو گمان ہو کہ اس نے نہیں سنا تو مسنون ہے دوہرانا اس کا دوسری بار اور تیسری بار اور تین بار سے زیادہ سلام نہ کرے اور یہی مذہب ہے جمہور کا واسطے پیروی ظاہر حدیث کے اگرچہ اس کو گمان ہو کہ اس نے تیسری بار بھی نہیں سنا اور مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر تین بار سلام کہے اور گمان کرے کہ اس نے نہیں سنا تو زیادہ کرے یہاں تک کہ تحقیق ہو اور بعض نے کہا کہ اگر استئذان سلام کے لفظ سے ہو تو زیادہ نہ کرے اور اگر کسی اور لفظ سے ہو تو زیادہ کرے اور یہ صیغہ اگرچہ تقاضا کرتا ہے عموم کو لیکن مراد اس سے خصوص ہے یعنی غالب احوال اور اس میں نظر ہے اور مجرد کان اگرچہ مداومت پر دلالت نہیں کرتا لیکن ذکر کرنا فعل مضارع کا اس کے بعد مشعر ہے ساتھ تکرار کے۔ (فتح)

۵۷۷۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنْتُ فِيْ مَجْلِسٍ مِّنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَآءَ أَبُوْ مُوْسٰى كَأَنَّهُ مَذْعُوْرٌ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَّهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَاللّٰهِ لَا يَقُوْمُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ بِهٰذَا ۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَرَادَ عُمَرُ التَّثَبُّتَ لَا أَنْ لَّا يُجِيْزَ خَبَرَ الْوَاحِدِ ۔

۵۷۷۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا تھا کہ اچانک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے یعنی تو ہم نے کہا کیا حال ہے تیرا؟ کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلا بھیجا تھا سو میں اس کے دروازے پر آیا سو تین بار میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت نہ ملی سو میں پھرا، عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کس چیز نے تم کو منع کیا میرے دروازے پر ٹھہرنے سے؟ میں نے کہا کہ میں نے تین بار اجازت مانگی سو مجھ کو اجازت نہ ہوئی تو میں پھرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تین بار اجازت مانگے اور اس کو اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ پھر جائے اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ تو اس پر گواہ قائم کرے گا کیا تم میں سے کسی نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ کہا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں کھڑا ہوگا تیرے ساتھ مگر جو قوم میں زیادہ تر چھوٹا ہے سو میں لوگوں میں بہت چھوٹا تھا سو میں اس کے ساتھ کھڑا ہوا سو میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا۔

اور کہا ابن مبارک نے، الخ یعنی سماع بسر کا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

کہا بخاری رحمہ اللہ نے مراد عمر رضی اللہ عنہ کی ثبوت ہونا ہے نہ کہ وہ خبر واحد کو جائز نہیں رکھتے تھے۔

فائدہ: اور شاید کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی کام میں مشغول تھے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھرے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھبرائے اور کہا کہ کیا میں نے عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی آواز نہیں سنی اس کو اجازت دو کسی نے کہا کہ وہ پھر گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبداللہ! تجھ کو سخت گزرا کہ میرے دروازے پر ٹھہرے اور اسی طرح دشوار ہوتا ہے ٹھہرنا لوگوں کو تیرے دروازے پر اور اس زیادتی میں دلالت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ادب سکھلائیں جب کہ ان کو خبر پہنچی کہ وہ اپنی سرداری کی حالت میں لوگوں کو اپنے دروازے پر روکتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے

اس کو کوفے کا حاکم بنایا تھا باوجود اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ مشغول تھے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ اس پر گواہ قائم کر ورنہ میں تم کو دکھ دوں گا سو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی مجلس کی طرف چلے اور کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجازت مانگنا تین بار ہے؟ تو وہ ہنسنے لگے، میں نے کہا کہ تمہارا بھائی تمہارے پاس آیا گھبرایا ہوا اور تم ہنستے ہو، اور اس حدیث کی شرح نکاح میں گزر چکی ہے اور تعلق کیا ہے ساتھ قصے عمر رضی اللہ عنہ کے جس نے گمان کیا ہے کہ خبر واحد قبول نہ کی جائے اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس نے قبول کیا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کو جو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق ہے اور حالانکہ نہیں خارج ہوئی ہے خبر واحد ہونے سے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے جس نے دعویٰ کیا کہ خبر عدل کی تنہا مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کا غیر اس کے ساتھ جوڑا جائے جیسا کہ گواہی میں ہے کہا ابن بطال نے کہ یہ خطا ہے اس کے قائل سے اور جہل ہے ساتھ مذہب عمر رضی اللہ عنہ کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں آیا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خبردار ہو کہ میں تجھ کو تہمت نہیں کرتا لیکن میں نے ارادہ کیا کہ نہ جرأت کریں لوگ حدیث پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ایک روایت میں ہے لیکن میں نے چاہا کہ ثبوت طلب کروں کہا ابن بطال نے اور اس سے لیا جاتا ہے ثبوت لینا خبر واحد میں اس واسطے کہ جائز ہے اس پر سہو وغیرہ اور البتہ قبول کی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خبر واحد کی تنہا بیچ وارث کرنے عورت کے خاوند کے دیت سے لیکن وہ ثبوت طلب کرتے تھے جب کہ واقع ہوتا ان کے واسطے جو اس کو تقاضا کرے کہا ابن عبدالبر نے احتمال ہے کہ ہو حاضر نزدیک ان کے جو عنقریب مسلمان ہوا ہو سو ڈرے اس سے کہ کوئی بنائے جھوٹی حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطے رغبت دلانے یا ڈرانے کے واسطے طلب کرنے مخرج کے اس چیز سے کہ داخل ہوتا ہے بیچ اس کے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ ان کو سکھلائیں کہ جو ایسا کرے اس پر انکار کیا جائے یہاں تک کہ مخرج لائے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ خبر مرفوع کے اس پر کہ تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا جائز نہیں ہے کہا ابن عبدالبر نے کہ اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے اور بعض نے کہا کہ اگر نہ سنے تو تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا بھی درست ہے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر معلوم کرے کہ اس نے نہیں سنا تو تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا درست ہے اور بعض نے کہا کہ تین بار سے زیادہ اجازت مانگنا مطلق جائز ہے بنا بر اس کے کہ امر ساتھ پھرنے کے بعد تین بار کے اباحت کے واسطے ہے اور تخفیف کی اجازت مانگنے والے سے سو جو تین بار سے زیادہ اجازت مانگے اس پر کچھ حرج نہیں اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے گھر والے کے واسطے کہ جب استیذان سنے تو نہ اجازت دے برابر ہے کہ ایک بار سلام کیا ہو یا دو بار یا تین بار جب کہ ہو کسی شغل میں دینی ہو یا دنیاوی اور اس حدیث میں ہے کہ کبھی پوشیدہ رہتا ہے عالم متبحر پر کوئی حکم علم کا کہ جانتا ہے اس کو جو اس سے کم ہو اور نہیں قدح کرتا ہے یہ اس کی وصف میں ساتھ علم اور تبحر یعنی اگر کوئی مسئلہ اس کو معلوم نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو عالم متبحر نہ کہا جائے، کہا ابن بطال نے اور

جب جائز ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں تو کیا گمان ہے تیرا اس کے حق میں جو اس سے کم ہے؟۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَآءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ

جب کسی مرد کی دعوت کی جائے اور وہ آئے تو کیا اجازت مانگے یعنی یا کفایت کرے ساتھ قرینہ طلب کے

قَالَ سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ إِذْنُهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی اجازت ہے اس کی۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں کہ جب کوئی دعوت کے واسطے بلایا جائے اور وہ ایلچی کے ساتھ آئے تو اس کی وہی اجازت ہے۔

٥٧٧٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ فَقَالَ أَبَا هِرٍّ الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ قَالَ فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا.

٥٧٧٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اندر آیا سو آپ نے ایک پیالے میں دودھ پایا سو فرمایا اے ابو ہریرہ! اہل صفہ میں مل اور ان کو میرے پاس بلا سو میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان کو بلایا سو وہ سامنے سے آئے سو انہوں نے اجازت مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی سو وہ اندر آئے۔

فائدہ: اور ظاہر اس حدیث کا معارض ہے پہلی حدیث کو اسی واسطے نہیں جزم کیا ساتھ حکم کے اور کہا مہلب وغیرہ نے کہ یہ محمول ہے اوپر اختلاف احوال کے کہ اگر دراز ہو زمانہ درمیان طلب کے اور آنے کے تو از سر نو اجازت مانگنے کی حاجت ہے اور اسی طرح اگر نہ دراز ہو زمانہ لیکن دعوت کرنے والا ایسے مکان میں ہو کہ عادت میں اس سے اجازت لینے کی حاجت پڑے تو اس صورت میں بھی اجازت لینے کی حاجت ہے ورنہ نہیں حاجت ہے از سر نو اجازت مانگنے کی کہا ابن تین نے شاید اول حدیث اس کے حق میں ہے جو جانے کہ نہیں اس کے پاس جس کے سبب سے اجازت مانگی جائے اور دوسری بخلاف اس کے ہے اور اجازت مانگنا ہر حال میں احوط ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ اگر ایلچی کے ساتھ آئے تو حاجت نہیں اور کافی ہے سلام ملاقات کی اور اگر دیر سے آئے تو اجازت مانگنے کی حاجت ہے اور ساتھ اس کے تطبیق دی ہے طحاوی نے۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيْمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

لڑکوں کو سلام کرنا

فائدہ: شاید یہ باب واسطے رد کرنے کے ہے اس پر جو کہتا ہے کہ نہیں مشروع ہے سلام کرنا لڑکوں پر اس واسطے کہ سلام کا جواب دینا فرض ہے اور نہیں لڑکا فرض والوں سے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے۔ (فتح)

٥٧٧٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

٥٧٧٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لڑکوں پر گزرے سو ان کو سلام کیا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس حدیث کو نسائی نے پورے سیاق سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصاریوں کی ملاقات کو جاتے تھے اور ان کے لڑکوں کو سلام کرتے تھے اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور ان کے واسطے دعا کرتے تھے اور یہ حدیث مشعر ہے ساتھ اس کے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بار سے زیادہ واقع ہوا برخلاف سیاق باب کے کہ وہ ایک واقعہ کا ذکر ہے، کہا ابن بطال نے کہ لڑکوں پر سلام کرنے میں عادت ڈالنا ان کا ہے اوپر آداب شریعت کے اور اس میں ڈالنا اکابر کا ہے تکبر کی چادر کو اور سلوک تواضع کا اور نرم جانب ہونا، کہا متولی نے کہ جو لڑکے پر سلام کرے اس پر سلام کا جواب واجب نہیں اس واسطے کہ لڑکا اہل فرض نہیں لیکن اس کا ولی اس کو حکم کرے سلام کے جواب دینے کا تا کہ اس کو اس کی عادت ہو اور اگر سلام کرے ایک جماعت پر کہ ان میں لڑکا ہو اور وہ سلام کا جواب دے دے نہ دیں تو نہیں ساقط ہوتا ہے ان سے فرض اور اگر لڑکا پہلے سلام کرے تو بالغ کو اس کا جواب دینا واجب ہے صحیح قول پر لیکن اگر لڑکا خوبصورت ہو اور اس کو سلام کرنے سے فتنے کا خوف ہو تو اس کو سلام کرنا مشروع نہیں خاص کر جب کہ مراہق منفرد ہو۔ (فتح)

بَابُ تَسْلِيمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَآءِ وَالنِّسَآءِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا

فائدہ: اشارہ کیا ہے ساتھ اس باب کے طرف رد کرنے کے اس چیز پر جو روایت کی عبدالرزاق نے یحییٰ بن ابی کثیر سے کہ مجھ کو پہنچی یہ بات کہ مکروہ ہے کہ سلام کریں مرد عورتوں پر اور مراد ساتھ جائز ہونے کے یہ ہے کہ ہو وقت امن کے فتنے سے اور لیا جاتا ہے جواز باب کی دونوں حدیثوں سے اور اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم چند عورتوں کو سلام کیا اور حسن کہا ہے اس حدیث کو ترمذی نے اور نہیں ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر سو اکتفا کیا اس نے ساتھ اس کے جو اس کی شرط پر ہے اور کہا حلیمی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے فتنے سے مامون تھے سو جس کو اپنے

نفس پر اعتماد ہو وہ عورتوں کو سلام کرے نہیں تو چپ رہنا اسلم ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عورت مرد کو سلام نہ کرے اور نہ بالعکس اور اس کی سند واہی ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے صحیح مسلم میں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہاتے تھے۔ (فتح)

٥٧٧٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تُرْسِلُ إِلٰى بُضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ نَخْلٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِيْ قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

۵۷۷۹۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے دن سے خوش ہوتے تھے میں نے کہا اور کیوں؟ کہا کہ ہماری ایک بوڑھی تھی کسی کو بضاعہ کی طرف بھیجتی، کہا ابن مسلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ باغ ہے کھجوروں کا مدینے میں سو وہ چکندر کی جڑ ہیں لیتی سو اس کو ہانڈی میں ڈالتی اور جو کے دانے پیس کر اس میں ملاتی سو جب ہم جمعہ پڑھ کر فارغ ہوتے تو پھرتے اس کو سلام کرتے سو وہ اس کو ہمارے آگے کرتی سو ہم اس کے سبب سے خوش ہوتے اور نہ ہم قیلولہ کرتے تھے اور نہ کھانا کھاتے تھے مگر بعد جمعہ کے۔

فائدہ: اور جمعہ میں گزر چکا ہے کہ وہاں اس عورت کی کھیتی تھی اور کہا اسماعیلی نے کہ اس حدیث میں بیان ہے اس کا کہ بیئر بضاعہ باغ تھا سو دلالت کی اس نے اس پر کہ قول ابو سعید رضی اللہ عنہ کا جو سنن میں ہے کہ اس میں حیض کے کپڑے ڈالے جاتے تھے تو مراد اس سے یہ ہے کہ وہ باغ میں ڈالے جاتے تھے پھر مینہ کا پانی اس کو بہا کر اس کنویں میں ڈالتا ہے، میں کہتا ہوں اور ذکر کیا ہے ابوداؤد نے اپنی سنن میں کہ اس نے بیئر بضاعہ کو دیکھا اور اس کو ماپا اور اس کا پانی دیکھا اور نہیں ہے یہ جگہ بسط اس کے کی۔ (فتح)

٥٧٨٠۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَرٰى مَا لَا نَرٰى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ

۵۷۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام تجھ کو سلام کرتا ہے، میں نے کہا اور اس پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یونس اور نعمان نے زہری سے وبرکاتہ کا لفظ زیادہ کیا ہے۔

يُوْنُسُ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَبَرَكَاتُهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے اور اعتراض کیا ہے داؤدی نے اوپر اس کے سو کہا اس نے کہ فرشتوں کو مرد نہیں کہا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مذکر ذکر کیا ہے اور جواب یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس مرد کی شکل پر آتے تھے کما تقدم فی بدء الوحی کہا ابن بطال نے مہلب سے کہ جائز ہے واسطے مردوں کے سلام کرنا عورتوں کو اور جائز ہے واسطے عورتوں کے سلام کرنا مردوں کو جب کہ فتنے سے امن ہو اور فرق کیا ہے مالکیہ نے کہ اگر عورت جوان ہو تو جائز نہیں اور اگر بوڑھی ہو تو جائز ہے واسطے بند کرنے ذریعہ کے اور ربیعہ نے مطلق منع کیا ہے اور کہا کوفیوں نے کہ عورتوں کے واسطے پہلے مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں اس واسطے کہ ان کو منع ہے اذان دینا اور تکبیر کہنا اور پکار کر قرأت پڑھنا کہا انہوں نے اور مستثنیٰ ہے اس سے محرم عورت کہ اس کو اپنے محرم پر سلام کرنا جائز ہے کہا مہلب نے اور حجت مالک کی باب کی حدیث ہے اس واسطے کہ جو اصحاب اس بوڑھی کی ملاقات کو جاتے تھے وہ اس کی محرم نہ تھی اور کہا متولی نے کہ اگر مرد کی بیوی یا محرم یا لونڈی ہو تو جائز ہے اور اگر عورت اجنبی ہو تو نظر کی جائے اگر خوبصورت ہو اس کے ساتھ فتنے کا خوف ہو تو نہیں جائز ہے سلام کرنا اس کو نہ ابتدا میں اور نہ جواب میں اور اگر دونوں میں سے پہلے کوئی سلام کرے تو دوسرے کو سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر بوڑھی ہو اس سے فتنے کا خوف نہ ہو تو جائز ہے سلام کرنا اور حاصل فرق کا درمیان اس کے اور درمیان قول مالکیہ کے تفصیل ہے جوان عورت میں اور خوبصورت اور بدصورت کے اس واسطے کہ خوبصورت ہونا جگہ گمان فتنے کی ہے برخلاف مطلق جوان عورت کے اور اگر مجلس میں مرد اور عورتیں جمع ہوں تو جائز ہے سلام کرنا دونوں جانب سے وقت امن ہونے کے فتنے سے۔ (فتح)

بَابٌ إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا — جب کہے یہ کون ہے؟ تو وہ کہے کہ میں ہوں

فائدہ: نہیں جزم کیا اس نے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ حدیث نہیں صریح ہے کراہت میں۔

٥٧٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى أَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّهُ كَرِهَهَا.

۵۷۸۱۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اس قرض کے سبب سے کہ میرے باپ پر تھا سو میں نے دروازے کو دستک دی حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں ہوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا میں ہوں. میں ہوں، جیسے حضرت ﷺ نے اس کو برا جانا۔

فائدہ: یعنی انا کے کوئی معنی نہیں، کہا مہلب نے کہ حضرت ﷺ نے انا کے کلمے کو برا جانا اس واسطے کہ نہیں ہے اس

میں بیان مگر یہ کہ گھر والا اجازت مانگنے والے کی آواز کو پہچانتا ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ملتا ہو اور غالب یہ ہے کہ ایک کی آواز دوسرے سے ملتی ہے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے سلام کے لفظ سے اجازت نہیں مانگی تھی اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں کہ اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی حاجت کے واسطے آیا تھا سو دروازے پر دستک دی تا کہ حضرت ﷺ کو اس کا آنا معلوم ہو اسی واسطے حضرت ﷺ اس کے لیے باہر تشریف لائے اور کہا داؤدی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مکروہ جانا اس واسطے کہ جواب دیا آپ کو جابر رضی اللہ عنہ نے ساتھ غیر اس چیز کے جس کا سوال کیا اس واسطے کہ جب اس نے دروازے کو دستک دی تو اس سے پہچانا گیا کہ وہاں کوئی دستک دینے والا ہے پھر جب اس نے کہا میں ہوں تو اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ وہاں کوئی دستک دینے والا ہے سو جو کچھ کہ دستک دینے سے معلوم ہوا تھا اس سے زیادہ کوئی چیز معلوم نہ ہوئی، اور کہا خطابی نے کہ یہ جو اس نے کہا میں ہوں تو یہ جواب شامل نہیں ہے اور نہیں فائدہ دیتا اس چیز کے علم کا جس کا حضرت ﷺ نے معلوم کرنا چاہا تھا سو حق جواب کا یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میں جابر ہوں تا کہ واقع ہوتی تعریف اسم کی جس سے سوال واقع ہوا تھا اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ مسجد میں تھے سو میں آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں بریدہ ہوں اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ام ہانی رضی اللہ عنہا کی کہ حضرت ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ام ہانی ہوں، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اگر نہ واقع ہو تعریف مگر ساتھ کنیت کے تو نہیں ہے مکروہ اور اسی طرح نہیں ہے کوئی ڈر یہ کہ کہے کہ میں فلانا شیخ ہوں یا فلانا قاری یا فلانا قاضی ہوں جب کہ نہ حاصل ہو تمیز مگر ساتھ اس کے اور کہا ابن جوزی نے کہ اس کے مکروہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس میں ایک قسم ہے تکبر سے گویا اس کا قائل کہتا ہے کہ میں وہ ہوں کہ مجھ کو اپنے نام اور نسب کے ذکر کرنے کی حاجت نہیں اور یہ تکبر اگرچہ جابر رضی اللہ عنہ کے حق میں متصور نہیں لیکن نہیں منع ہے کہ تعلیم کے واسطے کیا ہو تا کہ اس کو اس کی عادت نہ ہو جائے اور کہا ابن عربی نے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مشروع ہونا دستک کا ہے اور نہیں واقع ہوا ہے حدیث میں بیان کہ کیا وہ کسی آلہ سے تھی یا بغیر آلہ کے اور البتہ روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ حضرت ﷺ کے دروازے کو ناخن سے دستک دی جاتی تھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ حضرت ﷺ کی تعظیم اور بزرگی اور ادب کے واسطے کرتے تھے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ جو سلام کے جواب میں علیک السلام کہے

فائدہ: احتمال ہے کہ یہ اشارہ کیا ہو طرف اس شخص کی جس نے کہا کہ سلام کے لفظ سے پہلے کوئی چیز مقدم نہ کی جائے بلکہ کہے ابتدا میں اور جواب میں السلام علیک یا جس نے کہا کہ نہ اقتصار کرے مفرد کے لفظ پر بلکہ جمع کا صیغہ

لائے یا جس نے کہا کہ نہ حذف کرے واؤ کو بلکہ سلام کا جواب عطف کی واؤ سے دے، پس کہے وعلیک یا جس نے کہا کہ کافی ہے جواب میں یہ کہ اقتصار کرے علیک پر یعنی صرف علیک کہے بغیر لفظ سلام کے یا جس نے کہا کہ نہ اقتصار کرے علیک السلام پر بلکہ رحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کرے اور یہ پانچ جگہیں ہیں ان پر آثار دلالت کرتے ہیں بہر حال پہلا حکم سو لیا جاتا ہے حدیث ماضی سے کہ سلام اللہ کا اسم ہے پس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر کوئی چیز مقدم نہ کی جائے، تنبیہ کی ہے اس پر ابن دقیق العید نے اور نقل کیا گیا ہے بعض شافعیہ سے کہ اگر کہے علیک السلام تو نہیں کفایت کرتا ہے اور ٹھہرایا ہے نووی رحمہ اللہ نے اختلاف کو بیچ ساقط کرنے واد کے اور ثابت رکھنے اس کے اور متبادر یہ ہے کہ اختلاف تو بیچ مقدم کرنے علیکم کے سلام پر اور صحیح تر حاصل ہونا اس کا ہے پھر ذکر کی حدیث ابو جزی کی اور اس کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور بہر حال دوسرا حکم سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ تا کہ تو اس اکیلے کو خاص کرے اس واسطے کہ وہ اکیلا نہیں ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور اس مسئلے کے فروع سے ہے یہ کہ اگر واقع ہو ابتدا ساتھ صیغہ جمع کے یعنی اگر کوئی پہلے السلام علیکم کہے جمع کی ضمیر سے تو نہیں کفایت کرتا ہے جواب سلام کا ساتھ صیغہ مفرد کے اس واسطے کہ جمع کا صیغہ تعظیم کو چاہتا ہے سو نہ ہوگا ادا کرنے والا جواب کا ساتھ مثل کے چہ جائیکہ اس سے بہتر ہو تنبیہ کی ہے اس پر ابن دقیق العید نے اور بہر حال تیسرا حکم سو کہا نووی رحمہ اللہ نے اتفاق ہے ہمارے اصحاب کا کہ اگر سلام کا جواب دینے والا علیک کہے بغیر واؤ کے تو نہیں جائز ہے اور اگر واؤ کے ساتھ کہے تو اس میں دو وجہ ہیں اور بہر حال چوتھا حکم سو روایت کی بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی ان کو سلام کرتا تو کہتے وعلیک ورحمۃ اللہ اور البتہ وارد ہو چکا ہے یہ مرفوع حدیثوں میں اور بہر حال پانچواں حکم تو اس کا بیان پہلے باب میں ہو چکا ہے۔ (فتح)

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اور کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں

فائدہ: یہ پوری حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى آدَمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کا جواب یہ دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ

فائدہ: یہ حدیث پوری بھی پہلے گزر چکی ہے۔

٥٧٨٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ

٥٧٨٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد مسجد میں داخل ہوا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشے میں

سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ فِي الْأَخِيْرِ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا.

بیٹھے تھے سو اس نے نماز پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا وعلیک السلام یعنی اور تجھ کو سلام پلٹ جا اور پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو وہ پھرا اور اس نے پھر نماز پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو سلام پھر جا اور پھر نماز پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی اس نے نماز پھر پڑھی پھر آیا اور حضرت ﷺ کو سلام کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو سلام پلٹ جا اور نماز پھر پڑھ اس واسطے کہ تیری نماز نہیں ہوئی سو اس نے دوسری یا تیسری بار میں کہا کہ یا حضرت! مجھ کو نماز سکھایئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو نماز کی طرف اٹھے یعنی اس کا ارادہ کرے تو وضو کر کامل کیا کر پھر قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر اللہ اکبر کہا کر پھر پڑھا کو جو کچھ کہ تجھ کو قرآن سے یاد اور میسر ہو پھر رکوع کیا کر آرام اور اطمینان سے پھر سر اُٹھایا کر یہاں تک کہ خوب سیدھا کھڑا ہو جائے پھر سجدہ کیا کر آرام ١
اور اطمینان سے پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ آرام اور اطمینان سے بیٹھے پھر اسی طرح اپنی سب نماز میں کیا کر، کہا ابو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اخیر میں یعنی بدلے حتی تطمئن جالسا کے حتی تستوی قائما یعنی اس لفظ کو ترجیح ہے پہلے لفظ پر کہ اس کا راوی مخالف ہے اور راویوں کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ پھر اس نے آ کر حضرت ﷺ کو سلام کیا اور حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا وعلیک السلام۔

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر سر اٹھایا کر یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھے۔

وَسَلَّمَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا .

بَابُ إِذَا قَالَ فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

جب کہے کہ فلانا تجھ کو سلام کرتا ہے

فائدہ: یہ لفظ حدیث باب کا ہے اور اس کی شرح مناقب میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٧٨٣ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنَّ جِبْرِيْلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ .

۵۷۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ بے شک جبریل علیہ السلام تجھ کو سلام کرتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس کو سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں مشروعیت سلام بھیجنے کی ہے یعنی سلام کا بھیجنا مشروع ہے اور واجب ہے ایلچی پر کہ اس کو پہنچا دے اس واسطے کہ وہ امانت ہے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ وہ ودیعت کے ساتھ زیادہ تر مشابہ ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر ایلچی اس کا التزام کر لے تو امانت کی مشابہ ہو جاتی ہے ورنہ ودیعت ہے اور ودیعت جب قبول نہ کی جائے تو نہیں لازم ہوتی ہے اس کو کوئی چیز اور نیز اس حدیث میں ہے کہ جب اس کو کسی شخص کی طرف سے سلام آئے یا کاغذ میں تو واجب ہے سلام کا جواب دینا فی الفور اور مستحب ہے کہ پہنچانے والے کو سلام کا جواب دے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے نسائی کی حدیث میں لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے کسی طریق میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جبریل علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا ہو سو دلالت کی اس نے اس پر کہ پہنچانے والے کو سلام کا جواب دینا واجب نہیں۔ (فتح)

بَابُ التَّسْلِيْمِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ

سلام کرنا اس مجلس میں جس میں مسلمان اور کافر ملے ہوئے ہوں

٥٧٨٤ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ وَرَآئَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ

۵۷۸۴۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان تھا اور اس کے نیچے فدک کی چادر تھی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو اور یہ واقعہ جنگ بدر سے پہلے تھا یہاں تک کہ ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین بت پرست اور یہودی ملے تھے اور اس میں عبداللہ

عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتّٰى مَرَّ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهٗ بِرِدَآئِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا فِيْ مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ اغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَّتَوَاثَبُوْا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهٗ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ أَيْ سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ إِلٰى مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاصْفَحْ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰى أَنْ يُّتَوِّجُوْهُ

بن اُبی منافق تھا اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب سواری کی گرد مجلس پر پڑی تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپا پھر کہا کہ ہم پر گرد مت اُڑاؤ سو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا پھر کھڑے ہوئے اور اترے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا یعنی دعوت اسلام کی دی اور ان پر قرآن پڑھا تو عبداللہ بن اُبی نے کہا کہ اے مرد آدمی اس سے کوئی چیز بہتر نہیں جو تو کہتا ہے اگر ہو حق سو نہ ایذا دیا کر ہم کو ہماری مجلس میں اور اپنی جگہ کی طرف پلٹ جا سو جو ہم میں سے تیرے پاس آئے اس کو نصیحت کیا کر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! آپ ہماری مجلس میں آیا کریں سو ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمانوں اور مشرکوں اور یہودیوں میں گالی گلوچ ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے قصد کیا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں سو ہمیشہ رہے حضرت ﷺ چپ کراتے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے سو فرمایا کہ اے سعد! کیا تو نے نہیں سنا جو ابو حباب یعنی عبداللہ بن اُبی نے کہا؟ اس نے ایسا ایسا کہا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! اس سے معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا جو دیا یعنی دین حق اور البتہ اس شہر والوں نے صلاح کی تھی کہ اس کو تاج پہنا دیں اور بادشاہ بنا دیں سو جب اللہ تعالیٰ نے رد کیا ساتھ دین حق کے جو آپ کو دیا تو اس کو اس سے حسد ہوا سو اسی حال نے اس کے ساتھ کیا جو آپ نے دیکھا یعنی ریاست کے لالچ نے تو حضرت ﷺ نے اس سے معاف کیا۔

فَيُعَصِّبُوْنَهٗ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ ایک مجلس پر گزرے جس میں مسلمان اور مشرک تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ جب ایسی مجلس میں گزرے جس میں مسلمان اور کافر ہوں تو سنت یہ ہے کہ سلام کرے ساتھ لفظ تعمیم کے اور قصد کرے ساتھ اس کے مسلمانوں کو کہا ابن عربی نے اور مثل اس کی ہے جب کہ گزرے اس مجلس میں جو اہل سنت اور اہل بدعت کو شامل ہو اور اس مجلس میں جس میں عادل اور ظالم ہوں اور اس مجلس میں جس میں دوست اور دشمن ہوں اور استدلال کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے اس پر ساتھ حدیث باب کے اور وہ مفرع ہے اس پر کہ کافر کو پہلے سلام کرنا منع ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے اس سے صریح نہی مسلم کی روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ یہود اور نصاریٰ کو پہلے سلام نہ کیا کرو اور ان کو تنگ کرو راہ میں کہا قرطبی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ الگ ہو جاؤ ان کے واسطے تنگ راہ سے ان کی خاطر داری اور عزت کے واسطے تا کہ وہ آسانی سے گزریں اور اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر ان سے فراخ راہ میں ملو تو ان کو ایک کنارے میں تنگ کرو اور کہا ایک گروہ نے کہ جائز ہے ان کو پہلے سلام کرنا اور یہ مروی ہے ابن عیینہ سے کہ اس نے کہا کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز ہے اس آیت کی دلیل سے ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ اور ابراہیم علیہ السلام کے قول سے کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ سلام علیک اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نہی میں اولیٰ ہے اور جواب دیا ہے عیاض نے آیت سے اور ابراہیم علیہ السلام کے قول سے مقصود ساتھ اس کے باہم چھوڑ دینا اور ایک دوسرے سے دور ہونا ہے اور نہیں ہے مقصود اس میں سلام اور کہا طبری نے کہ نہیں مخالفت ہے درمیان حدیث اُسامہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت ﷺ نے کافروں کو سلام کیا جس جگہ مسلمانوں کے ساتھ تھے اور درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کہ کافروں کو سلام نہ کیا کرو اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث عام ہے اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خاص ہے سو خاص کی جائے گی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جب کہ ہو ابتدا بغیر سبب کے اور بغیر حاجت کے حق صحبت سے یا ہمسائیگی سے یا بدلہ دینے سے اور مانند اس کے اور مراد یہ ہے کہ منع ہے ان کو سلام کرنا ساتھ سلام مشروع کے لیکن اگر ایسے لفظ سے سلام کرے جس میں وہ داخل نہ ہو سکیں تو جائز ہے جیسے کہے السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین جیسے حضرت ﷺ نے ہرقل کو لکھا سلام علی من اتبع الھدیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يُسَلِّمْ عَلٰى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا جو نہیں سلام کرتا اس شخص پر جو کسب کرے گناہ کو اور نہ

وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلٰى مَتٰى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِي.

جواب دے اس کے سلام کا یہاں تک کہ ظاہر نہ ہو توبہ اس کی اور کب تک ظاہر ہوتی ہے توبہ گنہگار کی۔

فائدہ: بہر حال حکم اول جو اشارہ کیا طرف خلاف کی بیچ اس کے اور البتہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ نہ سلام کی جائے فاسق کو اور نہ بدعتی کو کہا کہ اگر نہ سلام کرنے سے فساد کا خوف ہو دین میں یا دنیا میں تو سلام کرے کہا ابن عربی نے اور نیت کرے ساتھ اس کے کہ سلام اللہ کا نام ہے سو گویا کہ کہے اللہ نگہبان ہے تم پر اور کہا مہلب نے کہ اہل معاصی کو سلام نہ کرنا قدیمی سنت ہے اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا اہل بدعت کے حق میں اور ایک گروہ نے کہا کہ جائز ہے کما تقدم کہا ابن وہب نے کہ جائز ہے پہلے سلام کرنا ہر ایک پر اگرچہ کافر ہو اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ قول اللہ تعالیٰ ﴿وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ اور جواب یہ ہے کہ دلیل عام ہے دعویٰ سے اور لاحق کیا ہے بعض حنفیہ نے ساتھ فاسق کے اس کو جو بہت خوش طبعی کرے اور بہت بے ہودہ بکے اور بازار میں عورتوں کے دیکھنے کے واسطے بیٹھے اور محکی ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اہل اہواء کو بھی سلام نہ کرے اور بہر حال دوسرا حکم سو اس میں بھی اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ اس کی حد ایک سال ہے ایک سال کے بعد سلام کیا جائے اور بعض نے کہا چھ مہینے اور بعض نے پچاس دن جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کی کوئی حد معین نہیں بلکہ مدار اوپر وجود قرائن کے ہے جو دلالت کریں اوپر صدق مدعا اس کی کے بیچ توبہ اس کی کے لیکن نہیں کفایت کرتا یہ ایک گھڑی میں اور نہ دن تک اور مختلف ہے یہ ساتھ اختلاف جنایت کے اور بہر حال بدعتی اور جو بڑا گناہ کرے اور اس سے توبہ نہ کرے تو اس کو سلام نہ کیا جائے اور نہ ان کو سلام کا جواب دیا جائے یہ قول ایک جماعت اہل علم کا ہے اور حجت پکڑی ہے اس کے واسطے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قصے کعب رضی اللہ عنہ کے۔ (فتح)

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى شَرَبَةِ الْخَمْرِ

اور کہا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہ شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو طبری نے اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب مفرد میں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر بیمار ہوں تو ان کی خبر نہ پوچھو اور اگر مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھو اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

۵۷۸۵۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

۵۷۸۵۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا اس حال سے جب کہ پیچھے رہا جنگ تبوک سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہماری کلام سے منع کیا اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا تو میں اپنے جی میں کہتا تھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا وَآتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا حَتّٰى كَمَلَتْ خَمْسُوْنَ لَيْلَةً وَآذَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ.

لبوں کو سلام کے جواب کے ساتھ ہلایا یا نہیں یہاں تک کہ پچاس راتیں پوری ہوئیں اور حضرت ﷺ نے خبر دی ساتھ قبول کرنے اللہ کے ہماری توبہ کو جب کہ فجر کی نماز پڑھ چکے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری جنگ تبوک میں گزر چکی ہے اور اقتصار کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ اس قدر پر اور اس میں وہ چیز ہے کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے اس جگہ کہ تادیب کے واسطے نہ سلام کرنا نہ سلام کا جواب دینا اور یہ مخصوص ہے اس امر سے کہ سلام پھیلانے کے ساتھ آیا ہے نزدیک جمہور کے اور عکس کیا ہے اس کا ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے سو روایت کی ہے اس سے طبری نے ساتھ سند جید کے کہ وہ نہیں گزرتا تھا کسی مسلمان پر اور نہ عیسائی پر نہ چھوٹے پر نہ بڑے پر مگر کہ سلام کرتا تھا سو کسی نے اس سے کہا تو اس نے کہا کہ ہم کو حکم ہے سلام پھیلانے کا اور شاید اس کو دلیل خصوص کی نہیں پہنچی اور مستثنیٰ کیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب کہ محتاج ہو اس کے واسطے مسلمان دینی ضرورت کے واسطے یا دنیاوی کے واسطے جیسے رفاقت کا حق ادا کرنا اور یہی قول ہے طبری کا اور اسی پر محمول کیا ہے اس نے حضرت ﷺ کے سلام کرنے کو اس مجلس میں جس میں مسلمان اور کافر ملے تھے۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُرَدُّ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ
اہل ذمہ کافروں کو سلام کا جواب کس طرح دیا جائے؟

فائدہ: اس باب میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ذمی کافروں کو سلام کا جواب دینا منع نہیں اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے اس نے ساتھ کیفیت کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾ اس واسطے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا دلالت کرتا ہے کہ سلام کا جواب کے موافق ہو اگر اس سے بہتر نہ ہو کما تقدم تقریرہ اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ سلام کے جواب میں کافر اور مسلمان کے درمیان فرق ہے کہا ایک قوم نے کہ سلام کا جواب اہل ذمہ کو دینا فرض عین ہے واسطے عموم آیت کے اور ثابت ہو چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب کوئی سلام کرے تو اس کو سلام کا جواب دے اگرچہ مجوسی ہو اور یہی قول ہے قتادہ اور شعبی کا اور منع کیا ہے اس سے مالک اور جمہور نے اور کہا عطاء نے کہ آیت مخصوص ہے ساتھ مسلمانوں کے سو کافر کو سلام کا جواب مطلق نہ دیا جائے سو اگر مراد اس کی منع رد کا ساتھ سلام کے ہے تو فبہا ورنہ باب کی حدیثیں اس پر رد کرتی ہیں۔ (فتح)

۵۷۸۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ

۵۷۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو انہوں نے سلام

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

کے بدلے السام علیک کہا یعنی تجھ پر موت پڑے، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میں اس کو سمجھ گئی تو میں نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی مار اور لعنت پڑے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند آتی ہے ہر کام میں میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کہا علیکم یعنی میں نے ان کو اس کا جواب دے دیا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب یہود تم کو سلام کریں تو کہو **علیکم ما قلتم** اور یہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور مار پڑے تو احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی دانائی سے ان کی کلام کو سمجھا ہو سو انکار کیا اوپر ان کے اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ ان کی کلام کو نہیں سمجھے سو مبالغہ کیا بیچ انکار کے اوپر ان کے اور احتمال ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہو جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو باب میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو لعنت کی یا اس واسطے کہ ان کی رائے تھی کہ جائز ہے لعنت کرنا کافر معین کو باعتبار حالت راہنہ کے خاص کر جب کہ صادر ہو اس سے جو تادیب کو تقاضا کرے اور یا اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہلے اس سے معلوم تھا کہ وہ لوگ مذکور کفر پر مریں گے اس واسطے ان کو مطلق لعنت کی اور نہ مقید کیا اس کو ساتھ موت کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان کو فحش اور بیہودہ بکنے کی عادت نہ ہو جائے یا انکار کیا اس پر افراد کو گالی میں۔ (فتح)

۵۷۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَإِنَّمَا يَقُوْلُ أَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ وَعَلَيْكَ.

۵۷۸۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب یہودی لوگ تم کو سلام کریں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ تجھ پر موت پڑے سو تو اس کے جواب میں کہہ اور تجھ پر۔

۵۷۸۸۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا

۵۷۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ.

نے فرمایا جب اہل کتاب تم کو سلام کریں تو ان کے جواب میں کہو وعلیکم یعنی اور تم پر۔

فائدہ: اور مسلم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ اہل کتاب ہم کو سلام کرتے ہیں تو ہم ان کو کس طرح جواب دیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہو وعلیکم اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ ثابت رکھنے واؤ کے اور حذف کرنے اس کے کے بیچ جواب سلام اہل کتاب کے واسطے اختلاف ان کے کے کہ کون سی روایت زیادہ راجح ہے پس ذکر کیا ہے ابن عبدالبر نے ابن حبیب سے کہ واؤ کے ساتھ وعلیکم نہ کہے اس واسطے کہ اس میں شریک کرنا یعنی واقع ہوتا ہے ساتھ واؤ کے اشتراک اور داخل ہونا اس چیز میں کہ انہوں نے کہی پس معنی یہ ہوں گے کہ مجھ پر بھی اور تم پر بھی اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ واؤ ایسی ترکیب میں تقاضا کرتی ہے پہلے جملے کی تقریر کو اور دوسرے کی زیادتی کو اوپر اس کے اور جمہور مالکیہ اس کے مخالف ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ ثابت رکھنا واؤ کا اور حذف کرنا اس کا سلام کے جواب میں دونوں جائز اور ثابت ہیں اور اس کا ثابت رکھنا خوب ہے اور نہیں ہے کوئی فساد بیچ اس کے اور اس پر ہیں اکثر روایتیں یعنی اکثر روایتیں واؤ کے ساتھ آئی ہیں اور اس کے معنی میں دو وجہ ہیں، ایک یہ کہ انہوں نے کہا **علیکم الموت** یعنی تم پر موت پڑے سو فرمایا **وعلیکم ایضا** یعنی تم پر بھی یعنی ہم اور تم اس میں برابر ہیں ہم سب مر جائیں گے، دوسری وجہ یہ ہے کہ واؤ ابتدا کلام کے واسطے ہے عطف اور تشریک کے واسطے نہیں اور تقدیر یہ ہے کہ **وعلیکم ما تستحقونہ من الذم** یعنی تم وہ چیز ہے کہ مستحق ہو تم اس کے ذم سے اور بعض نے کہا کہ واؤ زائد ہے اور اولیٰ جواب یہ ہے کہ ہماری دعا ان کے حق میں قبول ہوتی ہے اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے کہ کہا جائے سلام کے جواب میں علیکم السلام جیسے کہ مسلمان کو سلام کا جواب دیا جاتا ہے اور یہی ایک وجہ محکی ہے شافعیہ سے لیکن ورحمۃ اللہ نہ کہے اور بعض نے کہا کہ مطلق جائز ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور علقمہ سے ہے کہ ضرورت کے وقت جائز ہے اوزاعی سے روایت ہے کہ جائز ہے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ ان کو سلام کا جواب بالکل نہ دے اور بعض نے کہا کہ اہل ذمہ کو سلام کا جواب دے اور اہل حرب کو نہ دے اور راجح ان سب اقوال سے وہ قول ہے جس پر حدیث دلالت کرتی ہے لیکن وہ خاص کیا گیا ہے ساتھ اہل کتاب کے یعنی لفظ وعلیکم کہے اس پر کچھ زیادہ نہ کرے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے **اذا سلم علیکم اھل الکتاب** اس پر کہ کافر کو پہلے سلام کرنا جائز نہیں حکایت کیا ہے اس کو باجی نے عبدالوھاب سے کہا باجی نے اس واسطے کہ سلام کے جواب کا حکم فرمایا اور پہلے سلام کرنے کا حکم نہیں ذکر کیا اور

نقل کیا ہے ابن عربی نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہ اگر کوئی کسی کو مسلمان جان کر سلام کہے پھر ظاہر ہو کہ وہ کافر ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی سلام پھیر لیتے تھے اور کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ پھیر لے یعنی اس واسطے کہ اس وقت پھیر لینا بے فائدہ ہے اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوئی ہے اس سے کچھ چیز اس واسطے کہ اس نے قصد کیا تھا سلام کا مسلمان کو اور اس کے غیر نے کہا کہ اس کا فائدہ خبردار کرنا ہے کافر کو کہ وہ لائق نہیں کہ اس کو پہلے سلام کی جائے۔ میں کہتا ہوں اور مؤکد ہوتا ہے یہ جب کہ ہو اس جگہ وہ شخص کہ اس کے انکار کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ وہ اس کی پیروی کرے گا جب کہ سلام کرنے والا پیشوا ہو اس کی پیروی کی جاتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ یہ سلام کا جواب خاص ہے ساتھ کافروں کے سو مسلمان کی سلام کے جواب میں یہ کہنا کفایت نہیں کرتا اور بعض نے کہا کہ اگر واؤ کے ساتھ جواب دے تو کفایت کرتا ہے نہیں تو نہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ کافی ہے بیچ حاصل ہونے معنی سلام کے نہ بیچ بجا لانے امر کے جو اللہ تعالیٰ کے قول میں ہے ﴿فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ اور شاید مراد اس کی بغیر واؤ کے ہے اور بہرحال جو واؤ کے ساتھ ہے تو وہ بہت حدیثوں میں آچکا ہے ان میں ایک حدیث وہ ہے جو روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو اس نے کہا سلام علیکم تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ میں کہتا ہوں کہ جب یہ صیغہ کے غیر مسلمان کے سلام کے جواب میں مشہور ہو چکا ہے تو لائق ہے کہ مسلمان کے سلام کے جواب میں اس کو ترک کیا جائے اگرچہ اصل اسلام کے جواب میں کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ مَنْ يُّحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ لِيَسْتَبِيْنَ أَمْرُهُ

جو نظر کرے اس شخص کے خط میں جو ڈرایا جائے یا ڈرے مسلمانوں پر تا کہ اس کا حال واضح ہو

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو اثر کہ وارد ہوا ہے اس میں کہ دوسرے کے خط کو دیکھنا جائز نہیں تو خاص کیا گیا ہے اس سے وہ دیکھنا جو معین ہو راہ طرف دفع مفسدی کی کہ وہ اکثر دیکھنے کے مفسدی سے اور اثر مذکور کو روایت کیا ہے ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کے خط کو دیکھے بغیر اس کی اجازت کے تو گویا وہ آگ کو دیکھتا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٧٨٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ

٥٧٨٩۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور ابو مرثد رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے اور فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضۂ خاخ میں پہنچو کہ وہاں ایک عورت ہے مشرکین میں سے اس کے ساتھ ایک خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکے کے مشرکوں کو سو ہم نے اس کو اونٹ پر سوار پایا جس جگہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا ہم

الْغَنَوِيَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْنَا أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِيْ مَعَكِ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَايَ مَا نَرٰى كِتَابًا قَالَ قُلْتُ لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّيْ أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ فَانْطَلَقْنَا بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ مَا بِيْ إِلَّا أَنْ أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ أَرَدْتُّ أَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهٗ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ قَالَ صَدَقَ فَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ إِلَّا خَيْرًا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ

نے کہا کہ کہاں ہے وہ خط جو تیرے پاس ہے اس عورت نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں سو ہم نے اس کے اونٹ کو اس کے ساتھ بٹھلایا سو اس کے کجاوے میں ڈھونڈھا تو ہم نے کچھ چیز نہ پائی تو میرے دونوں ساتھیوں نے کہا کہ ہم خط نہیں دیکھتے میں نے کہا البتہ مجھ کو معلوم ہے کہ حضرت ﷺ نے جھوٹ نہیں بولا قسم ہے اس کے جس کی قسم کھائی جاتی ہے البتہ خط کو نکال یا میں تجھ کو ننگا کر ڈالوں گا سو جب اس نے میری کوشش دیکھی تو اپنا ہاتھ اپنے تہ بند کی گرہ دینے کی طرف جھکایا یعنی ناف سے نیچے اور حالانکہ وہ کمر میں چادر باندھے تھی یعنی بجائے تہ بند کے سو اس نے خط نکالا سو ہم اس کو حضرت ﷺ کے پاس لائے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حاطب! اس خط لکھنے کا کیا سبب ہے؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں میرا یہ حال کہ نہ ہوں میں ایمان لانے والا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے نہ میں نے اپنے حال کو متغیر کیا نہ بدلا یعنی میں مسلمان ہوں مرتد نہیں ہوا میں نے چاہا کہ مکے والوں پر کچھ احسان ہو کہ اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور مال سے کافروں کو دور کرے یعنی میرا وہاں کوئی بھائی بند نہیں جو میرے بال بچوں اور مال کی خبر گیری کرے میں نے اس خط سے چاہا کہ کافروں سے راہ رسم پیدا کروں تا کہ وہ میرے لڑکے بالوں کو نہ ستائیں اور آپ کے اصحاب میں سے کوئی ایسا نہیں مگر کہ اس کا وہاں کوئی بھائی بند ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ اس کے اہل اور مال سے کافروں کو دور کرے یعنی ان کی خبر گیری کرے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچا ہے سو نہ کہو اس کو مگر نیک بات تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس

فَقَالَ يَا عُمَرُ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدْ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ قَالَ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی کہ اس کا بھید کافروں کو لکھا سو مجھ کو حکم ہو تا کہ میں اس کی گردن ماروں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ جنگ بدر والوں کے ایمان کو خوب جان چکا سو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ کرو جو تمہارا جی چاہے سو البتہ تمہارے واسطے بہشت واجب ہوئی کہا راوی نے سو عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ ممتحنہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے کہا مہلب نے کہ علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پھاڑنا ہے گناہ کے پردے کا اور ننگا کرنا گنہگار عورت کا اور جو مروی ہے کہ کسی کے خط میں دیکھنا جائز نہیں بغیر اس کی اجازت کے تو یہ حکم اس کے حق میں ہے جو مسلمانوں پر متہم نہ ہو اور جو متہم ہو تو اس کے واسطے کوئی عزت نہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے واسطے عورت کے ستر کو دیکھنا جائز ہے جب کہ بغیر اس کے کوئی چارہ نہ ہو کہا ابن تین نے کہ یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو حکم ہو تو اس کی گردن ماروں باوجود اس کے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو برا مت کہو تو یہ محمول ہے اس پر کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ قول حضرت ﷺ کا نہیں سنا یا یہ حضرت ﷺ کے فرمانے سے پہلے تھا اور احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی شدت کے سبب سے جوان کو اللہ تعالیٰ کے کام میں تھی حمل کیا ہے نہی کو اس کے ظاہر پر کہ اس کو برا مت کہو اور نہ ارادہ کیا ہو یہ مانع ہے قائم کرنے اس چیز کے سے کہ واجب ہے عقوبت سے اس گناہ کے واسطے جس کا اس نے ارتکاب کیا سو حضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ وہ اپنے عذر میں سچا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کیا۔ (فتح)

بَابٌ كَيْفَ يُكْتَبُ الْكِتَابُ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ.

کس طرح خط لکھا جائے اہل کتاب کو؟

۵۷۹۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ

۵۷۹۰۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو بلا بھیجا مع چند آدمیوں قریش کے اور حالانکہ وہ شام کے ملک میں تجارت کرتے تھے سو وہ ہرقل کے پاس آئے پس ذکر کی حدیث کہا کہ ہرقل نے حضرت ﷺ کا خط منگوایا اور پڑھا گیا سو اچانک اس میں یہ مضمون تھا شروع اللہ تعالیٰ

إِلَيْهِ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوْا تِجَارًا بِالشَّامِ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِءَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ.

کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے، الخ۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب کی ابتدا میں گزر چکی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے لکھنا بسم اللہ کا طرف اہل کتاب کی اور مقدم کرنا اسم کاتب کا اوپر مکتوب الیہ کے اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے لکھنا سلام کا طرف اہل کتاب کی ساتھ قید کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے السلام علی من اتبع الھدی یا یوں کہے السلام علی من تمسك بالحق یا مانند اس کی۔ (فتح)

بَابُ بِمَنْ يُّبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

خط میں پہلے کس کا نام لکھا جائے؟

فائدہ: یعنی کیا لکھنے والا پہلے اپنا نام لکھے یا مکتوب الیہ کا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَصَحِيْفَةً مِنْهُ إِلٰى صَاحِبِهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِيْ جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيْفَةً مِنْ فُلَانٍ إِلٰى فُلَانٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو قوم بنی اسرائیل میں سے ذکر کیا کہ اس نے ایک لکڑی کو لے کر کریدا پھر اس نے ہزار اشرفیوں کو اس میں بھرا اور اپنی طرف سے ایک خط قرض لینے والے کے نام کا اس میں ڈالا اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اس نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس نے لکڑی کو کریدا اور مال کو اس کے اندر ڈالا اور اس کی طرف ایک خط لکھا فلانے کی طرف سے فلانے کو۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ایک ٹکڑا اس حدیث کا اور یہ بنا بر قاعدے بخاری رحمہ اللہ کے ہے کہ اگلے پیغمبروں

کی شرع سے حجت پکڑنی جائز ہے جب کہ وارد ہو اس کی حکایت ہماری شرع میں نہ انکار کیا جائے اوپر اس کے خاص کر جب کہ بیان کی جائے بیچ جگہ مدح کے اس کے فاعل کے واسطے اور حجت اس میں یہ ہے کہ جس پر قرض تھا اس نے خط میں لکھا کہ یہ خط فلانے کی طرف سے ہے فلانے کو اور اس کے واسطے ممکن تھا کہ حجت پکڑے حضرت ﷺ کے خط سے جو ہرقل کی طرف لکھا جس کی طرف عنقریب اشارہ گزرا لیکن کبھی ہوتا ہے ترک کرنا اس کا اس واسطے کہ جب کبیر چھوٹے کو یا عظیم حقیر کو لکھے تو پہلے اپنا نام لکھنا یہ اصل ہے اور تردد تو صرف بالعکس میں واقع ہوتا ہے یا مساوی میں کہ اس میں کس کا نام پہلے لکھا جائے اور روایت کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو پہلے اپنا نام لکھا اور ابوداؤد نے ابن سیرین کے طریق سے روایت کی ہے کہ علاء نے حضرت ﷺ کو خط لکھا سو پہلے اپنا نام لکھا اور نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں کو حکم کرتے تھے کہ جب کسی کو خط لکھیں تو پہلے اپنا نام لکھیں اور نیز نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کے عامل ان کی طرف خط لکھتے تھے تو پہلے اپنا نام لکھتے تھے کہا مہلب نے سنت یہ ہے کہ کاتب پہلے اپنا نام لکھے اور ایوب سے روایت ہے کہ وہ بہت وقت پہلے مکتوب الیہ کا نام لکھتا تھا اور سوال کیا گیا مالک رحمہ اللہ سے سو کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں تو کہا گیا کہ عراق والے کہتے ہیں کہ پہلے کسی کا نام نہ لکھ اگرچہ تیرا باپ ہو یا تجھ سے بڑا تو مالک رحمہ اللہ نے ان پر عیب کیا اور جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ اکثر احوال پر محمول ہے اس واسطے کہ بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں روایت کی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا تو پہلے اس کا نام لکھا اور نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک کی طرف خط لکھا اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا تو پہلے بسم اللہ لکھی پھر اس کا نام لکھا اور اس حدیث کی شرح کتاب الکفالہ میں گزر چکی ہے کہا ابن تین نے کہ لکڑی والے کے قصے میں ثابت کرنا ہے ولیوں کی کرامت کا اور جمہور اشعریہ اس کے ثابت کرنے پر ہیں اور انکار کیا ہے اس کا ابو اسحاق شیرازی نے اور شیخ ابو محمد بن ابی زید اور شیخ ابوالحسن قالسی نے مالکیہ سے، میں کہتا ہوں کہ یہ ابو اسحاق شیرازی سے محفوظ نہیں ابو اسحاق اسفرائنی سے منقول ہے اور بہر حال دونوں شیخ سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار کیا ہے انہوں نے اس کرامت سے جو کسی پیغمبر کے واسطے مستقل معجزہ واقع ہوا ہو جیسے پیدا کرنا اولاد کا بغیر باپ کے اور سیر کرنا ساتوں آسمان کا ساتھ بدن کے بیداری میں اور تصریح کی ہے ساتھ اس کے امام ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ میں و سیاتی بیانه فی الرقاق انشاء الله تعالٰی ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اُٹھو اپنے سردار کی طرف

فائدہ: یہ باب معقود ہے قیام قاعد کے حکم کے واسطے یعنی جو بیٹھا ہو وہ باہر سے آنے والے کے واسطے اُٹھ کھڑا ہو اور نہیں جزم کیا اس میں ساتھ حکم کے بلکہ اپنی عادت کے موافق حدیث کے لفظ پر کفایت کی ۔ (فتح)

٥٧٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَجَآءَ فَقَالَ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ قَالَ خَيْرِكُمْ فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰٓؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ فَقَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أَفْهَمَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ أَبِي الْوَلِيْدِ مِنْ قَوْلِ أَبِيْ سَعِيْدٍ إِلٰى حُكْمِكَ.

۵۷۹۱۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ کے یہودی سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر راضی ہو کر اترے کہ سعد رضی اللہ عنہ ہمارے حق میں جو تجویز کریں سو ہم کو قبول ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا یعنی مدینے سے سعد رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُٹھو اپنے سردار کی طرف یا یوں فرمایا کہ اپنے سے بہتر کی طرف سو سعد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودی تیری تجویز پر راضی ہو کر اُترے ہیں تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حکم کرتا ہوں کہ ان کے مرد لڑنے والے قتل کیے جائیں اور ان کی عورتیں اور لڑکے قید کیے جائیں یعنی لونڈی غلام بنائے جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکم کیا۔ کہا ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ کو سمجھایا ابوالولید سے اس نے ابوسعید سے اول حدیث سے حکمک تک۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں حکم کرنا بادشاہ کا ہے ساتھ اکرام بڑے مسلمان کے اور مشروع ہونا اکرام اہل فضل کا بادشاہ کی مجلس میں اور اکرام کرنا اس میں اپنے کسی ساتھی کے واسطے اور سب لوگوں پر لازم کرنا کہ جوان میں بڑا ہو اس کے واسطے قیام کریں یعنی تعظیم کے واسطے قیام کرنا درست ہے اور ایک قوم نے اس سے منع کیا ہے یعنی تعظیم کے واسطے قیام کرنا منع ہے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اپنی لاٹھی پر تکیہ کیے تھے سو ہم آپ کے واسطے کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ نہ قیام کیا کرو جیسے عجم کے لوگ ایک دوسرے کے واسطے اٹھتے ہیں اور جواب دیا ہے اس سے طبری نے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور نیز حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ حدیث عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ کے کہ اس کا باپ معاویہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا تو اس کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے واسطے تصویر کی طرح کھڑے رہیں تو واجب ہوئی اس کے واسطے آگ اور جواب دیا ہے اس سے طبری نے ساتھ اس کے کہ نہی اس حدیث میں تو صرف اس کے واسطے ہے کہ اس کو قیام خوش لگے کہ لوگ اس کے واسطے کھڑے رہیں اس میں اس کو منع نہیں کیا جس کے اکرام کے واسطے قیام کیا جائے اور جواب دیا ہے اس سے ابن قتیبہ نے بایں وجہ کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے سر پر کھڑے رہیں

جیسے کہ عجم کے بادشاہوں کے آگے لوگ کھڑے رہتے ہیں اور نہیں ہے مراد اس سے منع کرنا مرد کا قیام کرنے سے اپنے بھائی کے واسطے جب کہ اس کو سلام کرے اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے جائز ہونے کے واسطے ساتھ اس حدیث کے کہ روایت کی نسائی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سامنے آتے دیکھتے تو اس کو مرحبا کہتے اور اس کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوتے پھر اس کا بوسہ لیتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنی جگہ میں بٹھاتے اور اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں طرف اس تطبیق کی کہ منقول ہے ابن قتیبہ سے اور وارد کی ہے اس نے اس میں حدیث کعب رضی اللہ عنہ کی اس کی توبہ کے قصے میں اور اس میں ہے کہ کھڑا ہوا میرے واسطے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ دوڑتا ہوا اور کہا خطابی نے کہ اس حدیث میں جواز اطلاق سید کا ہے اہل خیر اور فضل پر اور یہ کہ رئیس فاضل اور امام عادل کے واسطے قیام کرنا مستحب ہے اور اسی طرح قیام کرنا طالب علم کا عالم کے واسطے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ تو اس کے واسطے قیام کرنا ہے جو بغیر ان صفتوں کے ہو اور معنی حدیث میں احب ان یقام کے یہ ہیں کہ ان پر لازم کرے کہ اس کے واسطے صف باندھے کھڑے رہیں بطور تکبر اور نخوت کے اور ترجیح دی ہے منذری نے اس تطبیق کو کہ پہلے گزر چکی ہے بخاری رحمہ اللہ اور ابن قتیبہ سے اور یہ کہ منع وہ قیام ہے کہ اس کے سر پر کھڑا رہے اور حالانکہ وہ بیٹھا ہو اور رد کیا ہے ابن قیم رحمہ اللہ نے اس قول کو ساتھ اس کے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا سیاق اس کے خلاف پر دلالت کرتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ جو چاہے کہ لوگ اس کے واسطے تصویر کی طرح کھڑے رہیں تو چاہیے کہ اپنا مکان دوزخ میں بنائے اس واسطے کہ اس میں ہے جب معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آیا تو ابن عامر نے اس کی تعظیم کے واسطے قیام کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے آگے یہ حدیث بیان کی سو اس نے دلالت کی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے قیام کو جو اس نے اس کی تعظیم کے واسطے کیا تھا مکروہ جانا اور اس واسطے کہ نہیں کہا جاتا اس کو کہ یہ قیام ہے مرد کے واسطے بلکہ وہ قیام ہے آدمی کے سر پر اور نزدیک مرد کے کہا اور قیام تین قسم پر ہے ایک قیام مرد کے سر پر کھڑا ہونا ہے اور یہ فعل جابروں اور متکبروں کا ہے اور قیام کرنا اس کی طرف اس کے آنے کے وقت اور اس کا کوئی مضائقہ نہیں اور قیام کرنا اس کے واسطے اس کے دیکھنے کے وقت اور اس میں تنازع ہے، میں کہتا ہوں اور وارد ہوئی ہے بیچ خصوص قیام کے بیٹھے رئیس کے سر پر وہ حدیث جو روایت کی طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ تم سے اعلیٰ لوگ تو اس واسطے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے اپنے بادشاہوں کی تعظیم کی کہ کھڑے ہوئے اور وہ بیٹھے تھے پھر حکایت کیا ہے منذری نے قول طبری کا کہ اس نے قصر کیا ہے نہی کو اس پر جس کو قیام خوش لگے کہ لوگ اس کے واسطے کھڑے رہیں اس واسطے کہ اس میں محبت ہے بڑائی کی اور اپنے آپ کو بامرتبہ دیکھنا اور ترجیح دی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس قول کو اور منذری نے بعض سے مطلق منع نقل کیا ہے اور رد کیا ہے اس نے استدلال کو ساتھ قصے سعد رضی اللہ عنہ کے بایں طور کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے اٹھنے کا حکم کیا تھا تا کہ اس کو گدھے سے اُتاریں اس واسطے کہ وہ بیمار تھے اور البتہ حجت

پکڑی ہے ساتھ اس کے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ کتاب قیام کے اور نقل کیا ہے اس نے بخاری اور مسلم اور ابوداؤد سے کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا اور اسی طرح نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جائز ہونے پر اور بہت حدیثوں سے استدلال کیا ہے اور اعتراض کیا ہے ابن حاج نے اس کے سب استدلالوں پر (اور تفصیل اس کی فتح الباری میں موجود ہے) اور کہا اس نے کہ قیام چار قسم پر ہے اول منع ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے جو چاہے کہ اس کے واسطے قیام کیا جائے واسطے تکبر اور بڑائی سے ان لوگوں پر جو اس کی طرف اٹھیں، دوسرا مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو اس کے واسطے جو قیام کرنے والوں پر نہ تکبر کرے نہ بڑائی لیکن ڈر ہو کہ اس کے سبب سے اپنے نفس کو منع کام میں داخل کرے اور اس واسطے کہ اس کو مشابہ ہونا ہے ساتھ جابروں کے، تیسرا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ واقع ہو بطور نیکی اور اکرام کے اس کے واسطے جس کا ارادہ یہ نہ ہو کہ اس کی تعظیم کریں اور باوجود اس کے جابروں کے ساتھ مشابہ ہونے سے بھی نہ ڈر ہو، چوتھا مندوب ہے اور وہ یہ ہے کہ کھڑا ہو اس کے واسطے جو سفر سے آئے اس کے آنے کی خوشی سے تاکہ اس کو سلام کرے یا اس کو نئی نعمت ہاتھ آئے یا اس کی مصیبت دفع ہو تو اس کی مبارک بادی کے واسطے اُٹھے اور کہا تورپشتی نے کہ قوموا الی سیدکم کے یہ معنی ہیں کہ اس کی اعانت کے واسطے اُٹھو اس کو سواری سے اُتارنے کے واسطے اور اگر مراد تعظیم ہوتی تو یوں فرماتے **قوموا لسیدکم** اور تعقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ اس کی تعظیم کے واسطے نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اکرام کے واسطے نہ ہو اور فرق کرنا درمیان لام اور الی کے ضعیف ہے اس واسطے کہ الی اس مقام میں لائق تر ہے لام سے گویا کہ کہا گیا کہ اٹھو اور چلو طرف اس کی واسطے پیشوائی اور اکرام کے اور یہ ماخوذ ہے ترتب حکم کے سے اوپر وصف کے کہ مشعر ہے ساتھ علیت کے اس واسطے کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدکم علت ہے اس کے قیام کی اور یہ اس کے شریف قدر ہونے کے واسطے ہے اور کہا بیہقی نے کہ قیام کرنا بطور بر اور اکرام کے جائز ہے جیسے انصار سعد رضی اللہ عنہ کے واسطے کھڑے ہوئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ کعب رضی اللہ عنہ کے واسطے اٹھے اور جس کے واسطے قیام کیا جائے اس کو یہ لائق نہیں کہ اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھے یہاں تک کہ اگر اس کے واسطے قیام نہ کیا جائے تو ناراض ہو یا اس کو جھڑکے یا اس کی شکایت کرے اور کہا ابوعبداللہ نے کہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ شرع نے جس امر کی طرف مکلف کے چلنے کو مندوب کیا ہے اگر ہو وہ متاخر یہاں تک کہ مامور آجائے تو اس کی طرف قیام کرنا اس کے چلنے کے عوض ہوگا جو اس سے فوت ہوا پھر ذکر کیا ہے ابن حاج نے ان حاجتوں کو جو قیام کے استعمال کرنے پر مرتب ہوتے ہیں کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ تفصیل نہیں کر سکتا درمیان اس کے جس کا اکرام کرنا مستحب ہے مانند اہل دین اور خیر اور اہل علم کی یا جائز ہے مانند مستورین کی اور درمیان اس کے کہ نہیں جائز ہے مانند ظالم معلن کی یعنی جو اپنے ظلم کو ظاہر کرے یا مکروہ ہے مانند اس کی جو عدالت کے ساتھ متصف نہ ہو پس اگر قیام کی عادت نہ ہو تو نہ محتاج ہو کوئی کہ قیام کرے اس کے واسطے جس جس کے

واسطے قیام کرنا حرام ہے بلکہ اس نے نوبت پہنچائی طرف ارتکاب نہی کی کہ اس کی ترک پر شر پیدا ہوتا ہے اور حاصل یہ ہے کہ جب ہو جائے ترک کرنا قیام کا مشعر ساتھ ذلت کے یا مرتب ہو اس پر کوئی مفسدہ تو منع ہے اور بعض محققین نے تفصیل کی ہے کہ منع وہ ہے کہ عادت ٹھہرائے جیسے عجم کے لوگوں کی عادت ہے اور اگر سفر سے آنے والے کے واسطے یا حکم کے واسطے اس کی حکومت کی جگہ میں ہو تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں اور کہا غزالی نے کہ قیام کرنا تعظیم کے واسطے مکروہ ہے اور اکرام کے واسطے مکروہ نہیں اور یہ تفصیل خوب ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمُصَافَحَةِ — باب ہے بیچ بیان مصافحہ کے

فائدہ: مصافحہ مفاعلہ ہے اور مراد ساتھ اس کے پہنچانا ہے ہاتھ کے صفحہ کا طرف صفحہ ہاتھ کی اور روایت کیا ہے ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تمہاری تعظیم آپس میں مصافحہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

اور کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تشہد سکھلایا اور میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ.

اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں سو طلحہ رضی اللہ عنہ میری طرف اُٹھ کھڑا ہوا دوڑتا ہوا سو اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارک باد دی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے بھی مصافحہ کرنا ثابت ہو چکا ہے، کما سیاتی انشاء اللہ تعالٰی۔ (فتح)

۵۷۹۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ.

۵۷۹۲۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں مصافحہ تھا؟ اس نے کہا ہاں۔

فائدہ: اور انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا یا حضرت! مرد اپنے بھائی مسلمان سے ملتا ہے تو کیا اس کے واسطے جھکے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ، کہا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرے؟ فرمایا ہاں، روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور کہا کہ حسن ہے کہا ابن بطال نے کہ مصافحہ بہتر ہے نزدیک عام علماء کے اور مستحب کہا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بعد کراہت کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مصافحہ سنت ہے بالاجماع وقت ملاقات کے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے براء رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دو مسلمان ایسے نہیں کہ ملیں اور

ایک دوسرے سے مصافحہ کریں مگر کہ ان کو بخشا جاتا ہے جدا ہونے سے پہلے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور دونوں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں اور ایک روایت میں براء رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ نے مجھ سے مصافحہ کیا میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو گمان تھا کہ یہ عجم کے لوگوں کا طریقہ ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لائق تر ہیں ساتھ مصافحہ کے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور بہر حال خاص کرنا مصافحہ کا بعد نماز صبح اور عصر کے سو ابن عبدالسلام نے اس کو بدعت مباح میں شمار کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور اصل مصافحہ سنت ہے اور بعض احوال کے ساتھ اس کو خاص کرنا نہیں خارج کرتا اس کو سنت ہونے سے، میں کہتا ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نفل نماز سنت ہے اس میں رغبت دلائی گئی ہے اور باوجود اس کے پس مکروہ جانا ہے محققین نے کہ اس کو کسی وقت خاص کے ساتھ خاص کیا جائے اور بعض نے ایسی چیزوں کو مطلق حرام کہا ہے مانند نماز غائب کی جس کی کوئی اصل نہیں اور مستثنیٰ ہے مصافحہ کے عموم امر سے مصافحہ کرنا خوبصورت عورت اور بے ریش لڑکے سے جو خوبصورت ہو۔ (فتح)

۵۷۹۳ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۵۷۹۳۔ حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑے تھے۔

فائدہ: اور وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی باب مصافحہ میں یہ ہے کہ ہاتھ کو پکڑنا مستلزم ہے اس کو کہ غالبًا اس میں ایک کے ہاتھ کا صفحہ دوسرے کے صفحہ ہاتھ سے ملتا ہے اور اسی واسطے اس کا جدا باب باندھا ہے واسطے جواز وقوع پکڑنے ہاتھ کے بغیر حصول مصافحہ کے کہا ابن عبدالبر نے کہ روایت کی ہے ابن وہب نے مالک رحمہ اللہ سے کہ مصافحہ کرنا مکروہ ہے اور یہی ہے مذہب ایک جماعت کا اور البتہ مالک رحمہ اللہ سے مصافحہ کا جائز ہونا بھی آیا ہے اور اسی پر دلالت کرتی ہے کاری گری اس کی مؤطا میں اور اس کے جائز ہونے پر ایک جماعت علماء کی ہے سلف اور خلف سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ

دونوں ہاتھوں کو پکڑنا اور مصافحہ کیا ہے حماد نے ساتھ ابن مبارک کے اپنے دونوں ہاتھوں سے

فائدہ: اور روایت کی ترمذی نے کہ تمام تحیہ ہاتھ کا پکڑنا ہے اس کی سند ضعیف ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مرد سے ملتے تھے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے تھے یہاں تک کہ وہ پہلے اپنا ہاتھ کھینچتا اور

نہ پہلے اس سے منہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ منہ پھیرتا۔ (فتح)

٥٧٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا السَّلَامُ يَعْنِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۷۹۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو التحیات سکھلایا اور میری ہتھیلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی جیسے مجھ کو قرآن کی سورت سکھلاتے تھے التحیات للہ، الخ یعنی زبان کی سب عبادتیں اور بدن کی سب عبادتیں اور مال کی سب عبادتیں اللہ کے واسطے ہیں سلام تجھ کو اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر ہے اور اس طرح ہم پڑھتے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ہم نے کہا سلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی ساتھ لفظ غائب کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ ہاتھ کو پکڑنا مبالغہ ہے مصافحہ میں اور یہ مستحب ہے نزدیک علماء کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف ہاتھ چومنے میں ہے سو انکار کیا اس کا مالک رحمہ اللہ نے اور اس کا جو اس میں مروی ہے اور جائز رکھا ہے اس کو اور لوگوں نے اور حجت پکڑی ہے انہوں نے ساتھ اس چیز کے جو عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ جنگ سے پلٹ کر بھاگے اور کہا کہ ہم بھاگنے والے ہیں اور اس میں ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی ذکر کیا ہے اس کو ابہری نے اور چوما ابو عبیدہ نے ہاتھ عمر رضی اللہ عنہ کا جب کہ آئے اور چوما زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جب کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی رکاب پکڑی کہا ابہری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ کہا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ نے جب کہ ہو اوپر وجہ تکبر اور تعظیم کے اور جب ہو اوپر وجہ قربت کے طرف اللہ تعالیٰ کی اس کے دین کے واسطے یا علم کے واسطے یا شرافت کے واسطے تو یہ جائز ہے کہا ابن بطال نے اور ذکر کیا ہے ترمذی نے صفوان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ دو یہودیوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چوما جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تسع آیات کا سوال کیا کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ہاتھ کے چومنے میں بہت حدیثیں اور آثار وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک حدیث جید زارع عبدی کی ہے اور وہ عبدالقیس کے ایلچیوں میں تھا اس نے کہا سو ہم نے اپنے

کجاووں سے جھپٹ کر حضرت ﷺ کا ہاتھ پاؤں چوما روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور امامہ بن شریک سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کی طرف اٹھے سو ہم نے حضرت ﷺ کا ہاتھ چوما اور اس کی سند قوی ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور حضرت ﷺ کا ہاتھ چوما اور بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اعرابی کے قصے میں کہ اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو حکم ہو کہ میں آپ کا سر اور پاؤں چوموں، حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی روایت کیا ہے ان حدیثوں کو ابوداؤد نے اور ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما اور ابو مالک سے روایت ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ چوما جس کے ساتھ اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی، کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کسی مرد کے ہاتھ کا چومنا اس کے زہد اور علم اور شرف وغیرہ دینی امور کے سبب سے مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے اور اگر اس کی مال داری اور دولت مندی اور شوکت اور جاہ کے سبب سے ہو تو سخت مکروہ ہے اور کہا ابو سعید متولی نے کہ جائز نہیں۔

تمام ہوا پارہ ۲۵ فیض الباری کا۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الاستیذان

❀ ...... ❀ ...... ❀